قلب کا یان

سیما شاہد

عدالت سے فارغ ہو کر پانچ فٹ سات انچ کی لمبے قد والی نازک سے سراپے کی مالکہ، براؤن گھنے شولڈر سے نیچے تک آتے سیدھے سلکی بالوں کو جوڑے میں لپیٹے، جیولری کے نام کر ایک سادہ سی ڈائمنڈ کی نوز پن، سفید لباس میں ملبوس اوپر کالا مخصوص گاؤن پہنے تیزی سے چلتی ہوئی عدالت کے احاطے میں ہی بنے آفس میں داخل ہوئی اور دروازہ کھولتے ہی ٹھٹک کر رک گئی۔

ایک خاکی لفافہ فرش پر پڑا تھا جو یقیناً دروازے کی جھری سے اندر پھینکا گیا تھا۔ اس کے پیچھے فائلز اٹھائے کھڑا پچپن سال کا بزرگ کلرک جمشید اس کی آنکھ کے اشارے پر آگے بڑھا اور جھک کر وہ خاکی لفافہ اٹھایا۔

یہ پہلی بار نہیں تھا، دو ماہ پہلے جب سے مشہور ڈان باشو دادا کا کیس جج ارینا علوی کے پاس آیا تھا تب سے ایسی دھمکیوں کا سلسلہ جاری تھا۔

"تمہاری بیٹی ہمارے قبضے میں ہے۔نیچے دی گئی ہدایات پر عمل کرو ورنہ تمہاری بیٹی مار دی جائیگی۔"کلرک جمشید نے اونچی آواز میں خاکی لفافے سے پرچہ نکال کر پڑھا۔

"ایک اور خفیہ دھمکی آمیز پیغام یور آنر۔" وہ سنجیدگی سے بولا۔

جج ارینا علوی خاموشی سے آگے بڑھ کر اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گئی تھی۔اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑا قلم میز پر رکھ کر کلرک کو دیکھا جو اس دھمکی آمیز خط کو ہاتھ میں لیئے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

آج کا پورا دن ہی بہت مصروف گزرا تھا۔ایک کے بعد ایک کیس کی اس نے سنوائی کی تھی۔اوپر سے گرمی بھی غضب کی تھی۔ارینا علوی کی سبز آنکھوں میں تھکن اتری ہوئی تھی۔پورا دن کورٹ میں کرسی پر بیٹھ کر گزارنا اتنا آسان نہیں ہوتا۔وہ پاکستان کی کم عمر ججز میں سے ایک تھی اور یہ مقام اس نے بڑی محنت سے حاصل کیا تھا۔

"اس خط کا کون سا نمبر ہے؟" چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ارینا علوی نے سنجیدگی سے کلرک سے سوال کیا جو اس خط کو فائل میں لگا رہا تھا۔

"یور آنر! یہ اس مہینے چوتھا دھمکیوں سے لبریز خط ہے، اور جو آپ کو مردہ بلیاں اور کبوتر بھیجے گئے تھے وہ الگ حساب ہے۔" کلرک جمشید نے سنجیدگی سے اسے یاد دلایا۔

"یہ صرف گیدڑ بھبھکیاں ہیں تاکہ میں ڈر کر ان کے حق میں فیصلہ سنا دوں۔" ارینا علوی نہ پہلے ڈری تھی اور نہ اب اس کا ڈرنے کا ارادہ تھا۔

"یور آنر آپ کو اپنی سیکیورٹی کا سوچنا چاہئیے۔ بھلے ابھی تک یہ صرف دھمکیاں دے رہے ہیں لیکن پھر بھی ہمیں محتاط رہنا ہوگا۔" کلرک جمشید نے اسے سمجھایا۔

"کاش جلدی سے یہ باشو دادا کا کیس ختم ہو اور جان چھوٹے، ورنہ ہر پیشی سے پہلے عدالت میں ان غنڈوں اور مافیا کے لوگوں کا ہجوم لگ جاتا ہے۔ چیونٹیوں کی طرح

نجانے کس بل سے نکل آتے ہیں بھیس بدل بدل کر۔" ارینا علوی نے سر دباتے ہوئے کہا۔

"یور آنر! یہ مافیا والے شاید ہماری پیشیوں کو پارٹی سمجھ کر آتے ہیں۔ انہیں ذرا سا بھی پکڑے جانے یا سزا کا خوف نہیں ہوتا۔" جمشید نے سنجیدگی سے فائل بند کر کے ارینا علوی کے سامنے میز پر رکھی۔

"باشو دادا اس بار برا پھنسا ہے۔ اس کے ہاتھوں جو دو قتل ہوئے ہیں وہ دونوں مشہور صحافی تھے اور اس کی بدقسمتی کہ ہمارے پاس ایک چشم دید گواہ بھی موجود ہے۔ یہ کیس اس وقت میڈیا کی بھرپور توجہ حاصل کر چکا ہے۔ عوام ہر قیمت پر انصاف چاہتی ہے۔ ہر ایک اخبار، نیوز چینلز، سوشل میڈیا کی نظر اس ٹرائل پر ہے اور میرا فرض ہے کہ میں اسے صاف شفاف رکھوں اور مجرم کو اس کے کیئے کی سزا ضرور ملے۔" ارینا علوی نے فائل کھول کر چیک کی۔

"یور آنر یہ بات تو سچ ہے کہ باشو دادا پہلی بار بری طرح قانون کے شکنجے میں جکڑا گیا ہے۔شاید اسی لیئے وہ آپ کو دھمکا رہا ہے کہ آپ اسے صاف بچا لیں،اس کے حق میں فیصلہ سنائیں۔اب اگلی پیشی بھی تو آنے والی ہے۔"کلرک جمشید نے رائے دی۔

"مجھے جج کی کرسی پر بیٹھے تین سال ہو چکے ہیں۔اس باشو دادا جیسے کتنے غنڈے آئے اور گئے۔اب تو مجھے اس سب کا عادی ہو جانا چاہیئے تھا مگر ہر بار اس طرح کی فضول دھمکیوں سے میں اپ سیٹ ہو جاتی ہوں۔"ارینا علوی نے اپنا سر جھٹکا۔

"کبھی کبھی میں سوچتی ہوں کہ مجھے وکالت کی بجائے سوشل ورک جوائن کر لینا چاہیئے تھا۔"وہ بڑبڑائی۔

"یور آنر آپ ایک مضبوط لڑکی ہیں۔اور آپ کے والد مرحوم ریٹائرڈ جج عباس علوی کی طرح مجھے بھی آپ پر فخر ہے۔"سفید داڑھی،باوقار پرسنیلٹی والا کلرک جمشید پہلے ارینا علوی کے والد کا اسسٹنٹ ہوا کرتا تھا۔علوی صاحب کے اس پر بے شمار احسانات

تھے۔اس نے ارینا علوی کی زندگی کے سارے نشیب و فراز دیکھے تھے اور وہ اسے اپنی بیٹی کی طرح چاہتا تھا۔اس کی اپنی بھی تین بیٹیاں تھیں اور پورے ڈسٹرکٹ میں جمشید جیسا ایڈمنسٹریٹر کہیں نہیں تھا یہ سب ججز کا ماننا تھا۔

"میں آج ہی سیکیورٹی سے بات کرتا ہوں۔آخر اس فلور پر کوئی کیسے آکر ایسے خط یا مردہ جانور ڈال جاتا ہے اور ہماری پولیس کو پتا تک نہیں چلتا، نہ کیمرے میں کچھ آتا ہے۔"کلرک جمشید نے کہا۔

"ضرور کریں مگر ہونا کچھ نہیں ہے۔"ارینا علوی نے اپنی گہرے براؤن بالوں کی لٹ کو اپنے کان کے پیچھے اڑسا جو بار بار اس کے چہرے پر گر رہی تھی گرمی سے اس کا برا حال تھا۔

یہ پاکستان کے کورٹ رومز تھے جن میں ائیر کنڈیشن بیچارے تو چلتے ہی نہیں تھے اور پنکھوں کی حالت بھی بس گزارے لائق ہی تھی۔اریناعلوی نے کھڑے ہو کر اپنا گاؤن اتار کر تہہ کر کے بازو میں لیا۔

"شکر ہے اب چار دن کی سرکاری چھٹی ہے ورنہ ان گرم دنوں میں کام کرنا بہت مشکل تھا۔" کلرک جمشید خوشدلی سے بولا کہ عاشورے کی وجہ سے چار دن کی چھٹی اناونس کی جا چکی تھی۔

"چھٹی تو دو دن کی ہی ہے، بیچ میں ہفتہ اتوار آ گئے تو لانگ ویک اینڈ بن گیا۔" ارینا مسکرائی تو اس کے دونوں گالوں پر پڑتے ڈمپل واضح ہوئے تھے۔وہ کلرک جمشید کے ساتھ چلتی ہوئی آفس سے نکل کر راہداری میں آئی اور وہاں سے باہر پارکنگ میں۔

"یور آنر!" کلرک جمشید نے اسے پکارا۔

"جمشید انکل پلیز کورٹ سے باہر نہیں۔" اریناعلوی نے انہیں ٹوکا۔

"ارینا بیٹی! وہ جو نیا ڈی سی آیا ہے اس کے بارے میں آپ نے کیا سوچا ہے؟" جمشید صاحب اس نئے ڈی سی کے بارے میں پوچھ رہے تھے جس نے پچھلے ماہ ارینا علوی کو پرپوز کیا تھا۔

"سوچنے کی ضروت ہی نہیں ہے۔ میں اپنی بیٹی، اپنے کام اور اپنی زندگی میں خوش ہوں۔" وہ سر جھٹکتے ہوئے بولی۔

"بٹیا آپ ایک بار اس سے الگ سے مل تو لیتیں۔ وہ آپ کو ڈنر پر انوائیٹ کرنا چاہ رہا تھا۔" جمشید صاحب نے اسے کنوینس کرنے کی کوشش کی۔

"اسے چھوڑیں انکل اور گھر جائیں، آرام سے یہ چار دن کی چھٹی انجوائے کریں اور پیر کی صبح جلدی آجایئے گا۔ اس باشوداد کا ٹرائل شروع ہو گا۔ سیکیورٹی کی صورتحال بھی دیکھنی ہو گی۔" وہ ان کی بات ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکال چکی تھی۔

"جی بٹیا! میں آجاؤں گا-آپ بھی یہ چھٹیاں انجوئے کرنااور پریسا بیٹی کو ہو سکے تو ملوانے لے آنا۔بچیاں بھی اسے یاد کررہی تھیں۔"انہوں نے ارینا علوی کی ساڑھے تین سال کی بیٹی کاذکر کیا جس کانام سن کرارینا کاخوبصورت چہرہ جگمگا اٹھا تھا۔

"انکل کل ہی پریسا کے چچا کا فون آیا تھا۔وہ چاہ رہے تھے کہ ہم ماں بیٹی یہ چھٹی کے دن پریسا کی دودھیال کے ساتھ گزاریں۔"

"چلیں کوئی بات نہیں، ہم اگلے ویک اینڈ پر کوئی پروگرام بنالینگے۔"جمشید صاحب اسے اس کی گاڑی کے پاس چھوڑ کر پیار سے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر خداحافظ کہتے آگے کھڑے اپنی اسکوٹر کی طرف بڑھ گئے تھے۔

----------*

گاڑی میں بیٹھ کر ارینا علوی نے سب سے پہلے سامنے ڈیش بورڈ پر رکھے چھوٹے سے کیوٹ سے فریم میں لگی اپنی گول مٹول سی پیاری سی گلابی گڑیا کی تصویر دیکھی تبھی اس کے دماغ میں پھر وہ دھمکی آمیز خط ابھرا۔

"واٹ ربش!" سر جھٹک کر اس نے کلائی پر بندھی گھڑی میں وقت دیکھا۔

شام کے پانچ بجنے والے تھے۔ پریسا اب تک اپنے ڈے کیئر سے واپس آجاتی تھی اور اس وقت کچن میں الفت بی کے ساتھ بیٹھ کر اپنا چاکلیٹ ملک پیتے ہوئے اس کا انتظار کیا کرتی تھی۔

خود کو مطمئن کرنے کے لیئے اس نے پریسا کی گورنس الفت کو فون ملایا۔

"ہیلو!" دوسری ہی بیل پر فون اٹھالیا گیا تھا۔

"ہیلو الفت! ذرا میری پریسا سے بات کرانا۔" وہ پرسکون انداز میں گاڑی کی سیٹ سے پشت لگا کر بیٹھ گئی۔

"الفت۔۔۔۔" کوئی جواب نہ ملنے پر وہ تیزی سے سیدھی ہوئی۔

"جج صاحبہ! پریسا تو گھر پر نہیں ہے۔" الفت کی بات سن کر اس کا دماغ بھک سے اڑ گیا تھا۔

"گھر نہیں ہے؟" ایک خوف کی سرد لہر اس کے پورے وجود میں سرائیت کر گئی تھی۔ بدترین خدشات سچ ہونے کو تھے۔ حلق میں کانٹے سے چبھنے لگے تھے مگر اس نے تیزی سے خود کو کمپوز کیا۔

"کیا پتہ میں الفت کی بات کو ٹھیک سے نا سمجھی ہوں۔ شاید پریسا باہر گارڈن میں جھولا جھول رہی ہو۔" اس نے خود کو تسلی دی۔

"جج صاحبہ اگر آج آپ کو پریسا کو پک کرنا تھا تو مجھے بتا دیتیں۔ میری گاڑی خراب تھی، میں ٹیکسی کر کے ڈے کیئر پہنچی تو آپ کی گاڑی وہاں سے نکل رہی تھی۔ میں نے ہاتھ بھی ہلایا پر آپ نے دیکھا ہی نہیں۔ مجھے لگا آپ کو پریسا کی دادی کے گھر جانا تھا اور آپ کا

پروگرام شاید جلدی کا بن گیا تو مجھے بتانا بھول گئی ہوں گی مگر آپ تو خود بے بی کا پوچھ رہی ہیں۔ کیا وہ آپ کے ساتھ نہیں ہے؟" الفت بولے چلی جا رہی تھی اور ارینا علوی کی حالت خراب ہو رہی تھی۔ اس کے دل پر دباؤ بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ پورے جسم پر ایک لرزہ سا طاری تھا مگر یہ وقت ہوش سے کام لینے کا تھا اور وہ مضبوط اعصاب کی مالک تھی۔

"میں نے تمہیں یہی بتانے کے لئیے فون کیا تھا کہ پریسا کو اس کے چچا نے پک کر لیا تھا۔ وہ ابھی کچھ دن وہیں رہے گی۔ تم بھی چھٹی لے کر اپنے گھر جا سکتی ہو۔" وہ سوچ سمجھ کر بات بنا کر بولی۔

"تو پھر آپ پریسا بے بی سے بات کرانے کا کیوں کہہ رہی تھیں؟" الفت نے سوال کیا

۔

"ارے بابا آج کل کام کا اتنا لوڈ ہے مجھے یاد ہی نہیں رہا کہ پریسا تو اپنے چچا کے ساتھ ہے۔" اس نے ہلکے پھلکے انداز میں بات بنائی۔

"جج صاحبہ میں نے ٹی وی میں دیکھا تھا وہ مشہور ٹیررسٹ باشو دادا کا کیس آپ کی عدالت میں آرہا ہے۔ وہی جس نے دو رپورٹرز کو بڑی بری طرح ٹارچر کر کے قتل کیا تھا۔" الفت کی بات سن کر ارینا علوی کے اعصاب تن گئے تھے۔

"یا اللہ میری بچی کی حفاظت کرنا۔" وہ ٹارچر اور قتل کا لفظ سن کر دل ہی دل میں اللہ سے مخاطب ہوئی۔ اسے پورا یقین تھا کہ اس کی بچی کو باشو دادا اٹھا کر لے گیا ہے۔ یعنی آج جو دھمکی ملی تھی وہ خالی گیدڑ بھبکی نہیں تھی۔ اس نے کپکپاتے ہوئے ہاتھوں سے اپنا سیل فون دوبارہ کان سے لگایا جہاں سے الفت کی آوازیں آرہی تھیں۔

"جج صاحبہ آپ لائن پر ہیں؟" وہ ہوش میں آئی۔ اسے پینک نہیں ہونا تھا۔ خود کو سنبھال کر اس نے چند باتیں کر کے الفت کو ایک ہفتے کی چھٹی دی، پھر فون بند کر کے

خود کو مضبوط بناتی ہوئی گاڑی سے نیچے اتر کر واپس عدالت کے احاطے کی طرف آ گئی۔

اس کا رخ اپنے آفس کی طرف تھا۔

آفس پہنچ کر اس نے وہ دھمکیوں سے بھرے خطوط والی فائل اٹھائی۔اسے فولڈ کر کے اپنے پرس میں بڑی مشکل سے ٹھونسا اور واپس آفس سے باہر نکل آئی۔

پارکنگ میں اپنی گاڑی کے پاس پہنچی تو سامنے کا منظر دیکھ کر اس کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا۔

ایک اور خاکی لفافہ اس کی گاڑی میں وائپر کے نیچے دبا ہوا تھا۔وہ ایک مضبوط اعصاب کی مالک عورت تھی، جج تھی، ایسے کئی کیسز ڈیل کر چکی تھی لیکن اس وقت بات اس کی اپنی اکلوتی اولاد کی تھی۔

چاروں طرف دیکھتے ہوئے اس نے اپنے ہاتھوں کی لرزاہٹ پر قابو پاتے ہوئے گاڑی کی ونڈ اسکرین پر وائپرز میں اٹکا ہوا لفافہ نکالا اور تیزی سے گاڑی کے اندر بیٹھ کر دروازہ

لاک کر لیا۔ گھبراہٹ سے اس کا برا حال تھا۔ پیٹ میں درد کی لہریں اٹھ رہی تھیں۔ لمبی سیاہ مڑی ہوئی پلکوں پر نمی ابھر آئی تھی۔ دل تھا کہ زور زور سے دھڑک کے چلا جا رہا تھا۔

اس نے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی سے اپنی آنکھیں صاف کیں اور اس خاکی لفافے کو کھول کر اس میں تہہ کر کے رکھا ہوا پرچہ نکالا۔

"پریس، پولیس، ایف آئی اے یا کسی بھی ایجنسی کے پاس غلطی سے بھی جانے یا رابطہ کرنے کی کوشش مت کرنا، کسی کو کچھ مت بتانا ورنہ تم اپنی بیٹی کو ساری زندگی دیکھنے کو ترستی رہو گی۔"

نیچے واضح ڈیمانڈز لکھی ہوئی تھیں۔ اسے اگلی ہی پیشی میں باشوداد پر لگا قتل کا الزام غلط ثابت کر کے اسے باعزت بری کرنا تھا۔ اور اگر وہ ایسا نہیں کر پاتی یا بات اگلی پیشی پر چلی جاتی، یا خود کو اس کیس سے ہٹا لیتی تو ہر صورت میں پریسا جان سے ماردی جاتی۔

"ایسا نہیں ہو سکتا۔ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟"اس کے لبوں سے سرگوشی ادا ہوئی۔

وہ تھکے ہارے انداز میں گاڑی کی سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی تھی۔اس کا دل بہت زور زور سے دھڑک رہا تھا۔اس کی وکالت کی ڈگری ،انصاف کا حلف، قانون کے بھاری اصول سب اس کی آنکھوں کے سامنے ناچ رہے تھے۔اس کا دم گھٹنے لگا تھا۔پریسا اس کی چھوٹی سی پیاری سی بیٹی اس وقت مصیبت میں تھی اور وہ نہیں جانتی تھی کہ ایسا کیا کرے کہ اپنی بچی کو ان ظالموں کے چنگل سے نجات دلا سکے۔

"نہیں ڈیم اٹ! میں بلیک میل نہیں ہو نگی۔"اس نے سختی سے اپنے سرخ لب بھینچے۔

"وہ باسٹرڈ چاہتا ہے کہ میں اس جیسے خونی درندے کو آسانی سے کلین چٹ دے کر باعزت رہا کردوں،اسی لیئے وہ مجھے خوفزدہ کر رہا ہے،دھمکا رہا ہے،میری بچی کو جان سے مارنے کی دھمکیاں دے رہا ہے تا کہ میں اس سے قانونی لڑائی کا خیال تک نہ لاؤں۔"ارینا علوی کا خون کھول رہا تھا۔

باشوداد کا تعلق افغانیوں کی اس نسل سے تھا جو مہاجرین بن کر پاکستان میں پناہ گزین ہوئے تھے۔ دنیا کے سامنے وہ ایک بزنس مین تھا مگر درحقیقت وہ ایک ڈان تھا جس کا اصل بزنس ڈرگز، ہیومن ٹریفکنگ سے لے کر دہشت گردی تک میں ملوث تھا۔

چھ ماہ پہلے دو کرائم رپورٹر اس کے خلاف ثبوت اکٹھے کرتے کرتے وزیرستان سے ہوتے ہوئے اس کے اڈے تک پہنچ گئے تھے جنہیں بڑی بے رحمی سے مار کر ان کی لاشیں درخت سے الٹی لٹکا کر میڈیا پر وڈیوز ریلیز کی گئی تھیں۔ مگر باشوداد کی بدقسمتی کے ان صحافیوں کی محنت سے حاصل کیئے گئے ثبوت اور باشوداد کی کچھ غیر قانونی کام کرتی وڈیو کلپس وہ مرنے سے پہلے ہی قانون تک پہنچا چکے تھے۔

ارینا علوی کے پاس اپنی بیٹی کو ڈھونڈنے کے لیئے صرف تین دن تھے۔ قیمتی تین دن جن کا ایک ایک لمحہ، ایک ایک منٹ قیمتی تھا۔

"پریسا! مما کو معاف کر دینا۔" وہ نم لہجے میں بڑبڑائی۔

"مما کی وجہ سے آج تم اتنی مشکل میں ہو، بٹ ڈونٹ وری! مما آرہی ہے۔" وہ عزم سے اپنی بچی کی تصویر کو چومتے ہوئے سیدھی ہوئی۔

اسے اپنے اعصاب پر، اپنے آپ پر قابو رکھنا تھا۔ خود کو مضبوط رکھنا تھا۔ جیسے آج سے تین سال سات ماہ پہلے اس نے خود کو کنٹرول میں رکھا تھا جب وہ بحثیت وکیل ایک قتل کے کیس کے ٹرائل میں مصروف تھی۔ شادی کو بمشکل چار ماہ ہوئے تھے، وہ پریگننٹ تھی اور اچانک سے اس کے شوہر عثمان کی موت ہوگئی تھی جو صاف صاف قتل تھا۔ عثمان کی سگنل پر کھڑی گاڑی کو بری طرح سے ٹرک نے مارا تھا۔ اس سب کے باوجود وہ کیس پر سے نہیں ہٹی، اس نے ایک بہت بڑی قیمت ادا کی تھی انصاف کا ترازو بلند رکھنے کے لیئے۔ وہ اس وقت چھبیس سال کی ایک کامیاب پروفیشنل اٹارنی تھی اور آج بمشکل تیس سال کی عمر میں پاکستان کی سب سے کم عمر ہونے جج کا منصب اسے ملا ہوا تھا۔

------*

اپنے آپ کو مضبوط کر کے اس نے گاڑی پارکنگ سے نکالی اور آہستگی سے چاروں جانب دیکھتے ہوئے ڈرائیو کرتی ہوئی روڈ پر آئی۔ کانوں میں بلیوٹوتھ وہ پہلے ہی لگا چکی تھی، اب بڑی تیزی سے وہ اپنے فون میں سیو ایف آئی اے کا نمبر ڈائل کر چکی تھی۔

"کاظم پاشا۔" ریسپشنسٹ کے فون اٹھاتے ہی اس نے نام لیا۔

"ون مومنٹ میم۔"

کاظم پاشا کافی عرصہ سے ایف آئی اے لاہور اسٹیشن کا چیف تھا۔ اس کے وکالت کے دنوں میں اور جج بننے کے بعد بھی وہ کئی کیسز میں اس کی ہیلپ کر چکا تھا۔

"کاظم! ایمر جنسی ہے۔" وہ اس کی آواز سنتے ہی تیزی سے بولی۔

"حکم کیجئے یور آنر!" بھاری مردانہ آواز ابھری۔

"میں فون پر کچھ نہیں بتا سکتی، بہت حساس معاملہ ہے۔" ارینا علوی نے سنجیدگی سے کہا۔

"کب اور کہاں؟ آپ بتائیں میں آجاتا ہوں۔" وہ بھی سنجیدہ ہوا۔

"کوئی بھی سیف جگہ جہاں کوئی بھی مجھے تم سے ملتا نہ دیکھ سکے۔" کچھ سیکنڈ سوچ کر اس نے جواب دیا۔

"میں آپ کو ایک ایڈرس ٹیکسٹ کر رہا ہوں، آپ دو گھنٹے تک ادھر احتیاط سے پہنچ جائیں۔"

"تم مجھے اپنے گھر تو نہیں بلا رہے؟" وہ ہچکچائی کہ یہ سیف نہیں تھا۔

"نہیں یور آنر! یہ میرے ایک بہت اچھے شہید دوست کا گھر ہے جو آئی ایس آئی ایجنٹ تھا۔ اب اس کی بیوہ یہاں رہتی ہیں، ان کا نام عائشہ ہے۔ میں انہیں کال کر کے آپ کی

آمد کی اطلاع کر دیتا ہوں۔" کاظم پاشا نے اسے ایڈریس ٹیکسٹ کر کے فون بند کر دیا تھا

۔

دو گھنٹے اچھا خاصا وقت تھا جبکہ ایڈریس بھی نزدیک ہی کا تھا۔اس نے وقت کاٹنے کے لیئے پہلے پیٹرول پمپ کا رخ کیا۔پٹرول بھروا کر وہ گاڑی میں بیٹھ کر ادھر ادھر سڑکوں پر گاڑی دوڑاتی رہی۔اس کی نظریں مسلسل بیک ویو مرر پر جمی ہوئیں تھیں کہ کہیں کوئی گاڑی، وین یا موٹر سائیکل سوار اس کا پیچھا نہ کر رہا ہو۔

مقررہ وقت پر وہ دیئے گئے پتے پر پہنچی۔

یہ ایک صاف ستھری کالونی تھی جس میں سارے گھر ہی ایک جیسے بنے ہوئے تھے۔

گھر کے پاس پہنچ کر اس نے چاروں اطراف دیکھتے ہوئے اطلاعی گھنٹی بجائی۔

کچھ سیکنڈز کے وقفے کے بعد اندر سے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ارینا علوی نے ایک بار پھر پلٹ کر چاروں جانب دیکھا، دور دور تک کوئی نہیں تھا یعنی اس کا پیچھا نہیں کیا گیا

تھا۔ شاید اس باشو دادا کو یقین تھا کہ وہ ایک اکیلی عورت اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی۔ وہ سکون کا سانس لیتی ہوئی دروازے کی طرف متوجہ ہوئی جہاں ایک درمیانے قد کی خوش شکل ستائیس اٹھائیس سال کی لڑکی سفید سادہ سا لباس پہنے کھڑی ہوئی تھی۔

"جج ارینا علوی؟" اس لڑکی نے سنجیدگی سے پوچھا جس پر وہ اثبات میں سر ہلا گئی۔

"میں عائشہ ہوں۔" اس لڑکی نے نرمی سے اپنا تعارف کروایا۔

"کاظم بھائی آپ کا اندر انتظار کر رہے ہیں۔" وہ اسے راستہ دیتی ہوئی پیچھے ہٹی۔

ارینا الجھی ہوئی نظروں سے اسے دیکھتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔ یہ لڑکی اسے دیکھی بھالی، جانی پہچانی سی لگ رہی تھی۔

"آیئے۔" عائشہ دروازہ بند کر کے پلٹی اور اسے ساتھ لیئے اندر لیونگ روم میں چلی آئی۔

دراز قد کاظم پاشا بڑی بے چینی سے اندر ارینا علوی کا انتظار کر رہا تھا۔اس کے چہرے پر تجسس صاف نظر آ رہا تھا۔ارینا علوی کا اس طرح اسے بلوانا؟کچھ تو خاص تھا۔

"یور آنر!" وہ اسے اندر آتا دیکھ کر ادب سے کھڑا ہوا۔

"ہیلو چیف! تھینکس فار کمنگ۔" وہ باوقار انداز میں بولتی ہوئی اندر آئی اور اس کے مقابل رکھے صوفے پر بیٹھ گئی۔

"آپ لوگ باتیں کریں، میں چائے لاتی ہوں۔" عائشہ ان دونوں کو اکیلا چھوڑ کر کمرے سے نکل گئی۔اس کے جانے کے بعد کمرے میں سناٹا سا چھا گیا تھا۔چیف کاظم پوری توجہ سے اس کے بولنے کا انتظار کر رہا تھا۔

"میری بیٹی پریسا علوی کو اغوا کر لیا گیا ہے۔" وہ سپاٹ لہجے میں بولتی ہوئی اپنا پرس کھول کر اس میں سے موجود دھمکی بھرے خطوط نکال کر کاظم کے سامنے رکھ چکی تھی جو شاکڈ سا اسے دیکھ رہا تھا۔

"مجھے کئی دنوں سے دھمکی آمیز خط موصول ہو رہے تھے جنہیں کوئی بڑی مہارت سے سیکیورٹی اور سیکیورٹی کیمروں کی نظر میں آئے بغیر دروازے کی جھری سے میرے آفس میں ڈال رہا تھا اور یہ والا۔۔۔" اس نے گاڑی کی ونڈ اسکرین پر ملا خط اٹھایا۔

"یہ آج میری گاڑی میں وائپرز پر اٹکا ہوا تھا۔"

چیف کاظم پاشا بڑی توجہ سے، چہرے پر بلا کی سنجیدگی لیئے ان خطوط کو باری باری پڑھ رہا تھا۔ اس کے ماتھے پر بل پڑنا شروع ہو چکے تھے۔

"یہ کام پکا باشو دادا کا ہے۔" چیف کاظم پاشا سارے خطوط دیکھ چکا تھا

"اگر ایف آئی اے اپنے پورے رسور سز لگا کر میری بیٹی کو پیشی سے پہلے بازیاب کروا لے تو اس باشو دادا کو سزا ہونے سے کوئی نہیں روک سکے گا۔" وہ مضبوط لہجے میں بولی۔

"ہمم۔۔۔" چیف کاظم پاشا اس کی بات سننے کے بعد کھڑا ہوا ٹہلتا ہوا کمرے کی واحد کھڑکی کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا جس پر گہرے دبیز پردے پڑے ہوئے تھے۔

"چائے۔" پردہ ہٹا کر ٹرے میں چائے کے کپ لیئے عائشہ اندر داخل ہوئی۔اس نے سلیقے سے ارینا علوی کو چائے سرو کی، پھر ایک کپ بنا کر کھڑکی کے پاس کھڑے کاظم کے پاس آئی۔

"آپ کی چائے۔" وہ اسے چائے کا کپ پکڑا کر جانے لگی تھی کہ کاظم نے اسے روک لیا۔

"عائشہ آپ یہیں رکیں۔"

"مگر۔۔۔" وہ الجھی۔

"ہم کانفیڈینشل باتیں ضرور کر رہے ہیں لیکن آپ ہم سے الگ نہیں ہیں۔" وہ نرمی سے بولا تو عائشہ نے گردن موڑ کر ارینا علوی کو دیکھا اور اس کی آنکھوں میں بھی مثبت اشارہ دیکھ کر وہ وہیں ایک صوفے پر خاموشی سے بیٹھ گئی۔

"چیف تم اور تمہاری ٹیم جو کہیں میں کرنے کو تیار ہوں، بس کسی بھی طرح سے میری بچی کو بچالو۔" ارینا علوی بولتے بولتے چپ ہو گئی کہ لہجے میں نمی اترنے لگی تھی۔اس کی چھوٹی سی بیٹی نے تو اپنے باپ کی شکل تک نہیں دیکھی تھی۔وہ ہی تو اس کا سب کچھ تھی اور آج تاریخ پھر اپنے آپ کو دہرا رہی تھی۔

صرف چار ماہ ہی تو سہاگن رہ پائی تھی وہ جب یہی پروفیشن اور اس کا ایمان دار ہونا اس کے شوہر کی جان لے گیا تھا اور اب بیٹی۔

"نہیں!" وہ لرزا ٹھی۔

--------*

عائشہ کا دل اس کی بے بسی دیکھ کر کانپ اٹھا تھا۔اتنی بڑی جج اپنی بچی کے لیئے گڑگڑا رہی تو رہی تھی۔وہ صوفے سے اٹھ کر ارینا کے پاس آئی۔

"اپنے آنسوؤں کو مت روکیں، انہیں بہہ جانے دیں تاکہ آپ خود کو مضبوط کر سکیں۔

میں بھی اپنے شوہر کے مرڈر کے بعد بہت روئی تھی، تبھی تھوڑا صبر آیا تھا۔"

"مرڈر؟" ارینا کا دل لرز اٹھا۔ اس نے عائشہ کو دیکھا جو اسے دیکھی بھالی سی لگ رہی

تھی۔

"کہیں یہ دونوں یہ تو نہیں سمجھ رہے کہ میری پریسا بھی ماری جا چکی ہے؟" اس کا دل

ایک بار پھر بری طرح سے ڈوب کر ابھرا تھا۔

"کاظم! کیا میری بچی؟" اس کی آواز بھرا گئی۔

"کہیں تم مجھ سے کچھ چھپا تو نہیں رہے؟" لہجے میں ہزاروں خدشات لئیے اس نے

سوال کیا کہ ان انٹیلجنس والوں سے کب کوئی بات چھپی رہتی ہے۔

"نہیں یور آنر! کچھ نہیں چھپا رہا۔ انفیکٹ پریسا بے بی کے اغوا کا بھی آپ سے ہی پتہ چلا

ہے۔ آپ پلیز الٹا سیدھا مت سوچیں، آپ کی بیٹی محفوظ ہے، زندہ ہے۔ وہ اس

دہشت گرد کی آزادی کا ٹکٹ ہے۔اسے وہ اپنا کام مکمل ہونے تک کچھ نہیں کریگا۔"

چیف کاظم پاشا نے تسلی دی۔

"تو پھر اب تمہارا کیا پلان ہے کاظم؟"ارینا علوی نے خود کو سنبھالتے ہوئے سنجیدگی

سے پوچھا۔

"ایک پرابلم ہے۔"وہ اپنے ماتھے کو مسلتا ہوا بولا۔

"مجھے لگتا ہے میں آپ کی مدد اس طرح سے نہیں کر سکوں گا جیسے آپ چاہتی ہیں۔"

"واٹ؟"چیف کاظم پاشا کی بات سن کر وہ زور سے چیخ پڑی۔

"مجھے اس وقت تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔پولیس کے پاس میں جا نہیں سکتی، کسی

ایجنسی کو انوالو نہیں کر سکتی۔تم ہی میری آخری امید ہو۔"وہ غصے بھری نظروں سے

اسے دیکھ رہی تھی جنہیں وہ بخوبی سمجھ رہا تھا اور وہ مدد بھی کرنا چاہتا تھا لیکن الگ

طریقے سے۔

"یور آنر! ہمارے ڈیپارٹمنٹ میں کئی کالی بھیڑیں موجود ہیں اور یہ کیس بہت حساس ہے۔ پورے میڈیا کی، یہاں تک کہ انٹرنیشنل میڈیا کی نگاہیں تک آپ کے اس ٹرائل پر ہیں۔ میرا یا ڈپارٹمنٹ کا انوالو ہونا مجرموں کو الرٹ کر دے گا۔ انہیں فوری پتہ چل جائے گا اور یہ پریسا کی جان کے لیئے بہت بڑا خطرہ ہو گا۔"

"تو کیا ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھی رہوں میں؟" ارینا علوی غرائی۔

"ہمیں کسی باہر کے آدمی کی مدد لینی ہو گی۔" کاظم پاشا نے سنجیدگی سے کہا۔

"کس کی؟" ارینا نے تیزی سے پوچھا۔

"کایان سعدی کی۔ وہ ہی پریسا کو ان دہشت گردوں کی وادی سے بحفاظت زندہ سلامت نکال کر لا سکتا ہے۔" کاظم پاشا نے سنجیدگی سے کہا۔

"کایان سعدی؟ وہ ایجنٹ؟" ارینا علوی کو ایک جھٹکا سا لگا تھا۔

"وہ۔۔۔۔ وہ تو مر چکا ہے نا؟" ارینا علوی کی سرسراتی ہوئی آواز ابھری تھی۔

------------*

زیادہ پرانی بات تو نہیں تھی جب آئی ایس آئی ایجنٹ کایان سعدی کا لہولہان بے جان وجود پرچم میں لپٹا ہر چینل پر دکھایا گیا تھا۔

"کاظم بھائی!" عائشہ نے ناگواری سے چیف کو دیکھا جو اس کے بھائی کہنے پر سخت بدمزہ ہوا تھا۔

"آپ جانتے بھی ہیں کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ کایان سعدی کی گاڑی کا کتنا بڑا حادثہ ہوا تھا۔ وہ تو وہیں انتقال کر گئے تھے۔ آپ بھی تو میرے ساتھ ان کے جنازے میں شامل تھے۔" عائشہ اسے یاد دلا رہی تھی۔ اسی وقت ارینا علوی کی یاداشت میں دھماکہ ہوا۔

اسے یاد آگیا تھا کہ عائشہ کو اس نے اپنے کورٹ روم میں دیکھا تھا جبھی تو وہ اسے جانی پہچانی سی لگی تھی۔

کایان سعدی! بحثیت جج یہ ارینا علوی کا پہلا کیس تھا۔ کایان ڈیفینڈنٹ تھا، اس پر الزام تھا کہ اس نے ایک مشہور وزیر پلس وڈیرے کا مرڈر کیا تھا۔

اس وڈیرے کا جس نے کایان سعدی کے ساتھی، اس کے پارٹنر، اسپیشل ایجنٹ احمر عباس کا قتل کیا تھا۔

چیف کاظم پاشا نے ایک گہرا سانس فضا میں چھوڑتے ہوئے کمرے میں موجود دونوں خواتین عائشہ اور ارینا علوی کو دیکھا، دونوں ہی اسے بے یقینی سے دیکھ رہی تھیں۔

"میں آپ دونوں خواتین کو ڈیٹیلز نہیں بتا سکتا۔ بس میری بات پر یقین کریں کہ وہ زندہ ہے۔" وہ اپنی پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتے ہوئے دوبارہ کھڑکی کے پاس جا کر ہلکی سی پردے کی جھری بنا کر چوکنا انداز میں باہر جھانکنے لگا جہاں ایک پرانی ملگجی سی

کالی ویگن جس کے سارے شیشے سیاہ تھے گھر سے تھوڑی دور کھڑی نظر آرہی تھی۔

ویگن کے سیاہ شیشوں سے چھوٹا سا سرخ جلتا ہوا دھبہ نظر آرہا تھا جو اس بات کو صاف واضح کررہا تھا کہ اندر موجود شخص سیگرٹ پی رہا ہے۔ وہ وین خالی نہیں تھی اور اس میں موجود لوگ ارینا علوی کے باہر آنے کا انتظار کر رہے تھے۔

چیف کاظم پاشا تو اس وین کو پہلے ہی نوٹ کر چکا تھا۔ جس وقت ارینا علوی گھر میں داخل ہوئی تھی اس کے چند سیکنڈز بعد ہی یہ ویگن گلی میں داخل ہو کر ایک مخصوص فاصلے پر پارک ہو گئی تھی اور تب سے وہیں کھڑی تھی۔ یعنی ارینا علوی کی نگرانی کی جا رہی تھی۔

کاظم پاشا نے پردہ برابر کیا اور خود کو کمپوز کرتے ہوئے پلٹا۔ اپنا رخ ان دونوں خواتین کی طرف کیا جو اسے ہی گھورنے کا فریضہ انجام دے رہی تھیں۔

راز رکھنے اتنے آسان نہیں ہوتے اور اسے راز رکھنے آتے تھے، یہی اس کی جاب بھی تھی جسے اسے نبھانا آتا تھا۔

"کیا وہ مفرور ہے؟" ارینا علوی نے چبھتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"کیا پتہ اسے اپنے اور کتنے ساتھیوں کے قتل کا انتقام لینا ہو جن کے بارے میں ہمیں بتایا ہی نا گیا ہو۔" ارینا علوی نے اپنے لہجے کی کڑواہٹ چھپانے کی کوشش نہیں کی تھی۔ اس کی نظر میں کایان سعدی ایک انتہائی اکھڑ، بدتمیز شخص تھا جس نے عدالت میں اسے، پولیس والوں کو، پریس کو، سب کو انتہائی ٹف ٹائم دیا تھا۔

وہ ایک انتہائی مغرور انسان تھا جسے اپنے کیے پر کوئی ندامت نہیں تھی۔ اور جس طرح بھری عدالت میں سماعت کے دوران وہ اسے "جج ارینا علوی" کو گھورتا تھا وہ اس کا خون کھولا دیتا تھا۔

آج بھی اس کی سیاہ چمکتی ہوئیں ذہانت و مکاری سے بھرپور نگاہیں یاد کر کے ارینا علوی کے جسم میں سرد لہر دوڑ گئی تھی۔

"مجھے اندازہ ہے کہ آپ ایجنٹ کایان سعدی کے بارے میں اچھی رائے نہیں رکھتیں، اور ہمارے کئی آفیسرز کا بھی خیال تھا کہ وہ مجرم تھا مگر۔۔۔۔" چیف کاظم پاشا کہتے کہتے رکا۔

"مجھے اس پر پورا یقین ہے۔ جب وہ کہہ رہا تھا کہ اس وڈیرے نے گن پہلے نکالی تھی، ایجنٹ کایان نے تو اپنے ڈیفینس میں اسے شوٹ کیا تھا تو وہ سچ کہہ رہا تھا۔ وہ کبھی بھی جھوٹ نہیں بولتا۔"

"وہ صرف وڈیرہ نہیں اس صوبے کا وزیر اعلیٰ بھی تھا۔ اور آپ کا مارخور اچھی طرح سے جانتا تھا کہ وہ کیا کرے گا۔ اس عیار انسان نے کچھ تو ایسا ضرور کیا ہو گا کہ اس وڈیرے نے اس پر گن اٹھائی۔" ارینا علوی نے ترشی سے اس کی بات کاٹی تھی۔

ایجنٹ کایان سعدی کا کیس ایک ہائی پروفائل کیس تھا اس پر وزیر اعلیٰ کے قتل کا الزام تھا۔ مگر ٹرائل کے دوران ہی عدالت سے واپسی پر کایان سعدی کی گاڑی کا ایک ٹرالر

سے بھیانک ایکسیڈنٹ ہوا تھا جس میں موقعے پر ہی اس کی موت ہو گئی تھی اور کیس بند کر دیا گیا تھا۔

"کایان سر زندہ ہیں؟ مم۔۔۔مجھے یقین نہیں آ رہا۔ یا اللہ!" عائشہ نے سر اٹھایا۔

"کدھر ہے وہ؟" ارینا علوی نے بلا کی سنجیدگی سے عائشہ کو دیکھتے ہوئی چیف کاظم پاشا سے پوچھا۔

"یہاں سے تقریباً دو سو میل کی دوری پر ایک چھوٹا قصبہ ہے بھیرہ کے نام سے، وہ آپ کو ادھر ملے گا۔ میں آپ کو ایڈرس لکھ کر دے رہا ہوں کہ آپ کا فون سیف نہیں ہے یور آنر۔" کاظم نے عائشہ سے کاپی مانگی۔

"کایان سعدی سر سے مجھے بھی بہت ڈر لگتا تھا۔ ان کی پرسنیلٹی ہی کچھ ایسی تھی۔ جب احمر شہید ہوئے تھے تو۔۔۔" عائشہ کی آواز بھرا گئی۔ وہ نم آنکھیں صاف کرتی ہوئی اٹھی۔

"احمر اور کایان سعدی سر چار سال سے پارٹنر تھے۔ لیکن ان کے انتقال کے بعد کایان سر نے کبھی کوئی تعزیت نہیں کی، کوئی افسوس نہیں کیا۔ مجھے لگا تھا وہ آئینگے، مجھے بتائیں گے کہ میرے احمر کے آخری لمحات کیسے تھے مگر۔۔۔" وہ بڑی مشکل سے اپنی سسکیاں روک رہی تھی۔

"عائشہ! کایان نے احمر کی شہادت کے سانحے کو بہت سختی سے خود پر طاری کیا تھا۔ اس کا اپنا انداز ہے چیزوں کو ہینڈل کرنے کا۔ وہ ہم عام انسانوں کی طرح نہیں سوچتا۔" کاظم پاشا نے کایان کی طرف داری کی۔

"بالکل وہ تو بندوق کی زبان بولتا ہے۔" ارینا علوی نے طنز کیا جس پر کاظم پاشا نے پلٹ کر اسے دیکھا۔

"کبھی کبھار یہی واحد راستہ ہوتا ہے یور آنر۔" کاظم پاشا نے سنجیدگی سے کہا۔

"میں ایگری نہیں کرتی۔ انصاف کے لئیے قانون موجود ہے۔" ارینا علوی نے کہا۔

"یور آنز آپ پہلے ہی کایان سعدی کو ٹرائل میں اچھا خاصا رگید چکی ہیں۔" کاظم پاشا نے سنجیدگی سے کہا۔

"وہ ڈیز رو کرتا تھا۔" وہ اٹل لہجے میں بولی۔

"انڈر کوور ایجنٹ بننا کسی عام آدمی کے بس کی بات نہیں ہوتی یور آنز! اس کے لئیے سر پر کفن باندھنے والے سرپھروں کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ ایک مشکل ترین جاب ہے جہاں کب کس وقت کوئی ان دیکھی گولی آپ کو ختم کر دے کچھ پتہ نہیں ہوتا۔ کب کسی گلی نکڑ پر کوئی آپ کی پسلیوں میں چھرا گھونپ دے کون جانے۔ ہر وقت جان ہتھیلی پر رکھنی ہوتی ہے اور ایجنٹ کایان سعدی۔۔۔ وہ ایک عرصے سے گمنام ہے، اتنے مشن اس نے کئیے ہیں کہ گنتی بھی شمار نہیں کی جا سکتی۔ اور آپ نے، میں نے، ہم شہریوں نے اس کے ساتھ کیا کیا؟ بجائے اس کی خدمات کو سراہنے کے اس کے اوپر ایک عیاش قاتل وڈیرے کے قتل کا الزام لگا کر اس کا کیرئیر ختم کر دیا۔ میڈم اگر یہ

گمنام ایجنٹس نہ ہوں تو آج ہم سب دشمنوں کے لیئے صرف تر نوالہ ثابت ہونگے۔"

چیف کاظم پاشا نے آئینہ دکھایا۔

"کاش میرے پاس بھی کایان سعدی جیسے کئی سر پھرے ہوتے تو اس ملک سے جرائم کا نام مٹا دیتا۔" کاظم نے اپنی بیلٹ میں لٹکتے ہوئے ہوسٹلر کو تھتپاتے ہوئے گن کی موجودگی چیک کی۔

"ارینا جی!" عائشہ نے پین اور کاپی کاظم کو پکڑایا اور خود اس کے پاس آئی۔

"کاظم بھائی ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ یہ مار خور ہمارے لیئے، اس وطن پاک کے لیئے اپنی جانوں کے نذرانے دیتے ہیں اور ہم بدلے میں انہیں کیا کچھ نہیں کہہ جاتے۔ میرے شوہر احمر بھی ایک ایجنٹ تھے جس کا مجھے ان کے مرنے کے بعد پتہ چلا تھا۔ انہیں مجھ سے بہت محبت تھی مگر اس مٹی سے زیادہ نہیں۔ ان کے توسط سے میں نے کایان سعدی سر کو جانا تھا اور بعد میں جو کچھ بھی ہوا مجھے نہیں لگتا کایان سر آپ کی کوئی مدد

کرینگے۔آپ کی وجہ سے، آپ کے ٹرائلز کی وجہ سے ہی توان کا کیریئر ختم ہوا۔تو وہ کیوں آپ کی مدد کرینگے؟آپ اس وقت کوئی اور آپشن سوچیں۔وقت بہت کم ہے۔"

عائشہ خلوص سے مشورہ دے رہی تھی۔

کایان سعدی! وہ آدمی جس کے اپنے قانون، اپنے رولز تھے۔جو ایک نمبر کا کھڑوس، بدتمیز، تشدد پسند انسان تھا، جو اپنے دشمنوں کا خون ندی کی طرح بہاتا تھا، کیا وہ ایسے آدمی پر اپنی ساڑھے تین سال کی یتیم بچی، اپنی پریسا کی جان بچانے کے لیئے بھروسہ کرسکتی تھی؟ مگر کیا اس وقت اس کے پاس کوئی اور چوائس تھی؟ ایک بھاری بوجھ سا ارینا علوی کے دل پر پڑ گیا تھا۔وقت تیزی سے سرک رہا تھا۔وہ مائنڈ بناتی ہوئی اٹھی۔

"مجھے بتاؤ اسے کیسے ڈھونڈنا ہے؟"اس نے مضبوط لہجے میں بولتے ہوئے ایڈرس والا پرچہ چیف کاظم پاشا کے ہاتھ سے لیا۔

----------*

فجر کے وقت سے تھوڑا پہلے اندھیرے میں وہ بھیرہ جانے کے لیئے نکل چکی تھی۔اس وقت وہ احمر عباس شہید کی گاڑی چلارہی تھی۔یہ بھی چیف کاظم پاشا کا ہی آئیڈیا تھا۔

رات وہ اسے باہر کھڑی اسٹیشن ویگن اور اس کی نگرانی کا بتا چکا تھا۔

"آپ اپنی گاڑی یہی چھوڑدیں اور صبح ہونے سے پہلے پچھلی گلی میں کھڑی احمر کی گاڑی میں بھیرہ کے لیئے روانہ ہو جائیں۔اور عائشہ! آپ یور آنر سے لباس بدل کر ان جیسا حلیہ بنائیں۔آپ کو ان کی گاڑی لے کر ان کے گھر جانا ہے اور خاموشی سے ادھر رکنا ہے۔یہ سمجھیں گے یور آنر گھر پر ہیں۔اس طرح انہیں شک بھی نہیں ہوگا اور یور آنر کو کایان تک پہنچنے اور اسے اس کیس پر کام کرنے کے لیئے راضی کرنے کا وقت مل جائے گا۔"کاظم پاشا نے جلدی جلدی سارا پلان ترتیب دیا تھا۔

"عائشہ آپ ڈرنا نہیں۔میں آپ پر نظر رکھوں گا۔"اس نے ارینا علوی کے لباس میں چہرے کو اسکارف سے ڈھک کر گھر سے نکلتی ہوئی عائشہ کو تسلی دی تھی۔

عائشہ کے گاڑی نکالتے ہی وہ سیاہ ویگن اس کے پیچھے چلی گئی تھی۔

"گڈ لک یور آنر!" کاظم اسے احمر عباس کی گاڑی کی چابی دے کر گھر اچھی طرح سے لاک کروا کر خود بھی نکل گیا تھا اور اب رات اسی گھر میں بمشکل گزار کر وہ منہ اندھیرے اپنے سفر پر روانہ ہوگئی تھی۔

دن کی روشنی پھیلنے لگی تھی۔ وہ خاصی دور نکل آئی تھی۔ کاظم پاشا نے اسے پرچے پر سارا راستہ اچھی طرح سے نقشہ بنا کر سمجھا دیا تھا۔ صبح کے آٹھ بجنے سے پہلے وہ جہلم کے کنارے پر موجود اس چھوٹے سے صدیوں پرانے قصبے میں داخل ہو چکی تھی۔

کافی آگے ویرانے میں درختوں کے جھنڈ میں اٹے چھوٹے سے لکڑی کے بنے کاٹیج نما مکان کے پاس اس نے گاڑی روکی اور نیچے اتر آئی۔

وہ اس وقت عائشہ کے ایک سادہ سے آسمانی رنگ کے قمیض شلوار سوٹ میں ملبوس تھی۔ بالوں کو سختی سے پونی میں جکڑ کر سر پر دوپٹہ اوڑھا ہوا تھا۔ صبح کا وقت تھا، آس

پاس کوئی دوسرا مکان یا کوئی انسان نظر نہیں آرہا تھا۔ بس چڑیوں کی چہچہاہٹ تھی۔ وہ آہستگی سے چلتی ہوئی اس مکان کے دروازے پر پہنچی اور رک کر ایک بار پھر چاروں جانب دیکھا دور دور تک کوئی نہیں تھا۔ زندگی تک کے آثار نہیں تھے۔

ٹھک ٹھک۔ اس نے لکڑی کا دروازہ بجایا۔

"مسٹر کایان!"

"مسٹر کایان سعدی!" وہ دروازہ کھٹکھٹاتے ہوئے اسے پکار رہی تھی.

"مسٹر کایان سعدی! کیا آپ ادھر ہیں؟" تنگ آکر وہ دروازے کے سامنے سے ہٹی۔ اب اس کا رخ اس مکان کے پیچھے کی جانب تھا کہ کیا پتہ ادھر سے کوئی دروازہ یا اندر جانے کا راستہ ہو۔

وہ پیچھے کی طرف آئی جہاں صرف جھاڑیاں ہی جھاڑیاں تھیں۔ وہ آگے بڑھ رہی تھی کہ ایک پھن پھیلائے موٹا سا سانپ اس کے سامنے آگیا تھا۔

اس کے قدم جم سے گئے تھے۔ خوف سے بری حالت تھی جب اس کے شانوں پر پیچھے سے ایک مضبوط گرفت ہوئی تھی۔

"شش ڈونٹ موو!" ایک بھاری گھمبیر آواز اس کے کان میں ابھری تھی۔ کان کی لو پر پڑتی سانسوں کی تپش سے اس کا چہرہ سرخ پڑ گیا تھا۔

عین پیچھے سے ایک مضبوط مردانہ ہاتھ ابھرا اور اس ہاتھ میں موجود پستول اس سانپ کا سر دھڑ سے اڑا گیا تھا۔ فائر کی آواز سے وہ کپکپا اٹھی تھی۔

اس سے پہلے کہ وہ پلٹ کر پیچھے موجود شخص کا چہرہ دیکھ پاتی ان ہاتھوں نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر ایک مخصوص رگ پر دباؤ ڈالا اور وہ بیہوش ہو کر ان مضبوط مردانہ ہاتھوں میں جھول گئی تھی۔

--------*

ارینا علوی کا سر بھاری بھاری سا ہو رہا تھا۔ دماغ پر عجیب سی تاریکی چھائی ہوئی تھی۔

کسی کے بھاری پر تپش ہاتھوں کا لمس اس نے اپنے ماتھے پر محسوس کیا تھا۔ کوئی اس کے چہرے پر سے گیلے بال ہٹا رہا تھا۔

"جج علوی! اٹھیں۔" کوئی اسے تحکمانہ لہجے میں جگا رہا تھا۔

"مجھے چکر سے آ رہے ہیں۔" اس نے بڑی مشکل سے اپنی آنکھیں کھولیں۔

"یہ غنودگی ابھی ایک منٹ میں ختم ہو جائیگی۔ جسٹ ریلیکس وومین!" ایک سیاہ سا ہیولہ اس پر جھکا ہوا تھا۔

"عثمان! آپ آگئے۔" ارینا علوی نے پیار سے اس کے چہرے پر اپنا مخروطی ہاتھ پھیرا۔ وہ اسے اپنا شوہر سمجھ رہی تھی۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس ہیولے نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے زبردستی بٹھا دیا تھا۔

"یہ چائے پیو۔" اس نے زبردستی اس کے لبوں سے چائے کا کپ لگایا تھا۔ دو سپ اندر جاتے ہی اسے احساس ہوا کہ وہ تو چوبیس گھنٹے سے بھوکی پیاسی بس اپنی بیٹی کی فکر میں تھی۔

"اب کیسا فیل کر رہی ہو؟"" وہ اس کے سامنے کھڑا سوال کر رہا تھا۔ وہ مکمل ہوش میں آچکی تھی۔

"تم۔۔۔۔ تم نے مجھ پر اٹیک کیا؟" وہ پھنکاری۔ اس کا سانس پھول گیا تھا۔ وہ بڑی دلچسپی سے چہرے پر چڑانے والی مسکراہٹ لئیے اسے دیکھ رہا تھا۔

"ہاں کیا۔ کیونکہ یہ میرا علاقہ ہے۔ خیر شکر کرو تمہیں اوپر نہیں پہنچایا۔" وہ لاپرواہی سے بولا۔

"دوبارہ کبھی بھی میرے ساتھ ایسا مت کرنا۔" ارینا علوی نے انگلی اٹھا کر اسے وارن کیا۔

"ہم اس وقت آپ کے کورٹ روم میں نہیں ہیں یور آنر!" اس نے لفظ یور آنر چبا چبا

کر ادا کیا۔

"یہ میرا علاقہ ہے اور یہاں میرے اصول چلتے ہیں۔اسے اپنا کورٹ روم سمجھنے کی

غلطی مت کرنا۔"

اس کی بات سن کر ارینا علوی تپ کر کھڑی ہوئی تھی۔اس نے کڑا سا جواب دینے کے

لئیے منہ کھولا ہی تھا کہ پھر سے کمزوری اور نقاہت کی وجہ سے اس کی آنکھوں کے آگے

اندھیرا چھا گیا۔اس سے پہلے کہ وہ گرتی وہ کھڑوس طنزیہ انداز میں مسکراتا ہوا آگے بڑھا

اور اسے تھام کر گرنے سے بچا گیا تھا۔

"اتنا غصہ تمہاری صحت کے لئیے مناسب نہیں ہے مس علوی!" اس نے ارینا کو واپس

بیڈ پر بٹھایا۔

"تم۔۔۔" اس نے مٹھیاں بھینچ کر اسے دیکھا۔

"پاپا!" ایک چھوٹا سا پانچ سال کا کیوٹ سا گول مول بچہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ اس نے کافی بڑے سائز کی ٹی شرٹ جو اس کے گھٹنوں سے نیچے آ رہی تھی اور نیکر پہن رکھی تھی۔

"پاپا موسٰی کو بھوک لگی ہے۔" وہ اندر آ کر ارینا کو دیکھ کر رک گیا۔

"پاپا کیا یہ میری مما ہیں؟" اب وہ بڑے اشتیاق سے ارینا کو دیکھتے ہوئے سوال کر رہا تھا جب کہ ارینا علوی کا چہرہ اس بچے کی فضول گوئی پر تپ اٹھا تھا۔

"نہیں۔" اس کھڑوس نے سختی سے جواب دیا۔

"آپ کی فرینڈ بہت بیوٹی فل ہیں۔" اب کے موسٰی بہت سوچ سمجھ کر بولا۔

"نو موسٰی! یہ لیڈی میری فرینڈ نہیں ہیں۔" کایان سعدی نے بڑے پیار سے اس بچے کو گود میں اٹھا کر اس کے سیب سے گالوں پر پیار کیا۔

"اگر اس لیڈی کے بس میں ہوتا تو آج میں جیل میں سزائے عمر قید کاٹ رہا ہوتا۔" وہ اریناکی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مولی سے مخاطب تھا جس کی سمجھ سے یہ سب باتیں بہت دور تھیں۔

"ٹھیک کہہ رہا ہوں نا جج صاحبہ؟" اس نے انگلش میں پوچھا۔

"بالکل ٹھیک! تم سزائے عمر قید کے ہی قابل تھے۔" وہ بولتے ہی چپ ہو گئی کہ یہ وقت اس سے الجھنے کا نہیں تھا۔

"واقعی تم ایک آنسٹ جج ہو۔" اس نے سراہا۔

"میں ابھی تک یہ نہیں سمجھ سکا کہ تم یہاں کیا کر رہی تھی؟ اس ویرانے میں اکیلے آنا؟ تم جیسی سمجھدار عورت ایسی غلطی کیسے کر سکتی ہے؟" وہ سنجیدگی سے سوال کر رہا تھا۔

"مجھے کاظم نے بھیجا ہے، اور یقیناً اسے بھی نہیں پتہ ہو گا کہ تم آنے والوں سے ایسا سلوک کرتے ہو۔" اریناعلوی نے سنجیدگی سے کہا۔

"کاظم؟" وہ چونکا۔

"چیف کاظم پاشا؟" وہ بے یقینی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"یس! چیف کاظم پاشا، یاد ہے یا اسے بھی بھول چکے ہو؟" ارینا نے طنز کیا۔

"وہ ایسے کیسے کسی کو میرے پاس بھیج سکتا ہے؟" کایان بڑبڑایا۔

"مجھے چیف کاظم نے ہی تمہارے پاس بھیجا ہے۔ اگر تمہارے پاس کوئی فون یا رابطے کا ذریعہ ہوتا تو میں یا چیف کاظم تم سے فون پر بات کر کے، وقت لے کر، اپائنٹمنٹ سیٹ کر کے ملتے۔ مگر ہمارے پاس تم سے کوئی رابطے کا ذریعہ نہیں تھا تو مجھے یوں اس طرح بنا بتائے آنا پڑا۔" وہ کندھے اچکاتے ہوئے بولی۔

"تم یہ چاہتی ہو کہ میں اس فضول بات پر یقین کر لوں کہ چیف، ایف آئی اے چیف کاظم پاشا نے تمہیں میرے گھر کا پتہ بتا کر ادھر بھیجا ہے؟" کایان سعدی کی آواز میں طوفان کی سی گرج تھی۔

کایان سعدی کی خود پر جمی گہری نظریں، اس کا انداز گفتگو، یہ سب ارینا علوی کو ٹھیک ٹھاک پریشان کر رہا تھا۔ وہ تپ رہی تھی مگر یہ وقت صرف اور صرف اسے برداشت کرنے کا تھا۔

"واٹ دا ہیل ! چیف تمہیں میرے پاس کیوں بھیجے گا؟" وہ ٹھیک ٹھاک غصے میں تھا۔

"کیونکہ مجھے تمہاری مدد چاہیئے۔ میں بہت بری طرح سے پھنس چکی ہوں۔ تم ہی میری مدد کر سکتے ہو۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی۔

"کیوں؟" اس نے ابرو اچکا کر اسے گھورا جس کا گلا خشک ہو رہا تھا۔

"کیا ایک گلاس پانی مل سکتا ہے؟" وہ گلا کھنکھارتے ہوئے بولی۔

"موسیٰ !" وہ بنا جواب دیئے اس کیوٹ سے بچے کی طرف متوجہ ہوا۔

"تم اس لیڈی کو انٹرٹین کرو، میں جب تک بریک فاسٹ بناتا ہوں۔" وہ ارینا علوی کی طرف اشارہ کر کے موسیٰ کو ہدایت دیتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

پانچ سال کے موسٰی نے مسکراتے ہوئے ارینا علوی کو دیکھا اور دونوں ہاتھ پھیلا کر گول گول گھومنے لگا۔

"The itsy bitsy spider

climbed up the waterspout.

Down came the rain

And washed the spider out.

Out came the sun

And dried up all the rain

And the itsy bitsy spider

climbed up the spout again ".

وہ بڑے زور شور سے پوئم پڑھتا ہوا ارینا علوی کو اپنی دانست میں انٹرٹین کر رہا تھا۔

"لیڈی!" پوئم ختم کر کے وہ ارینا علوی کے نزدیک آیا اور اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے اس کا گھٹنا سہلایا۔

"میری پوئم اچھی تھی نا؟" پانچ سال کی عمر کے حساب سے وہ خاصا سمجھدار تھا۔

"یس! بہت اچھی تھی۔" ارینا علوی نے پیار سے اس کے گال چھوئے۔ اسے اپنی بیٹی یاد آ رہی تھی۔

"تم یہاں رہتے ہو؟" ارینا نے موسیٰ سے سوال کیا۔

"یس!" اس نے زور سے سر ہلا کر جواب دیا۔ "میرے پاس گھوڑا بھی ہے۔" موسیٰ نے بڑے شوق سے اسے بتایا۔

"واؤ! تم تو بہت لکی بوائے ہو۔" اس نے سراہتے ہوئے اس کے پھولے پھولے گالوں پر پیار کیا تو وہ شرما گیا۔

----------*

کچن میں اچھی خاصی گرمی تھی وہ کھڑکی کھولے ایپرن پہنے انڈے فرائی کر رہا تھا۔ پاس برتن میں چائے ابل رہی تھی۔ اس کے چہرے پر بلا کی سنجیدگی چھائی ہوئی تھی۔ چوڑی پیشانی پر بل پڑے ہوئے تھے۔ آستینوں کے کف فولڈ کیئے وہ جلدی جلدی ناشتہ تیار کر رہا تھا مگر ذہن ارینا علوی میں الجھا ہوا تھا۔

آخری بار اس نے ارینا کو اپنے کیس کے ٹرائل پر ہی دیکھا تھا جب وہ اسے اس کے ڈھیٹ پن پر لیکچر دے رہی تھی۔ جو بھی تھا ارینا علوی اسے ہمیشہ سے ہی ڈسٹرب کرتی رہی تھی۔ اس کی سبز آنکھیں ،اس کے سرخ طنز برساتے ہونٹ، وہ تو جب پہلی بار عدالت میں اس سے ملا تھا تبھی اس کا اسیر ہو گیا تھا۔

"پہلے اس کے بال چھوٹے شولڈر کٹ تھے۔اب ان دو سالوں میں تھوڑے بڑے ہو گئے ہیں۔" اس کی نظر میں ارینا کا سراپا لہرایا جب وہ اسے اپنی بانہوں میں اٹھا کر اندر لایا تھا۔وہ خوبصورت تھی، پڑھی لکھی سمجھدار لڑکی، ایک میچیور عورت جسے اللہ نے بڑی فرصت سے بنایا تھا۔

"ڈونٹ وری یور آنر! میری نظروں سے مت گھبرائیں۔آپ میرے ٹائپ کی نہیں ہیں ورنہ آپ کو میرا ہونے سے کوئی نہیں روک سکتا تھا۔آپ کی بیوی گی بھی نہیں۔" اس نے ناجانے خود کو تسلی دی تھی یا اپنے جذبات کو جھٹلایا تھا، یہ وہ خود بھی نہیں جانتا تھا۔

"موسٰی باہر آؤ۔" اس نے آواز لگائی۔

"مس ارینا علوی! تمہیں واپس جانا ہو گا۔" وہ رکھائی سے بولا۔صاف ظاہر تھا کہ اسے اس کی پرابلم میں کوئی انٹرسٹ نہیں تھا۔وہ واپس ان راستوں پر نہیں جانا چاہتا تھا

جنہوں نے اسے تقریباً مار دیا تھا۔ وہ اس فیز سے نکل آیا تھا اور اب تو اس کے کئی زخم

بھی بھر چکے تھے۔ پر آج بھی اکثر رات کو اس کے کانوں میں سمیع کی آخری تکلیف دہ

سانس کی آواز اور آنکھوں میں اس کا گولیوں سے شگاف سینہ، لہو میں ڈوبا ہوا وجود اتر آتا

تھا۔

کچھ بھی ہو جائے اب وہ دوبارہ اس درد سے گزرنا نہیں چاہتا تھا، کبھی بھی نہیں!

اس نے کاونٹر پر دونوں ہاتھ رکھے۔ اس کی بھنوئیں تنی ہوئی تھیں، جبڑے سختی سے

آپس میں بھنچے ہوئے تھے۔ اسے ہر قیمت پر ارینا علوی کو یہاں سے ناامید کر کے واپس

بھیجنا تھا۔ یہی اس کے لئیے بہتر تھا۔

نلکا کھول کر اس نے پاس پڑے گلاس کو پانی سے بھرا اور پلٹا۔

<<<<<<<<<<<<<<

کایان سعدی پانی لینے گیا تھا۔اس کے جاتے ہی وہ اپنی صاف شفاف مخروطی انگلیوں کی پوروں سے اپنی لمبی بھیگی پلکوں کو صاف کررہی تھی۔اتنا تو وہ بھی اچھی طرح سے جانتی تھی کہ 'کایان سعدی" ایک نمبر کا چالاک کائیاں آدمی تھا،اور اس کی روتی دھوتی سسکتی ہوئی کہانی پر اتنی آسانی سے یقین کرنے والا نہیں تھا۔

اس کے بھاری قدموں کی چاپ سنائی دیتے ہی وہ تیزی سے سوچوں کو جھٹکتی ہوئی دوبارہ سر جھکا کر بیٹھ گئی۔

"سوری یور آنر! مجھ غریب انسان کے یہاں منرل واٹر کی بوتل نہیں ہے اس لئیے ابھی آپ اسی سے گزارا کریں۔" اکھڑ انداز میں بولتے ہوئے پانی سے بھرا شیشے کا گلاس اس نے ارینا علوی کی جھکی نظروں کے آگے کیا۔

"یہ پانی بھی ٹھیک ہے۔" وہ اس کے لہجے کو جانچتی ہوئی گلاس پکڑ گئی تھی۔اس وقت کایان سعدی کے لہجے میں پہلی والی سختی اور غصہ نہیں تھا۔

پانی کے دو گھونٹ حلق سے اترتے ہی اس کو سکون سا محسوس ہوا تھا۔وہ پانی پیتے ہوئے بھی چوکس تھی اور خود پر جمی کایان کی نگاہوں سے بخوبی واقف تھی، مگر اسے جان کر نظر انداز کیئے وہ پانی پیتے ہوئے کمرے کا جائزہ لینے میں مگن تھی۔یہ یقیناً اس کھڑوس کا بیڈروم پلس لیونگ روم تھا جس میں صرف ایک ہی بیڈ، سامنے کاؤچ نما صوفہ، دو موڑھے اور دیوار پر ایل ای ڈی اسکرین لگی ہوئی تھی۔

"کیا ہوا یور آنز؟ آپ کو میرا غریب خانہ اچھا نہیں لگا کیا؟" کایان نے طنزیہ نظروں سے اسے دیکھا تو اس کا چہرہ خفت سے سرخ پڑ گیا۔

اب جب وہ یہاں تک آہی گئی تھی اور حقیقت میں اس آدمی کے سامنے تھی، وہ واحد آدمی جو پریسا کو بچا سکتا تھا، اسے اس خطرناک ڈان کے چنگل سے چھڑا کر لا سکتا تھا تو بہتر تھا کہ وہ اس سے کھل کر بات کر لیتی۔

اس نے خاموشی سے نیچے قالین پر بیٹھے اس گول مٹول سفید روئی کے گالے جیسے بمشکل پانچ سال کے بچے کو دیکھا۔

"کیا اس کے سامنے بات کرنا مناسب ہے؟" ارینا نے انگریزی میں سوال کیا۔ اس کی بات سن کر کایان نے کارپٹ پر بال سے کھیلتے ہوئے بچے کو جھک کر ایک ہاتھ سے اٹھایا۔ اس کے لمبے چوڑے ڈیل ڈول کے آگے وہ بچہ مزید چھوٹا سا چوزہ لگ رہا تھا۔

"مجھے اس لیڈی سے پرائیوٹلی بات کرنی ہے۔" اس نے بچے کو کمرے کے کونے پر موجود لکڑی کے گول ڈائننگ ٹیبل کے اوپر بٹھایا۔

"تم یہیں بیٹھو میں ابھی اس لیڈی کو چلتا کر کے آتا ہوں۔" وہ ہلکا سا جھک کر اس بچے کے کان میں کہہ رہا تھا۔ جھکنے سے اس کی شرٹ پیچھے سے تھوڑا سا اوپر کو اٹھی تھی جس کی وجہ سے اس کی پینٹ کی جیب میں اڑسا ہوا ریوالور صاف نظر آرہا تھا جسے دیکھ کر ارینا علوی کا حلق پھر سے خشک ہونے لگ گیا تھا۔

موسیٰ کو میز پر بٹھا کر وہ پلٹا۔ اس کا چہرہ بے تاثر تھا۔ وہ چلتا ہوا اس کے سامنے آکر رکا۔

"آپ کا دعویٰ ہے کہ آپ اتنی دور صرف مجھ سے ملنے آئی ہیں؟ کیوں؟" وہ تیز اندر تک اترتی ہوئی نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھیں صاف وارننگ دے رہی تھیں کہ وہ صرف سچ سننا چاہتا ہے۔

<<<<<<<<<<<<<<<<<<<

کایان سعدی کی خود پر جمی نگاہوں سے وہ بخوبی آگاہ تھی۔وہ اس وقت اس آدمی کے سامنے تھی جو بقول ایف آئی اے چیف کاظم پاشا کے اس دنیا کا واحد آدمی تھا جو اس کی بیٹی کو بچا سکتا تھا۔

ارینا علوی کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ بات کی ابتدا کیسے کرے۔وہ پر سوچ انداز میں کمرے میں نظریں دوڑا رہی تھی۔سامنے میز کے اوپر موٹی بیٹھا پلیٹ میں چمچہ بجا بجا کر کھیل رہا تھا۔اس کی نگاہ کچھ دیر کے لئیے اس کھیلتے ہوئے معصوم سے بچے پر جم گئیں تھی۔

"تمہارا بیٹا بہت پیارا ہے۔" بے ساختہ اس کے منہ سے نکلا تھا۔

"یور آنر وقت برباد مت کریں، مدعے پر آئیں۔" وہ اکھڑ انداز میں بولا۔

"میں تمہیں بتا چکی ہوں، مجھے تمہاری مدد چاہئیے۔" ارینا علوی نے اس کے اکھڑ بد تمیز انداز پر خون کے گھونٹ پیتے ہوئے جواب دیا۔

"کس سلسلے میں ؟"اس نے سنجیدگی سے سوال کیا۔

"مشہور دہشتگرد باشو دادا نے میری بیٹی کو اغوا کر لیا ہے۔"

"کیوں ؟"کایان سعدی نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"اس کا کیس میری عدالت میں آیا ہے اور اگر میں نے اسے ان دو رپورٹرز کے قتل کے کیس میں باعزت رہا نہیں کیا تو وہ میری بیٹی کو جان سے مار دے گا۔"

"حرام زادہ باشو۔"کایان سعدی کا چہرہ غصے سے تپ اٹھا تھا۔جبڑے بھینچ سے گئے تھے اور آنکھوں میں بلا کی سرد مہری اتر آئی تھی۔

"کیا عمر ہے تمہاری بیٹی کی؟"اس نے سوال کیا۔

"ساڑھے تین سال۔"ارینا علوی نے آنسو پیتے ہوئے جواب دیا۔

"وہ تمہارے بیٹے سے بس ڈیڑھ سال ہی چھوٹی ہے۔"

"ہمم!" وہ ہنکارہ بھرتے ہوئے سامنے والے صوفے پر پیر پھیلا کر بیٹھ گیا تھا۔ اس کی سرخ آنکھیں ارینا علوی پر ایسے جمی ہوئیں تھیں جیسے کوئی باز اپنے شکار کو دیکھتا ہے۔

کمرے میں موت کا سا سناٹا چھا گیا تھا۔

"مجھے اندازہ ہے کہ آپ کس عذاب سے گزر رہی ہوں گی یور آنر!" کایان سعدی کی بھاری گھمبیر آواز ابھری۔

"آپ کی بیٹی کا سن کر مجھے بہت افسوس ہوا مگر میں نے عرصہ ہوا یہ کام چھوڑ دیا ہے۔ اس لئیے سوری! میں آپ کی اس سلسلے میں کوئی مدد نہیں کر سکتا۔" اس نے بات مکمل کی۔

"تم۔۔۔" ارینا علوی نے شاکڈ ہو کر اسے دیکھا۔ اس کی سبز آنکھوں میں پانی ابھرنے لگا تھا۔

"تم ایسے کیسے مجھے انکار کر سکتے ہو؟" وہ بے یقینی سے اسے دیکھ رہی تھی جو سپاٹ چہرہ لئیے اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا۔

"تم ایسا نہیں کر سکتے۔ تم۔۔۔۔ تم میری آخری امید ہو کایان! خدا کے لئیے میری مدد کرو۔ میری بچی کو ان ظالموں کے چنگل سے چھڑا کر لے آؤ۔" وہ اس وقت اپنی بچی کی خاطر ایک ماں بن کر اس کے آگے گڑگڑا اٹھی تھی۔

اس کی بات سن کر، اسے بلکتا ہوا دیکھ کر کایان کے جسم میں ایک سرد لہر سی ابھری تھی پر اس کا چہرہ بنا کسی تاثر کے جامد تھا۔

"یور آنرز آپ اس ملک کی ایک طاقتور اور باثر خاتون ہیں۔ آپ کے رسوخ اتنے ہیں کہ بچی کو چٹکی بجاتے ہی بازیاب کرایا جا سکتا ہے۔ پوری پولیس فورس حرکت میں آسکتی ہے اور میں۔۔۔" وہ رکا اور سامنے بیٹھی اس عورت کو دیکھا جو آج ایک ماں کا روپ دھارے اپنی سبز کانچ سی نم آنکھوں میں امید کا دیا جلائے اسے دیکھ رہی تھی۔

"آپ شاید بھول گئیں ہیں مجھے فیلڈ سے نکلے تین سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے۔ میں اب آپ کے کسی کام کا نہیں ہوں۔ سب کی نظروں میں، میں مر چکا ہوں۔ اب میرے پاس کوئی سورسز، کوئی مدد، کوئی وسائل کچھ بھی نہیں ہے۔" اس کی بات سن کرارینا علوی نے اپنے ہاتھوں کی ہتھیلیوں سے اپنی آنکھیں صاف کیں۔

"وہ۔۔۔ وہ بہت چھوٹی ہے ابھی۔" اس کے ضبط کے بندھن ٹوٹ گئے تھے۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔

"ابھی تو اسے اسکول جانا ہے، بڑا ہونا ہے، شش۔۔۔ شادی ہونی ہے۔" وہ ہچکیوں سے رو رہی تھی۔

"کایان دیکھو وہ ابھی بہت چھوٹی ہے۔ اس نے دنیا میں کچھ نہیں دیکھا۔ اپنے باپ کا چہرہ تک نہیں دیکھا اس نے۔" اس کی بات سن کر کایان کے جبڑے بھینچ گئے تھے۔

"اس کے مرنے کی ابھی عمر نہیں ہے۔ دیکھو میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں پلیز اللہ کے واسطے میری بیٹی کو بچالو۔" اس نے اپنے دونوں ہاتھ اس کے سامنے جوڑ دیئے تھے۔

"کایان میری بچی مظلوم ہے، بہت معصوم ہے۔ اسے بچالو۔" وہ بلک رہی تھی۔

" یور آنر ادھر سب ہی مظلوم ہیں۔ وہ معصوم بچے جنہیں ڈرگ ایڈیکٹ کر کے استعمال کیا جاتا ہے، وہ لڑکیاں جنہیں زبردستی ہیومن ٹریفکنگ کا شکار بنا کر فحاشی کے اڈوں پر پہنچا دیا جاتا ہے، وہ غریب دکان دار جو اگر بھتہ نا دیں تو ان کو مار مار کر نیم مردہ کر کے کسی نالے میں پھینک دیا جاتا ہے، سب ہی مظلوم ہیں۔" کایان سعدی کے چہرے پر غضبناکی چھائی ہوئی تھی۔

"تو کیا تم ایک مظلوم یتیم بچی کی مدد نہیں کرو گے؟" وہ آس بھری نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"میں اس باسٹرڈ تک پہنچ گیا تھا اور پھر کیا ہوا؟" اس نے اریناعلوی کو دیکھا۔

"آپ کے قانون نے الٹا مجھے قصوروار ٹھہرادیا تھا۔" اس نے طنزیہ انداز میں جملہ مکمل کیا۔

"تم نے قانون توڑا تھا۔" وہ دھیمے لہجے میں بولی۔

"قانون مائی فٹ!" وہ چلایا۔

"اس نے ارحم کو بیدردی سے شہید کیا، کتنی لڑکیوں کی زندگی برباد کی، اور تم کہتی ہو میں نے قانون توڑا تھا؟" وہ غرایا۔

"کوئی بھی مجرم زیادہ عرصے قانون کے شکنجے سے نہیں بچ سکتا۔ اسے بھی ایک دن ضرور سزا ملے گی۔" اریناعلوی نے مضبوط لہجے میں کہا۔

"اگر تمہارا قانون سزا دلوا سکتا ہوتا تو تم آج یوں میرے سامنے نہیں بیٹھی ہوتی یور آنر۔" وہ طنزیہ انداز میں بولا تھا۔

"ویسے آپس کی بات ہے تمہیں یہ سب بہت برا لگ رہا ہوگا نا؟ یوں میرے پاس آنا اور مدد کے لیئے گڑگڑانا، بھیک مانگنا۔" وہ استہزائیہ انداز میں بولا۔

"میں گڑگڑا نہیں رہی۔" ارینا نے اس کی بات کاٹی۔

"مگر۔۔۔۔۔" اس کی آواز بھرا گئی۔

"میرے پاس میری بیٹی کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ مم۔۔۔میں۔۔۔۔۔۔" وہ اپنے دونوں ہاتھ سینے پر باندھتی ہوئی شدت سے رو پڑی۔ اس کا پورا جسم شدت گریہ سے لرز رہا تھا۔

"میں اس سے بہت پیار کرتی ہوں۔" وہ آنکھیں میچے بس اپنی بیٹی کو یاد کیئے روئے جا رہی تھی۔

کایان سعدی سنجیدگی سے جانچتی ہوئی نگاہوں سے اسے بغور دیکھ رہا تھا۔

"اگر میں کہوں کہ تمہیں گڑگڑا کر بھیک مانگنی ہو گی تو؟یور آنر! جج ارینا علوی! تم اپنی بچی کی خاطر میرے سامنے، جسے تم نے ایک مجرم قرار دیا تھا،اس کے قدموں میں جھک کر گڑگڑا سکو گی؟" وہ ابرو اچکائے چڑانے والے انداز میں پوچھ رہا تھا۔

ارینا علوی نے بڑی مشکل سے اپنے چہرے کے تاثرات کو کنڑول کیا تھا۔دل تو اس وقت اس کھڑوس اور بددماغ آدمی کا منہ توڑ دینے کو کہہ رہا تھا مگر یہ وقت دل کی نہیں دماغ کی سننے کا تھا۔

"شیور مسٹر سعدی!" وہ بڑے وقار سے بولتی ہوئی کھڑی ہوئی۔ پھر اس کے سامنے آکر دوزانو ہو کر بیٹھ گئی۔

"مسٹر سعدی! میں تم سے اپنی بیٹی کی زندگی کی بھیک مانگتی ہوں۔ پلیز اسے بچا لو۔" وہ وقار سے گردن اٹھائے اس کی سیاہ آنکھوں میں اپنی سبز آنکھیں ڈالے بول رہی تھی۔

"کہو تو تمہارے پیر پڑ جاتی ہوں۔" اس نے جھک کر اس کے جوتوں میں مقید پیروں کو ہاتھ لگانا چاہا تو وہ تڑپ کر پیچھے ہٹا۔

"میں نے جو بھی بکواس کی اسے بھول جاؤ۔ مجھے ایسا نہیں کہنا چاہئے تھا۔" ارینا علوی جیسی خوددار اور انا پرست لڑکی کی اس حرکت نے اسے اندر تک دہلا دیا تھا۔ اس نے آگے جھک کر ارینا کو شانوں سے پکڑ کر زمین پر سے اٹھایا۔

"دیکھو اگر میں چاہوں بھی تو تمہاری مدد نہیں کر سکتا۔ میں عرصے سے فیلڈ سے باہر ہوں۔" ارینا کو چھوڑ کر وہ چلتا ہوا مین دروازے تک آیا اور اسے کھولا۔

"ابھی زیادہ وقت نہیں گزرا۔ تم جلدی سے اسلام آباد چلی جاؤ، وہاں پولیس یا کسی ایجنسی سے مدد لو۔ وہ تمہاری مدد ضرور کرینگے۔" وہ اسے باہر کا راستہ دکھا چکا تھا۔

ارینا افسردگی سے اسے دیکھتی ہوئی تھکے ہارے قدموں سے کندھے جھکائے آگے بڑھی۔ دروازے کے نزدیک پہنچ کر وہ رکی۔

"اگر تم اپنا مائنڈ بدل لو تو۔۔۔" اس نے آخری کوشش کرنی چاہی۔

"نہیں بدلوں گا۔" سعدی نے فوری بات کاٹی۔

وہ اداسی سے آنسو پیتی ہوئی دروازے سے باہر نکل رہی تھی جب اچانک سامنے ایک سیاہ وین تیزی سے آکر رکی۔

"ڈیم اٹ!" کایان نے بجلی کی تیزی سے ارینا کو پکڑ کر اندر گھسیٹا اور تیزی سے دروازہ لاک کیا۔ پھر جمپ لگا کر صوفے کی طرف اچھلا۔ اس کے نیچے سے AK47 گن نکال کر ہکا بکا کھڑی ارینا کو بازو سے پکڑ کر صوفے پر دھکیلا۔

"موسیٰ! ارینا! زمین پر لیٹ جاؤ۔ فوری ناؤ!" وہ چلاتا ہوا گن ہاتھ میں اٹھائے دروازے کی طرف بڑھ گیا تھا۔

موسیٰ میز پر سے لڑکھڑاتا ہوا جمپ لگا کر اترا اور میز کے نیچے ہی چھپ کر لیٹ گیا۔

باہر سے گولیوں کا برسٹ دروازے پر مارا گیا تھا۔ کئی گولیاں دروازے کی لکڑی کو چیرتی ہوئی اندر صوفے پر آکر دھنس گئیں تھیں۔ کایان سعدی سکون سے دروازے کے ساتھ والی دیوار سے پشت لگائے گن ہاتھ میں لیے چوکنا کھڑا تھا جب بھاری قدموں کی آوازیں آتی محسوس ہوئیں۔

اس نے ایک پریشان نظر زمین پر لیٹی ہوئی حواس باختہ ارینا علوی پر ڈالی جس کے لیئے یہ صورتحال نئی تھی۔ اس کے چہرے پر خوف نمایاں تھا۔

"موو!" اس نے اشارہ کیا۔ وہ اسے میز کے نیچے موسی کے پاس جانے کا اشارہ کر رہا تھا۔

"ارینا موو!" وہ دبے لہجے میں غرایا مگر وہ اپنے ہوش میں نہیں تھی۔ تنگ آکر وہ بجلی کی تیزی سے اس کے پاس آیا اور اسے اٹھایا ہی تھا کہ دروازہ ٹوٹ گیا۔ اس نے ایک ہاتھ سے ارینا کو اپنے پیچھے کیا اور آنے والے افراد پر فائر کھول دیا۔

وہ ان دونوں اور اس کے پیچھے آنے والے آدمی کو اپنی گن کا نشانہ بنا چکا تھا۔ پورا فرش ان کے خون سے سرخ ہو چکا تھا۔ کاٹیج کا الگ گولیوں کی بوچھاڑ سے برا حال ہوا پڑا تھا۔

"موسٰی ہری اپ!" اس نے موسیٰ کو آواز لگائی تو وہ میز کے نیچے سے نکل کر بڑی مشکل سے رینگتا ہوا اس کے پاس آیا۔

"لیٹس گو!" وہ جلدی سے کچھ سامان اٹھاتے ہوئے بولا۔

"مگر یہ ہیں کون؟" اریناعلوی نے کہنا چاہا۔

"نہیں یور آنر! ابھی کوئی بات نہیں۔ ہمارے پاس وقت نہیں ہے۔ ان کے مزید آدمی پہنچنے والے ہونگے۔"

"مم۔۔۔ موسٰی!" ارینا کے حلق سے چیخ نکلی۔

"موسی کو گولی لگی ہے۔" وہ خوفزدہ نظروں سے موسی کی سرخ ٹانگ کو دیکھ رہی تھی جس میں سے خون بھل بھل کہ بہہ رہا تھا۔

موسٰی کی ٹانگ خون سے تر بتر تھی مگر اس بچے میں بلا کا صبر تھا۔

"چلو!" وہ سختی سے بولتا ہوا موسٰی کو گود میں اٹھا چکا تھا۔

"ایک منٹ تو رکو۔ میں اس کی ٹانگ پر کوئی کپڑا باندھ دوں۔ اس کا بہت خون بہہ رہا ہے۔" وہ پریشانی سے بولی۔

"اس سب کا وقت نہیں ہے۔ وہ باسٹرڈ کسی بھی وقت واپس آتے ہونگے۔ ایک بازو میں موسی کو جکڑے سینے سے لگائے، دوسرے سے ارینا کا ہاتھ تھامے وہ تیزی سے کچن کی طرف آیا۔

"تم پہلے کودو۔" اس نے فرش پر پڑا بڑا سا رگ ہٹا کر ایک سرنگ نما راستہ کھولا۔

"میں؟" وہ اس زمین دوز اندھیرے راستے کو دیکھ کر گھبرا گئی۔

"شٹ! ہری اپ وومین!" وہ چلایا کہ باہر گاڑیوں کے رکنے کی آوازیں سنائی دی تھیں۔ وہ تیزی سے ارینا کو نیچے سرنگ میں دھکا دے کر خود بھی نیچے کودا تھا۔ پھر موسٰی کو اتار کر اونچا ہو کر سرنگ کا راستہ پہلے کی طرح بند کر دیا۔

"جلدی کرو۔" اس نے سیل فون کا ٹارچ آن کیا۔

"ایک منٹ!" وہ جلدی سے اپنا دوپٹہ پھاڑ کر موسی کی ٹانگ پر پٹی باندھنے لگی۔

"اس سب کا وقت نہیں ہے۔" کایان نے سختی سے اسے ٹوکتے ہوئے اس کے ہاتھوں سے دوپٹے کو پکڑا۔

"کیسے بے حس باپ ہو تم؟" وہ غصے سے بولتی ہوئی اپنا دوپٹہ چھڑا کر موسی کی ٹانگ پر جلدی سے لپیٹ گئی تھی۔

"لیٹس گو!" کایان نے اوپر قدموں کی دھمک سنتے ہی سرگوشی کی۔

وہ اس تنگ اندھیری سرنگ میں موسیٰ کو شانے سے لگائے ارینا کا ہاتھ تھامے تیزی سے گزر رہا تھا۔

دوڑتے دوڑتے وہ لوگ بہت دور نکل آئے تھے۔ سرنگ کے اندر نمی اور خنکی پھیلی ہوئی تھی۔ ارینا کا دوڑ دوڑ کر سانس پھول چکا تھا۔

"ہمت کرو، ہم بس پہنچنے ہی والے ہیں۔" اس نے اپنے سیل فون کی ٹارچ روشن کر کے مٹی میں اٹی ارینا اور نیم بیہوش موسیٰ کو دیکھا۔

"اور کتنا چلنا ہے؟" ارینا نے ہانپتے ہوئے پوچھا۔

"بس دس میل اور۔" وہ نرمی سے بولا۔

"دس میل؟ مگر کایان موسیٰ کو فرسٹ ایڈ کی ضرورت ہے۔" ارینا علوی نے پریشانی سے نیم بیہوش موسیٰ کو دیکھا۔

"مرد کا بچہ ہے میرا موسیٰ۔ اسے کچھ نہیں ہو گا۔" وہ دوبارہ اس کا ہاتھ پکڑ کر دوڑنے لگا تھا۔

آدھے گھنٹے بعد وہ ایک بند راستے پر آ کر رک گیا۔

"رکو میں باہر نکل کر دیکھتا ہوں۔" سرنگ کے اگلے کنارے پر پہنچ کر وہ ارینا کی گود میں موسیٰ کو ڈالتے ہوئے بولا۔ کچھ دیر بعد وہ ارینا اور موسی سمیت ایک کھنڈر نما بڑی سی عمارت میں تھا۔

"یہ کون سی جگہ ہے؟" ارینا نے حیرت سے چاروں طرف دیکھا۔

"سو سال پرانا چرچ ہے انگریزوں کے زمانے کا۔" وہ چوکنے انداز میں چاروں طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ یہ سرنگ اس نے دو سال پہلے جب وہ اس جگہ شفٹ ہوا تھا خود بنائی تھی، اور آج اس کی یہی دور اندیشی کام آ گئی تھی۔

اگراس کے ساتھ موسٰی اور ارینا نہیں ہوتے تو وہ وہیں رک کران کا مقابلہ کرتا۔ مگر ارینا عورت تھی اور وہ اچھی طرح سے جانتا تھا کہ اگر وہ ان کے ہاتھ لگ جاتی تو وہ اس کا کیا حشر کرتے۔ اسی لیئے وہ اس کی عزت کی خاطر وہاں سے نکل آیا تھا۔

"کیا اس گاؤں میں کوئی ڈاکٹر ہے؟" ارینا نے پریشانی سے موسی کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں! بس ایک کمپاونڈر ہے، وہی سب کا علاج کرتا ہے۔" وہ ان دونوں کو لیئے کھنڈرات کے اندر تہہ خانے میں بنے ایک کمرے میں لے آیا تھا۔ یہ ایک وسیع و عریض کمرہ تھا جو کہیں سے بھی ان کھنڈرات کا حصہ نہیں لگ رہا تھا۔ اندر دو تین افراد موجود تھے۔

"موسٰی کی ٹانگ میں گولی لگی ہے۔" وہ موسٰی کو میز پر لٹاتا ہوا پلٹ کر اپنی گن ارینا علوی کو پکڑا کر ان کی طرف متوجہ ہوا۔

"اسے اندر ڈسپنسری میں لے آؤ۔" ایک بوڑھا آدمی بولا تو تیزی سے ساتھ کھڑے

ایک نوجوان نے موسیٰ کو اٹھایا اور اندر لے گیا۔

کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ان کھنڈرات کے اندر گمناموں کی بستی آباد تھی۔

کایان سعدی دوربین ہاتھ میں لیئے اوپر کی طرف موجود ایک مخصوص کھڑکی سے باہر

دیکھ رہا تھا۔

"وہ لوگ جا چکے ہیں۔" وہ پلٹا۔

"یا اللہ شکر!" ارینا علوی نے سکون کا سانس لیا تھا۔ اس نے بڑی مشکل سے اپنے نازک

ہاتھوں میں وہ بھاری گن تھامی ہوئی تھی۔

"پریسا۔۔۔" اس کو اب ڈر لگ رہا تھا۔ وہ خطرے میں تھی اور ابھی تک وہ اپنی بچی کے

لیئے کچھ بھی نہیں کر پائی تھی۔ انتہائی برے برے خیالات اسے ڈرا رہے تھے۔

کایان سعدی کے ساتھ یہ کون لوگ تھے؟ کیا وہ آئی ایس آئی چھوڑ کر کسی غنڈوں کی تنظیم میں شامل ہو گیا تھا؟ وہ مسلسل الٹا سیدھا سوچے جا رہی تھی۔

کایان سعدی ایک گہری نظر سوچ میں ڈوبی ارینا علوی پر ڈالتا ہوا اندر موسیٰ کو دیکھنے چلا گیا تھا۔

کچھ دیر بعد وہ اس بوڑھے آدمی کے ساتھ واپس آیا تو وہ ابھی تک اسی حالت میں نم آنکھیں لیئے سوچوں میں گم کھڑی تھی۔

"یہ لڑکی کون ہے؟" اس بوڑھے آدمی نے کایان سعدی سے سوال کیا۔

"یہ۔۔۔" کایان نے ارینا کو تاسف سے دیکھا۔ "یہ لاہور کی بڑی مشہور جج ہے جو لگتا ہے کسی بھی لمحے اپنے ہوش و حواس کھونے والی ہے۔" وہ چلتا ہوا اس کے پاس آیا اور اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے سہارا دیا۔ اس کے ہاتھوں کے پر تپش لمس پر وہ چونک کر ہوش میں آئی۔

"تھوڑی دیر بیٹھ کر اپنی حالت درست کر لو۔" وہ اسے لکڑی کی کرسی پر سہارا دے کر بٹھاتے ہوئے بولا کہ اس کا چہرہ سفید پڑا ہوا تھا۔ جسم میں خون کی ایک رمق تک محسوس نہیں ہو رہی تھی۔

وہ ٹکٹکی باندھے اس کی شرٹ کو دیکھ رہی تھی جس پر موسیٰ کا خون لگا ہوا تھا۔ خوف سے اس کا دل اتنی زور زور سے دھڑک رہا تھا کہ کایان کو بھی اس کی تیز دھڑکنیں سنائی دے رہی تھیں۔ ماتھے پر پسینہ چمک رہا تھا۔ وہ حد درجہ خوفزدہ تھی۔

"موسیٰ ٹھیک ہے۔ اسے کچھ نہیں ہوا۔" کایان نے تسلی دی تو کب کے رکے آنسو ارینا کی آنکھوں سے بہہ نکلے تھے۔

"کون تھے وہ لوگ؟" اس بوڑھے آدمی نے کایان سے سوال کیا۔

"وہ ان محترمہ کا پیچھا کرتے ہوئے آئے تھے۔" کایان سعدی نے سنجیدگی سے ارینا کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

"نہیں ہر گز نہیں!" ارینا علوی کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"میں بہت احتیاط سے سارے راستے بیک ویو مرر سے چیک کرتی ہوئی آئی تھی۔ میرا پیچھا کسی نے نہیں کیا۔"

"یور آنر جن دو آدمیوں کو میں نے شوٹ کیا وہ تو بس چارہ تھے۔ یاد کریں ان کے پیچھے جو آدمی اندر داخل ہوا تھا جس کے چہرے پر چاقو کا نشان تھا۔"

"ہاں تو؟" اسے وہ آدمی یاد تھا۔

"اس کا نام تیاگی ہے۔ وہ ایک پروفیشنل کلر ہے، بہت مہنگا ہٹ مین۔" وہ رکا۔

"تیاگی باشوداد کا خاص آدمی اور اس کا رائٹ ہینڈ ہے۔ اور وہ آپ کو ہی اوپر پہنچانے آیا تھا۔" اس نے ارینا کے اعصاب پر بم گرایا تھا۔

"وہ مجھے کیوں مارنا چاہیں گے؟ اگر میں مر گئی تو اس باشوداد کا سارا پلان فیل ہو جائے گا جس کے لئیے اس نے میری بچی کو اغوا کیا۔ یہ تو کوئی سینس ہی نہیں بنتا۔" کایان سعدی

اس کی آنکھوں میں اور چہرے پر شاکڈ سی کیفیت بخوبی دیکھ رہا تھا۔ایک اہم سوال کا جواب تو اسے مل ہی گیا تھا کہ ارینا علوی کو کوئی آئیڈیا نہیں تھا کہ وہ باشو دادا کے غنڈوں کو لاعلمی میں سیدھا اس کے دروازے تک لے آئی تھی۔

"وہ تمہارے لئیے نہیں آئے تھے۔"کایان سرسری انداز میں بولا۔

"کیا مطلب؟"ارینا علوی نے چونک کر اسے دیکھا۔

"وہ میرے لئیے آئے تھے یور آنر!"اس نے آگاہ کیا۔

وہ کیا کہہ رہا تھا ارینا نے کچھ نہیں سنا تھا۔وہ بہت زیادہ پینک ہو چکی تھی،اس نے واقعی بہت بڑی غلطی کر دی تھی۔اپنی بچی کو واپس لانے کی کوشش میں اس نے باشو دادا کو اس کی دھمکیوں پر عمل کرنے کا موقع خود فراہم کر دیا تھا۔

"یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے۔"وہ خود پر قابو پاتے ہوئے بولی۔

"وہ اچھی طرح سے جانتا تھا کہ میں مدد کے لئیے ادھر آئی ہوں۔ اسی لئیے اس نے مجھے مارنے کی کوشش کی، اور اب وہ میری بیٹی کو بھی مار دے گا۔" اس کی آواز لرز رہی تھی۔

"میری پریسا۔۔۔ وہ اسے مار چکا ہو گا۔ یہ سب میری غلطی ہے، اس سب کی ذمہ دار میں ہوں۔" اس کا پورا جسم بری طرح سے لرز رہا تھا۔ آنکھوں سے بے تحاشہ آنسو بہے چلے جا رہے تھے۔ وہ ہوش کھو رہی تھی۔

"ہوش میں آؤ ارینا!" کایان نے آگے بڑھ کر اسے بازوؤں سے تھام کر جھٹکا دیا۔

"وہ مری نہیں ہے۔" کایان نے سختی سے اسے جھٹکا دیا۔ "کیا تم نے میری بات سنی جج ارینا علوی؟ تمہاری بچی مری نہیں ہے۔ باشو دادا اتنا احمق نہیں ہے کہ اپنا فیصلہ ہونے سے پہلے گیم کی اس اسٹیج پر اپنی ضمانت کو ختم کر دے، سنا تم نے؟ تمہاری بیٹی اس کی رہائی کی ضمانت ہے۔" وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہتا اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔

وہ خالی خالی نظروں سے اسے دیکھے جا رہی تھی۔ اس کی سانس بھی نارمل نہیں تھی۔ یہ کلاسک کیس تھا پینک اٹیک کا جسے وہ ہزاروں بار دیکھ چکا تھا۔

"ارینا!" اس نے ایک بار پھر اس کے بازوؤں پر دباؤ ڈالتے ہوئے ہلکے سے جھٹکا دیا۔ وہ جیسے نیند سے جاگی تھی۔

"آئی ایم سوری! ویری سوری! پتہ نہیں مجھے کیا ہو گیا تھا۔" وہ آہستگی سے اس کے ہاتھ اپنے بازوؤں سے ہٹاتی ہوئی پیچھے ہٹی۔

"مجھے یہاں سے جانے کا راستہ بتا دیں۔ مجھے اپنی بیٹی کو تلاش کرنا ہے، وہ اکیلی ہے ان قاتلوں کے بیچ۔" اس نے اپنی آنکھوں سے آنسوؤں کو بڑی بے دردی سے ہتھیلیوں سے مسل کر صاف کیا۔

"آیئے۔" وہ بوڑھا آدمی خاموشی سے اسے لے کر باہر کی طرف نکل گیا تھا۔

اس کی سبز آنسوؤں سے بھری آنکھیں، شدت گریہ سے سرخ ناک اور گال، لرزتا کپکپاتا ہوا بدن کایان سعدی کی آنکھوں سے نکل ہی نہیں رہا تھا۔

"ڈیم اٹ!" اس نے زور سے دیوار پر ہاتھ مارا اور تیزی سے باہر نکلا۔

----------*

وہ بزرگ اسے کھنڈروں میں لے آئے تھے جب پیچھے سے بھاری قدموں کی آواز ابھری۔

"آپ جائیں میں دیکھ لوں گا۔" وہ انہیں اندر جانے کا کہہ کر آگے بڑھا جہاں وہ اپنے آنسوؤں کو پیتی ہوئی چلتی جا رہی تھی۔

لمبے قدم اٹھاتا ہوا وہ اس تک دو سیکنڈز میں پہنچا تھا۔

تیزی سے اسے روکتا ہوا وہ اسے اپنے سینے سے لگا چکا تھا۔ اس کا سینہ ارینا علوی کے آنسوؤں سے بھیگ رہا تھا۔ اس نے آنکھیں بند کر کے ایک گہری سانس لی۔ وہ لفظوں کا

کھیل نہیں جانتا تھا، نہ ہی اسے روتی ہوئی لڑکیوں کو چپ کرانے کا تجربہ تھا۔ وہ اچھی طرح سے جانتا تھا کہ ایسے کوئی الفاظ ہیں ہی نہیں جو ارینا علوی، ایک ماں کے اندر اپنی بیٹی کو دہشت گردوں کے قبضے میں ہونے پر تسلی دے سکیں۔ وہ اس کے دماغ میں پلتے خوف سے بخوبی واقف تھا۔

"شش! تمہاری بیٹی زندہ ہے۔" اس نے تسلی دیتے ہوئے اس کی کمر سہلائی۔

"وہ ٹھیک ہے۔" اس نے سرگوشی کی۔ وہ ایک مضبوط شجر کی طرح ایستادہ تھا اور وہ اس کے سینے سے لگی ہوئی تھی۔ اس کی سسکیاں تھمنے لگی تھیں۔

اس کا نرم لرزتا وجود، بالوں سے اٹھتی مہک آہستگی سے آریان سعدی کے حواسوں پر چھا رہی تھی۔

"شٹ! یہ میں کیا کر رہا ہوں؟ یہ ابھی اپنے حواسوں میں نہیں ہے مگر میرے ہوش تو سلامت ہیں۔" وہ ہوش میں آیا۔

"تم کورٹ میں کالے کوٹ کے ساتھ سب کو ڈانٹتی فیصلے سناتی ہی اچھی لگتی ہو۔ یہ رونا دھونا، کمزور پڑنا جج ارینا علوی کی شخصیت کو سوٹ نہیں کرتا۔" اس نے آہستگی سے اسے خود سے دور کیا۔ وہ سرخ چہرے کے ساتھ شرمندگی سے پیچھے ہٹی۔

"آئی ایم سوری!"

"اندر چلو۔"

"پریسا؟" ارینا کے لبوں نے جنبش کی۔

"ڈونٹ وری! میں ہوں نا۔" بے ساختہ کایان سعدی کے لبوں سے نکلا تھا۔

"آؤ۔" وہ اسے ساتھ لیے واپس ان کھنڈرات کی طرف پلٹ گیا تھا۔

--------*

وہ ارینا علوی کو ساتھ لیئے واپس اسی خفیہ کمرے میں آیا اور وہاں موجود سفید لباس

بار ریش نورانی چہرے والے بزرگ سے جانے کی اجازت طلب کی۔

"موسیٰ؟" ارینا نے پریشانی سے اسے دیکھا جو اپنے بیٹے کے بارے میں کچھ پوچھ ہی

نہیں رہا تھا۔

"موسیٰ کی فکر مت کرنا۔ اس کی دیکھ بھال ہم کر لینگے۔ تم دونوں نکلو، اپنا ضروری سامان

وغیرہ اکٹھا کرو۔" ان نورانی چہرے والے بزرگ نے کایان کو مزید کچھ ہدایات دے

کر روانہ کر دیا تھا۔ وہ ارینا کو ساتھ لیئے ان کھنڈرات سے نکلا۔ ارینا علوی کا لباس خون

آلود تھا اور مٹی سے اٹا ہوا تھا۔ چلتے چلتے کایان رک گیا۔

"رک کیوں گئے؟" ارینا نے حیرت سے کایان سعدی سے سوال کیا جو بیچ راستے میں

اسے روکے گھورے چلا جا رہا تھا۔

اس کی آستین بھی شاید سرنگ میں رگڑ کھانے سے پھٹ چکی تھی اور دوپٹہ بھی ندارد تھا۔ کایان کی آنکھوں میں ناگواری اتر آئی تھی۔ خود اس کا حلیہ بھی کچھ خاص نہ تھا۔ اس کی پوری شرٹ موسٰی کے خون سے تربتر تھی پھر بھی وہ اس قابل ضرور تھی کہ ارینا علوی کا پردہ رکھ سکتی تھی۔ یہ سوچ کر اس نے اپنی شرٹ کے بٹن کھول کر شرٹ اتاری۔

"یہ پہنو۔" وہ اکھڑ انداز میں بولتا ہوا اپنی شرٹ اس کے ہاتھ میں زبردستی تھما گیا تھا کہ اس کا یہ بکھرا بکھرا سا پریشان حال حلیہ کسی بھی مرد کو اپنی جانب بڑی آسانی سے کھینچ سکتا تھا، اسے بھی!

ارینا نے بحث کرنے کی بجائے خاموشی سے وہ شرٹ پہن لی تھی۔ کایان جیسے دراز قد باڈی بلڈر کی شرٹ نے اسے گھٹنوں تک کور کر لیا تھا۔

"لیٹس موو!" وہ خود بنیان میں ملبوس اسے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کر کے چوکنے انداز میں اپنے گھر کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس وقت سرنگ کی بجائے وہ ایک پگڈنڈی نما راستے پر چل رہے تھے۔ سورج کی تیز روشنی آنکھوں کو چندھیا رہی تھی۔ کچھ دیر بعد وہ واپس کایان سعدی کے گھر کے دروازے پر موجود تھے۔

"تم یہیں رکو۔" اس نے ارینا کو ایک درخت کی آڑ میں کھڑا کیا اور خود آگے بڑھ گیا۔ اپنی پینٹ میں اڑسی گن نکال کر احتیاط سے جھولتے ہوئے دروازے کو پیر کی ٹھوکر سے کھولتا ہوا وہ اندر داخل ہوا اور اس ایک کمرے کے کاٹیج نما گھر کو اچھی طرح سے چیک کر کے باہر نکلا۔

"یور آنر آپ اندر تشریف لا سکتی ہیں۔" اس کی آواز سن کر وہ درخت کے پیچھے سے نکلی اور چلتی ہوئی کاٹیج کے اندر داخل ہوئی۔ اس کے اندر داخل ہوتے ہی کایان نے دروازہ بند کر دیا تھا۔ پورا گھر بری طرح سے بکھرا پڑا تھا۔ سیلنگ فین چھت سے نیچے جھولتا ہوا لٹک رہا تھا، ٹی وی کی اسکرین ٹوٹی پڑی تھی، اور فرش پر جا بجا خون بکھرا پڑا تھا، جگہ

جگہ خالی گولیاں بکھری ہوئیں تھیں۔ یہ سب اتنا خوفناک منظر پیش کر رہا تھا کہ وہ اندر سے سہم گئی تھی۔

ایسے منظر، کرائم سین اس نے عدالت میں ڈیل کیئے تھے مگر خود انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھنے کا تجربہ اتنا خوفناک ہوگا اس کا اسے اندازہ نہیں تھا۔

"وہ لوگ کدھر گئے؟" اس نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے ان افراد کے بارے میں پوچھا جنہیں کایان سعدی کی گن سے نکلی گولیوں نے مقابلے میں مار دیا تھا، یا پھر اللہ جانے بری طرح زخمی کیا تھا۔

"ان کے مزید ساتھی آکر اٹھا کر لے گئے ہونگے۔" وہ سنجیدگی سے بولتا ہوا بیڈ کے نزدیک موجود لکڑی کی الماری کے پاس آیا اور اس کا پٹ کھول کر ہینگر میں ٹنگے بمشکل چار پانچ لباس جو پینٹ شرٹ اور ہڈی پر مشتمل تھے ان میں سے ایک نکال کر مڑا۔

"یہ پکڑو اور ادھر واش روم میں جا کر فریش ہو کر آؤ۔" اس نے ہاتھ سے واش روم کی طرف اشارہ کیا۔

"ہمارے پاس وقت کم ہے اور۔۔۔" وہ الجھی۔

"نو آرگیومینٹس یور آنر!" وہ اس کی بات کاٹ گیا تھا۔

وہ بھی اپنے اس گندے حلیے، اس خون اور گرد آلود لباس سے چھٹکارا حاصل کرنا ہی مناسب سمجھ کر واش روم کا رخ کر گئی تھی۔

یہ دنیا آزمائش اور امتحان گاہ ہے اور سب سے بڑی آزمائش اور امتحان نفس کا جہاد ہے۔ نفس کو لگام ڈالنا صرف مرد مومن کا ہی کام ہے۔ یوں تنہائی میں اپنی من پسند عورت کے ساتھ تنہا ہونا؟؟؟ کیا وہ واقعی من پسند تھی؟ وہ اپنی ہی سوچوں میں الجھ گیا تھا۔

"اس دنیا میں عورت سے بڑا امتحان اور کچھ نہیں۔" وہ سر جھٹک کر الماری سے ایک شرٹ نکال کر پہننے کے بعد اپنا سامان سمیٹنے لگا۔

--------*

واش روم میں سوائے صابن کی ٹکیہ کے اور کوئی شیمپو کنڈیشنر جیسے لوازمات نہیں تھے۔ ارینا علوی نے اسی پر توکل کرتے ہوئے خود کو رگڑ رگڑ کر صاف کیا۔ نہا دھو کر اس نے کایان کے دیئے کپڑے پہنے، وہ خود بھی دراز قد لڑکی تھی مگر کایان سعدی جیسے طویل القامت توانا مرد کے کپڑے اس کے وجود پر خاصے ڈھیلے ڈھالے عجیب سے لگ رہے تھے۔ اس نے جھک کر کئی بار جینز کے پائنچے فولڈ کیئے۔ شرٹ جو کندھوں سے ڈھلکے جا رہی تھی اسے گرہ باندھ کر تھوڑا درست کیا اور باہر نکل آئی۔

شہد رنگ، گیلے نم گھنگریالے بال اس کے صبیح چہرے اور نمایاں نازک شفاف گردن سے چپکے جا رہے تھے۔ اسے اپنا آپ خاصا ان کمفرٹیبل محسوس ہو رہا تھا۔ دوپٹہ الگ اس سرنگ میں کہیں کھو چکا تھا۔

آہٹ کی آواز سن کر اپنے بیگ میں سامان رکھتا کایان سعدی سیدھا ہوا اور اسے اس طرح اپنے کپڑوں میں دیکھ کر ایک لمحے کو ساکت سا ہو گیا تھا۔

وہ نروس سی کھڑی تھی جب وہ اسے نظر انداز کرتا ہوا دوبارہ اپنے بیگ میں گن گولیاں اور دوسری چیزیں رکھنے لگا۔

"سنو!" اریبا نے جھجکتے ہوئے اسے پکارا۔

"ہمم؟" اس نے بنا پلٹے ہنکارہ بھرا۔

"تمہارے پاس کوئی ہئیر برش یا کنگھی وغیرہ ہے؟" اس کا سوال سن کر کایان سیدھا ہوا اور اس پر ایک گہری نظر ڈالتے ہوئے الماری کے اوپر سے ایک پلاسٹک کا کنگھا اتار کر اسے دیا۔

"تیار ہو کر کچن میں آ جانا۔" وہ نارمل لہجے میں بولتا ہوا کونے پر بنے چھوٹے سے کچن میں چلا گیا۔

وہ اپنے بال سلجھا کر انہیں جوڑے میں لپیٹتی ہوئی آہستگی سے چلتی ہوئی کچن میں آئی۔ اس کے چہرے پر حد درجہ پریشانی تھی۔ وقت ریت کی طرح ہاتھوں سے پھسل رہا تھا اور ابھی تک پریسا کی بازیابی کے لئیے کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا تھا۔

"یور آنر فکر کرنے اور پریشان ہونے سے کچھ نہیں ہو گا۔" کایان سعدی چولہا جلاتے ہوئے اسے بغور دیکھتے ہوئے بولا۔

"گھر سے نکلنے سے پہلے کچھ کھایا پیا تھا؟" اس نے ایک اور سوال کیا تو وہ نفی میں سر ہلا گئی۔

"دیکھو اگر تم بیمار پڑ گئیں یا کمزوری سے بیہوش ہو کر گر گرا گئیں تو مجھ سے مدد کی یا تیمارداری کی کوئی امید مت رکھنا۔" اس نے وارن کرتے ہوئے اس کے آگے دودھ کا گلاس رکھا، کیبنٹ سے بسکٹ کا پیکٹ نکال کر اسے تھمایا اور خود اپنے لئیے کافی اور آملیٹ کی تیاری کرنے لگا۔ انڈے کے چھلکے، پیاز، دھنیا سب پھیلا ہوا تھا۔ جس پھوہڑ پن سے وہ کام کر رہا تھا نہ چاہتے ہوئے بھی اریناکرسی سے اٹھ کر اس کے نزدیک آئی۔

"تم رہنے دو میں بنا لیتی ہوں۔" اندھا کیا چاہے دو آنکھیں، وہ بھی فوراً چولہے سے ہٹ گیا۔

"آملیٹ چھوڑو، تم فرج سے کچھ نکال کر ڈھنگ کا لنچ تیار کر لو۔" وہ نرمی سے بولتا ہوا، اپنا چھوٹا سا بکھرا ہوا کچن اس کے حوالے کر کے باہر نکل آیا۔

------------*

وقت بھی اللہ نے کیا شے بنائی ہے۔ایک ایک لمحہ انسان کو جینا پڑتا ہے۔وہ کتنی ہی پلاننگ کر کے منصوبے بنالے لیکن اسے اپنے اگل پل کی خبر نہیں ہوتی۔

چار گھنٹے پہلے جب وہ اس گھر میں داخل ہوئی تھی تب اور اب میں کتنا فرق تھا۔سب کچھ الٹ پلٹ ہو گیا تھا پر شکر ہے فرش صاف تھا۔یعنی جب وہ شاور لینے گئی تھی کایان نے فرش پر جا بجا پڑا خون صاف کر دیا تھا۔

اس نے جھر جھری لیتے ہوئے فرج کھولا ، پھر کیبنٹ چیک کئیے۔وہ تو پکانے کا کہہ گیا تھا لیکن یہاں تو سوائے انڈے ، دودھ ، ڈبل روٹی اور کچھ مختلف اقسام کے کین فوڈز کے کچھ بھی نہیں تھا۔

سوچ سمجھ کر اس نے فش کا کین اور ڈبل روٹی مائیونیز کیچپ باہر نکالا اور توا گرم کر کے

سینڈوچز کی تیاری کرنے لگی۔ کایان سعدی سے ابھی اسے بات کر کے پلان بنانا تھا،

سوچنا تھا کہ اب اس کا اگلا قدم کیا ہو گا۔

سینڈوچز بنا کر اس نے پلیٹ میں رکھے اور باہر نکل آئی جہاں سامنے ہی وہ لکڑی کے

دروازے کو ہتھوڑی سے درست کر رہا تھا۔

"لنچ کر لو۔" اریانے نرمی سے اسے مخاطب کیا۔

وہ پلٹا اور اس کے ہاتھ میں پکڑی پلیٹ میں سے ایک سینڈوچ اٹھا کر دیوار سے ٹیک لگا کر

کھڑا ہو گیا۔

ایک خاموشی سی چھا گئی تھی جب ماحول کے سناٹے کو اس کی گھمبیر آواز کے توڑا۔

"ایسا لگتا ہے کہ جب تم واپس جاؤ گئی تو تمہارے پاس ایک زبردست سی کہانی ہو گی دنیا کو سنانے کے لئیے، ایک ایسے آدمی کی کہانی جو مرا ہوا تھا۔" اس کی آواز میں طنز تھا۔ یعنی وہ اپنی طرف ہی اشارہ کر رہا تھا۔

"کون سی کہانی؟" ارینا علوی نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔

"بس میری بیٹی مل جائے، پھر میں یہ سب ایک ڈراؤنا خواب سمجھ کر بھلا دینا چاہتی ہوں۔" وہ مضبوط لہجے میں بولی، جس پر ایک ابرو اچکا کر کایان سعدی نے سینڈوچ کا بائٹ لیتے ہوئے اسے دیکھا۔

"کچھ چیزیں، کچھ باتیں، کچھ لمحات ایسے ہوتے ہیں جنہیں آپ کبھی بھی نہیں بھلا سکتے۔ مجھ سے بہتر یہ بھلا کون جانتا ہو گا۔" وہ رکا۔

"تم اپنی یاداشت میں جمے ان حالات وواقعات کو کھرچنے کی کوشش کر سکتی ہو، بھلانے کی کوشش کر سکتی ہو مگر۔۔" ارینا علوی سانس روکے اس کی بات سن رہی تھی۔

"مگر کیا؟" ارینا کے لبوں سے سرگوشی سی ابھری۔

"مگر یہ سب تمہیں ہانٹ کرے گا۔ جب بھی تم سونے کی کوشش کروگی یہ بھیانک یادیں تمہاری آنکھوں میں اتر کر ساری نیند اڑادینگی۔ تم سونے کے لیئے ترس جاؤگی یور آنر!" اس کی بات سن کر وہ چپ سی رہ گئی تھی۔ دوافراد کے آمنے سامنے ہوتے ہوئے بھی کمرے میں موت کا سا سناٹا چھا گیا تھا۔

"تم۔۔" ارینا نے سر جھٹکتے ہوئے سناٹے کو توڑا۔

"تم نے دنیا کے سامنے خود کو کیوں مردہ بنادیا؟" ارینا علوی نے اپنے دماغ میں مچلتا ہوا سوال کیا۔

"اس وقت مجھے یہی اچھا آئیڈیا لگا تھا۔" وہ سادگی سے کہہ کر پلٹ گیا۔

"تم۔۔۔" ارینا نے پھر سے اسے پکارا کہ وہ اس سے باتوں باتوں میں ایک بار پھر پریسا کے لیئے بات کرنا چاہتی تھی۔اس نے گردن موڑ کر اسے دیکھا جیسے پوچھ رہا ہو کہ کیا مصیبت ہے۔

"تم بہت کم بولتے ہو۔کیا تمہیں بات کرنا پسند نہیں ہے؟" ارینا کی بات سن کر اس کی آنکھوں میں ایک لمحے کو حیرت سی ابھری تھی۔وہ دو قدم چل کر اس کے عین سامنے آکر رکا اور جھک کر اس کی سبز آنکھوں میں جھانکا۔

"تم اور میں! ہمارے درمیان ایسا کچھ نہیں ہے کہ ہم باتیں کریں۔"

"باشوادا۔۔" وہ جلدی سے بولی۔"ہم باشوادا پر بات کر سکتے ہیں۔" کایان نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے اس کے ہاتھ میں موجود پلیٹ میں سے ایک اور سینڈوچ اٹھایا۔

"تم تھکتی نہیں ایک ہی بات بار بار کر کے؟" ارینا نے اس کے چٹان سے چہرے کی طرف دیکھا جس پر کوئی تاثرات نہیں تھے۔ وہ آدمی پتھر تھا۔

"دیکھو کایان! پلیز تم میری واحد امید ہو، تم واحد انسان ہو جو میری مدد کر سکتا ہے۔"

"مددگار یا ایک مجرم جسے تم استعمال کرنا چاہتی ہو؟" اس نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"چیف کاظم پاشا نے ٹھیک کہا تھا۔ تم انتہائی روڈ اور اکھڑ انسان ہو۔" وہ تنگ آ کر بولی۔

"چیف ابھی تک اس ملک کے سسٹم پر یقین کرتا ہے مگر میں نہیں کرتا۔"

"کیوں؟ تم تو خود اس ملک کے، اس قانون کے رکھوالے رہے ہو تو پھر ایسا کیوں؟"

ارینا علوی نے خود کو تلخ ہونے سے روکا۔ جواباً وہ خاموش نظروں سے اسے دیکھنے لگا تھا۔

"تم کس پر یقین کرتے ہو؟۔" اس نے ایک اور سوال کیا۔

وہ اطمینان سے سینڈوچ ختم کر کے پاس رکھی کرسی گھسیٹ کر اس پر آرام سے اپنی ٹانگیں پھیلا کر بیٹھ گیا تھا۔

"ذرا سوچو یور آنر! میری بندوق سے نکلی گولی، عقاب کا نشانہ اور مجرم کا سر۔۔۔۔بس منٹوں میں دنیا ایک گندے کیڑے سے نجات حاصل کر سکتی ہے تو پھر کیوں قانون اتنا خرچا کرے؟ عدالتوں میں کیس چلائے؟ جس میں اتنی محنت سے پکڑے گئے مجرم بڑی آسانی سے باعزت رہا ہو جاتے ہیں۔ یہ ملک دشمن عناصر ہمارے کئی جوانوں کا خون پی چکے ہیں۔ انہیں تو دیکھتے ہی شوٹ کر دینا چاہیے۔" وہ تلخ حقیقت بیان کر رہا تھا کیونکہ یہ بھی ایک سچائی ہے۔

"قانون کو اپنے ہاتھ میں لینا مناسب نہیں۔" ارینا نے سمجھانا چاہا۔

"ٹو ہیل ود یور قانون!" وہ دھاڑا۔

"جب کبھی کسی بچی کے ساتھ زیادتی ہو جاتی ہے، ہمارے جوانوں کو مارا جاتا ہے تو یہ قانون کہاں سویا ہوتا ہے؟ غریب عوام صرف کچھ دن سڑکوں پر نکل کر انصاف انصاف کی نعرے لگا کر احتجاج کرتی ہے اور تمہارا قانون۔۔۔" وہ استہزائیہ انداز میں ہنسا۔

"کچھ عرصہ بعد مجرم عدالت سے باعزت بری ہو جاتا ہے اور سب خاموش ہو جاتے ہیں، سچائی مر جاتی ہے اور برائی جیت جاتی ہے۔" وہ کھڑا ہوا، اپنی جیب سے گن نکال کر سامنے میز پر رکھی۔

"میں کافی بنا رہا ہوں۔ تم پیو گی؟" وہ پوچھ رہا تھا اور ارینا اس کی گن کو دیکھے چلی جا رہی تھی۔ نا جانے کتنے لوگوں کا خون اس نے اس گن سے کیا ہو گا مگر آج۔۔۔ آج اس کی جان بھی تو اسی گن نے بچائی تھی۔ ان دونوں میں نظریاتی اختلافات تھے مگر یہ وقت انہیں سامنے لانے کا نہیں تھا۔

"سنو!" وہ اس کی پکار پر تھما۔

"تمہیں کیا لگتا ہے وہ باشو داد اب کیا کرے گا؟" وہ پلٹا اور اس کے نزدیک آ کر واپس اسی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"تم مجھے ان نوٹس کے بارے میں دوبارہ بریف کرو۔" وہ حد درجہ سنجیدہ تھا۔

ارینا علوی نے عدالت میں اس کے آفس اور پھر گاڑی کی ونڈ اسکرین پر ملنے والے خط کی تفصیلات بتانا شروع کر دی تھیں۔

جب وہ اپنی بات ختم کر کے خاموش ہوئی تو کایان سعدی نے اسے جانچتی ہوئی نگاہوں سے دیکھا۔

"تو کیا اب تم وہی کرو گی جو وہ چاہتا ہے؟ کیا اپنے احکامات سے اسے تمام الزامات سے باعزت بری کر دو گی؟"

"ہرگز نہیں!" وہ مضبوط لہجے میں بولی۔

"میں تمہاری ہمت کی داد دیتا ہوں مگر تمہیں یوں اس کے لئیے سخت ترین فیصلہ اچانک سے نہیں لینا چاہیے۔ وہ ایک خطرناک آدمی ہے، کچھ بھی کر سکتا ہے۔ اور وہ نا بھی کرے تو حکومت بھی اس کی پشت پناہی کر سکتی ہے۔ پھر کیا کرو گی تم؟"

"یہ سب میں جانتی ہوں لیکن یہ ٹرائل اس وقت نیشنل اور انٹرنیشنل میڈیا پر اس قدر مشہور ہو چکا ہے کہ حکومت اس میں انٹرفئیر کر کے اپنے ووٹرز کو کھونا افورڈ نہیں کرے گی۔"

"ذرا سوچو یور آنر!" وہ سیدھا ہوا۔

"اتنا بڑا، اتنا خطرناک کیس تمہیں ہی کیوں دیا گیا؟" وہ اس کی سبز آنکھوں میں جھانکتے ہوئے برف سے سرد لہجے میں سوال کر رہا تھا۔

"کیونکہ میں۔۔۔" وہ چپ ہو گئی۔ اسے اب سب سمجھ میں آگیا تھا۔ وہ اکیلی بیوہ عورت، وہ کیا بگاڑ سکے گی کسی کا؟ اور اگر اس نے باشو دادا کے حق میں فیصلہ کیا بھی تو بدنامی

اسی کی تھی۔ نوکری بھی جاتی، عوام بھی اسے برا بھلا کہتی اور انکوائری کمیشن بھی اسی کے خلاف بیٹھتا۔

"تمہیں پھنسایا گیا ہے یور آنر! کیونکہ تمہاری گردن سب سے پتلی تھی۔ خیر مطمئن رہو، وہ ٹرائل شروع ہونے تک تمہاری بیٹی کا کچھ نہیں کریگا۔ اس وقت تمہاری بیٹی ہی اس کی رہائی کا پروانہ ہے اور وہ گیم شروع ہونے سے پہلے اسے نہیں کھوئے گا۔" کمرے میں سناٹا چھا گیا تھا۔ وہ عقابی نگاہوں سے ارینا علوی کے چہرے کے اتار چڑھاؤ نوٹ کر رہا تھا۔

"مگر۔۔۔۔" کچھ لمحوں بعد وہ اپنے خشک لبوں پر زبان پھیرتی ہوئی گویا ہوئی۔

"مارے گا نہیں مگر اسے تکلیف تو پہنچا سکتا ہے، تاکہ مجھے جتا سکے کہ وہ بلف نہیں کر رہا۔" اس کے لہجے میں خوف تھا، اندیشے تھے جنہیں وہ بخوبی محسوس کر سکتا تھا۔

"ہاں وہ ایسا کر سکتا ہے مگر اس وقت بال ہمارے کورٹ میں ہے۔ تمہاری بیٹی۔۔۔کیا

نام بتایا تھا؟"

"پریسا۔۔۔" وہ جلدی سے بولی۔

"پریسا کو انہوں نے کہاں چھپا کر رکھا ہے یہ پتہ کرنے اور اس تک پہنچنے میں کم سے کم

بھی دو تین ہفتے تو لگیں گے۔اس وقت تک ہمیں بڑی احتیاط اور چالاکی سے انہیں

ایسے ڈیل کرنا ہوگا کہ پریسا محفوظ رہے۔یہ کام مشکل ضرور ہے مگر ناممکن نہیں۔"

"ہمیں؟" ارینا کے دل میں امید بڑھی۔یعنی وہ ساتھ دے رہا تھا۔

"میں نے سوچا تھا کہ میں تمہیں انکار کردوں گا مگر یہ باشوداد اور اس کے غنڈے۔۔۔

میرا پارٹنر انہوں نے مارا اور اب یہاں حملہ کر کے اس معصوم موسٹی کو زخمی کیا۔میں

خود کو اس دنیا کے لئیے مار چکا تھا۔ سوچا تھا سب بھول جاؤں گا لیکن یہ ممکن نہیں

ہوا۔" وہ کھڑا ہوا اور دونوں ہاتھ پھیلا کر اپنی کمر اور گردن چٹخائی۔

"اس بار کایان سعدی مجرموں کو پکڑے گا بھی خود اور سزا بھی خود دے گا۔ اور مجھے ایسا کرنے سے دنیا کی کوئی عدالت، کوئی جج یا طاقت نہیں روک سکے گی۔" اس کے لہجے کی کرختگی اور چہرے کی سنجیدگی نے ارینا علوی جیسی مضبوط اعصاب کی مالک لڑکی کو بھی دہلا دیا تھا۔

------------*

کایان سعدی اپنی بات ختم کر کے دوبارہ کمرے میں داخل ہو کر اپنا ضروری سامان پیک کرنے لگا تھا۔ اسے یہ ایک کمرے کے لکڑی کے بنے گھر سے اپنے، اپنی رہائش کے سارے نشانات، سارے ثبوت جانے سے پہلے مٹا دینے تھے۔

اریناعلوی خاموشی سے ایک کونے پر رکھے صوفے پر بیٹھی اسے ادھر سے ادھر چیزیں غائب کرتی دیکھ رہی تھی۔

"اگر برا نہ مانو تو کچھ کھانے کے لئیے پکالو۔ مغرب کے بعد ہم سفر پر روانہ ہونگے۔ پتہ نہیں پھر کب کہاں کھانے کو کچھ ملے۔" اس نے اریناعلوی سے کہا تو وہ اثبات میں سر ہلاتی ہوئی کھڑی ہوئی اور کچن میں چلی آئی جہاں کچھ خاص کھانے پکانے کا سامان تو تھا ہی نہیں۔ اس نے دوبارہ فریج کی تلاشی لینا شروع کی اور ڈھونڈ ڈھونڈ کر کچھ سبزیاں نکالیں اور سبزی پلاؤ بنانے کا ارادہ بنا کر کوکنگ شروع کردی۔

وہ دونوں اپنے اپنے کام میں مگن تھے جب کسی نے زور سے دروازہ کھٹکھٹایا۔ اریناعلوی نے کچن سے جھانک کر کایان سعدی کو دیکھا جو اس وقت کالا بنیان اور جینز پہنے اپنے کام نمٹا رہا تھا۔

کایان نے جینز کی پاکٹ میں اڑسی ہوئی گن نکالی اور ارینا کو اندر جانے کا اشارہ کر کے گن ہاتھ میں لیئے دبے قدموں دروازے کی طرف بڑھا۔

ایک جھٹکے سے اس نے دروازہ کھول کر نشانہ لیا ہی تھا کہ سامنے کھڑے حسیب صاحب اسے دیکھ کر مسکرائے۔

"آپ؟" وہ گن جیب میں رکھتا ہوا انہیں اندر آنے کا رستہ دے گیا تھا۔

"کہاں کی تیاری ہے؟" انہوں نے سنجیدگی سے پوچھا۔ ارینا بھی ان کی آواز سن کر کچن سے باہر نکل آئی تھی۔ یہ وہی بزرگ تھے جن سے وہ ان کھنڈرات میں ملی تھی۔

"ہمم۔۔۔" انہوں نے ہنکارہ بھرتے ہوئے ارینا علوی پر نظر ڈالی جو اس وقت کایان سعدی کے کپڑوں میں خاصی اول جلول سی اور انہیں دیکھ کر کنفیوز سی لگ رہی تھی۔

"بھئی تم سے زیادہ تو تمہارے کپڑے ارینا بیٹی پر اچھے لگتے ہیں۔" وہ شگفتگی سے بولے تو ارینا کی شرمندگی تھوڑی سی کم ہوئی تھی۔ کایان سعدی نے ایک گہری نظر اس پر ڈالی تھی جو اس حلیے میں کب سے اس کے سوئے ہوئے احساسات کو جگا رہی تھی۔

"آرام سے۔" حسیب سر نے اس کی نظروں کو بھانپ کر اسے ٹوکا تو اس نے اپنی نظریں ارینا علوی پر سے ہٹائیں۔

"چلو تھوڑی دیر باہر نکل کر بات کرتے ہیں۔" وہ اسے لیئے گھر سے باہر نکل آئے۔

"تو پھر کیا پلان ہے؟" دروازے سے باہر نکل کر انہوں نے سوال کیا۔

"وقت آگیا ہے کہ باشود اداسے سارا حساب کتاب کلئیر کر لیا جائے۔" کایان سعدی نے برفیلے لہجے میں کہا۔

"ارینا علوی کا اس سب سے کیا لنک؟" انہوں نے سوال کیا۔

"اس کی بیٹی کو اغوا کیا گیا ہے اور وہ یہاں میری مدد مانگنے آئی ہے۔" وہ سنجیدگی سے بولا۔

"تو تم۔۔۔؟" حسیب سر نے اسے بغور دیکھتے ہوئے بات شروع کی۔ "تو تم پھر واپس جا رہے ہو اس دنیا میں؟"

"یس!" اس نے یک لفظی جواب دیا۔

"جب تم ان پہاڑوں سے واپس آئے تھے تو تمہاری بہت بری حالت تھی۔ مجھے لگتا تھا کہ تم زندگی سے ہار مان چکے ہو۔ اب پھر سے واپس ادھر جانا؟ تم ایک بار اچھی طرح سے سوچ لو۔" انہوں نے اسے بغور دیکھا جو کافی عرصے سے فیلڈ سے آؤٹ تھا۔

"جب اپنا سسٹم، اپنا ملک، اپنی اسٹیبلشمنٹ ہی اپنے ملک کے وفاداروں کے گلے میں غداری کا پٹہ ڈال دے، وہ جو سر پر کفن باندھ کر بنا نفع نقصان کی پرواہ کیئے دن رات

بھلائے بس اس مٹی کی حفاظت کیئے جائیں انہیں ہی غداری کا سرٹیفیکیٹ دے دیں تو۔۔۔" وہ تلخی سے بولتے بولتے رکا۔

"میں تو مر ہی چکا تھا لیکن آپ نے ایسا ہونے نہیں دیا۔" اس نے جیسے شکوہ کیا۔

"مارخور کبھی ہمت نہیں ہارتا اور زخمی مارخور سے زیادہ خطرناک اس دنیا میں اور کوئی ہو نہیں ہو سکتا۔" ریٹائرڈ جنرل حسیب سر کی آواز میں برسوں کا تجربہ تھا۔

"اگر اس کی بچی مر گئی تو میں خود کو کبھی معاف نہیں کر سکوں گا کیونکہ میں اسے بچا سکتا تھا، بچا سکتا ہوں۔ شاید اس بچی کو بچانے سے ہی میرے اندر اپنے پارٹنر کو نہ بچا سکنے کا دکھ کم ہو جائے، شاید کچھ کفارہ ہی ادا ہو جائے۔" وہ آسمان پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔

"اور اگر تم اسے بچا نہ پائے؟ وہ مر گئی تو؟" انہوں نے تصویر کا دوسرا رخ سفاکی سے اس کے سامنے رکھا۔

"آئی ڈونٹ نو! جو بھی ہو گا دیکھا جائے گا۔" کایان کی آواز دھیمی پڑی۔

"تمہارا ادھر دیر تک رکنا مناسب نہیں ہے۔ وہ حملہ آور دوبارہ واپس آسکتے ہیں۔"

حسیب سر نے دور تک دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہ ہار ماننے والوں میں سے نہیں ہیں۔" کایان سعدی سنجیدگی سے ان کی بات سے

ایگری کر گیا تھا۔

"کیا۔۔۔اسے۔۔۔میرا مطلب ارینا کو پتہ ہے حملہ کیوں ہوا تھا؟" انہوں نے پوچھا۔

"نہیں! اور اس کا جاننا ضروری بھی نہیں ہے۔ اس کے پاس اس کی اپنی پریشانیاں کافی

ہیں۔" وہ اکھڑے ہوئے لہجے میں بولا۔

"کوشش کرو رات ہوتے ہی نکل جاؤ۔ وہ لوگ بہت خطرناک ہیں، جتنی احتیاط برتی

جائے اچھا ہے۔" وہ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولے۔

"آپ فکر مت کریں میں اپنی حفاظت کر سکتا ہوں۔ یہ بتائیں موسیٰ کیسا ہے؟" اس نے انہیں اطمینان دلایا۔

"اس کا خاصا خون بہہ گیا تھا لیکن اب وہ خطرے سے باہر ہے۔ تمہارا پوچھ رہا تھا۔ میں نے کہہ دیا ہے کہ تم مشن پر گئے ہو، بہت خوش ہو رہا تھا۔" وہ نرمی سے بولے۔

"میں واپس آ کر اس سے ملونگا۔" وہ چاروں جانب دیکھتے ہوئے بولا۔

"میں چلتا ہوں۔ تم دونوں بھی جلد سے جلد نکل جاؤ۔" وہ اسے ہدایت کرتے ہوئے وہیں سے پیدل چلتے ہوئے درختوں میں غائب ہو گئے تھے۔

ان کے جانے کے بعد وہ چار سیڑھیاں پھلانگ کر واپس گھر کے اندر داخل ہوا اور دروازے کو لاک کر کے سیدھا کچن میں آیا۔

چولہے بند تھے اور ارینا علوی ادھر نہیں تھی۔ وہ پلٹ کر کمرے میں آیا تو وہ اس کے بیڈ پر تکیہ سینے سے لگائے بیٹھی ہوئی تھی۔ خوبصورت چہرے پر سوچ کی پرچھائیاں پھیلی

ہوئی تھیں۔ سبز آنکھوں میں اداسی نے ڈیرے ڈالے ہوئے تھے۔اس کے قدموں کی چاپ سن کر وہ سیدھی ہوئی۔

"حسیب صاحب چلے گئے؟"

"ہمم۔" وہ سر ہلاتا ہوا الماری کی طرف بڑھا۔

"وہ پریشان کیوں تھے؟" اس نے دوسرا سوال کیا جس پر الماری کی پٹ پر رکھا اس کا ہاتھ رکا، وہ پلٹا۔

"انہیں لگتا ہے وہ حملہ آور دوبارہ واپس آئینگے۔" کایان نے سرسری انداز میں جواب دیا اور پھر الماری کی طرف پلٹ گیا۔

"مجھے نہیں لگتا کہ وہ اتنی جلدی دوبارہ آسکتے ہیں۔" ارینا علوی نے سنجیدگی سے کہا۔

"تو پھر تمہارا قیاس بھی تقریباً میرے جیسا ہی ہے۔" اس نے الماری سے ایک لیدر جیکٹ نکال کر اس کے سامنے رکھی۔

"گیٹ ریڈی یور آنر۔"

"میں بیوقوف نہیں ہوں کایان۔" وہ جیکٹ ہٹاتے ہوئے کھڑی ہوئی۔

"کچھ ہے جو تم مجھ سے چھپا رہے ہو اور میں وہ جاننا چاہتی ہوں، ابھی اسی وقت!" وہ اس کی بات کو نظرانداز کرتا اپنے بیگ کی زپ بند کرنے لگا تھا جب ارینا نے اس کے نزدیک آ کر سختی سے اس کی کلائی کو پکڑ کر اسے روکا۔ ارینا علوی کے ناخن اس کی جلد میں دھنس گئے تھے۔

"مجھے جواب چاہئیے کایان! اگر کچھ ایسا ہے جس سے میری بیٹی کی جان مزید خطرے میں پڑ سکتی ہے تو میں وہ جاننے کا حق رکھتی ہوں۔" اس نے اپنی گرفت اور مضبوط کی۔

"یوں چھپ کر باتیں سننا اچھی عادت نہیں ہے یور آنر!" اس نے شرمندہ کرنا چاہا وہ جان گیا تھا کہ ارینا نے اس کی اور حسب سر کی باتیں سنی ہیں۔

اریناعلوی کی نازک انگلیوں کی گرفت اس کے لئیے کسی چھوٹے سے بچے کی گرفت سے کم نہیں تھی۔ وہ چاہتا تو بڑے آرام سے اپنی کلائی چھڑا کر اسے کمزور ثابت کر سکتا تھا مگر۔۔۔ وہ چاہتا تو۔۔۔

اس نے اپنے بیگ کی زپ بند کر کے دوسرے ہاتھ سے اسے اٹھا کر فرش پر رکھا۔

"ہمیں یہاں سے دس بجے کے آس پاس نکل جانا ہے۔ اس طرح ہم رات گئے ہی اس علاقے سے نکل کر کسی کی بھی نظر میں آئے بغیر صبح ہونے سے پہلے پہلے تمہارے گھر پہنچ جائیں گے۔" وہ پلان بتا رہا تھا۔

"جب تک تم مجھے سب صاف صاف نہیں بتا دیتے میں یہاں سے کہیں نہیں جانے والی۔" وہ ہٹ دھرمی سے بولی۔

"ضدی جج۔ "اس نے سوچا۔ سامنے کھڑی لڑکی اس کی توقع کے عین مطابق ٹھیک ٹھاک ہٹ دھرم اور ضدی تھی۔ اور اس وقت اس کا حلیہ۔۔۔اس نے ایک بار پھر اپنی نظریں ارینا کے سراپے پر سے ہٹائیں۔

"کھانا لگاؤ۔ میں شاور لے کر آتا ہوں۔" وہ نرمی سے اس کا ہاتھ اپنی کلائی پر سے ہٹاتا ہوا واش روم کی طرف بڑھا تو ارینا نے تیزی سے اس کے بنیان کو پیچھے سے پکڑ کر اسے روکا۔

"مجھے سچ بتاؤ کایان! حسیب سر کون ہیں اور وہ اتنے پریشان کیوں تھے؟" اب کایان کے ضبط کی انتہا ہو گئی تھی۔

"اٹس ناٹ یور ڈیم بزنس۔" وہ دھاڑتے ہوئے پلٹا تو ارینا علوی اپنا توازن کھو کر لڑکھڑا گئی۔ اس نے خود کو گرنے سے روکنے کے لیئے کایان سعدی ہی کو کندھوں سے پکڑا تھا۔ نزدیکی غضب کی تھی۔

"ذرا احتیاط سے یور آنر۔۔" وہ ایک گہری اندر تک اتر جانے والی نگاہ اس پر ڈالتے ہوئے بولا تو وہ سنبھل کر اسے چھوڑتی ہوئی پیچھے ہٹی۔ اس کا چہرہ شرم و خفت کے ملے جلے احساسات سے سرخ پڑ گیا تھا۔

"مرد اور عورت کے بیچ تیسرا شیطان ہوتا ہے جو انہیں بہکانے کی کوشش کرتا ہے۔ میں چاہتا ہوں آپ احتیاط کریں۔" اس کی بات ارینا کو مزید شرمندہ کر گئی تھی۔

"آئی ایم سوری!" وہ پیچھے ہٹی۔

"میں بس کچھ سوالات کے جواب جاننا چاہتی ہوں کایان۔" اس بار وہ نرمی سے بولی تو کایان اس کو ضد پر اڑا دیکھ کر زچ ہوا۔

"سنو!" وہ سیدھا اس کی سبز آنکھوں میں جھانک رہا تھا۔

"ہمارے وطن عزیز میں ان مذہب کے لبادوں کی آڑ میں چھپی دہشت گرد تنظیم کو بے نقاب کر کے اس کے کئی افراد کو مارنے کی سزا میں مجھے مجرم قرار کروایا گیا تھا۔ وہی

کیس تمہاری عدالت میں لایا گیا تھا مگر مجھے ایک حادثے کا شکار دکھا کر سیکرٹ سروسز نے بچالیا تھا۔ میں دنیا کے لئیے مر چکا ہوں لیکن ان ملک دشمن عناصر تنظیموں کو میری حقیقت پتہ ہے۔ اور ان کے کئی اہم راز میرے سینے میں دفن ہیں۔ اس لئیے انڈر ورلڈ میں جو بھی دہشت گرد، یا کوئی بھی مجھے جان سے مار کر میرا مرڈر ڈارک ویب پر نشر کریگا اسے دس ملین ڈالر کا انعام دیا جائے گا۔" وہ بات کرتے ہوئے ارینا علوی کا رنگ بدلتا ہوا چہرہ بغور دیکھ رہا تھا۔

"اس لئیے تم نے مجھ پر اٹیک کیا تھا؟ تمہیں لگا تھا کہ میں۔۔۔ میں تمہیں مارنے آئی ہوں؟" وہ شاکڈ تھی۔

"یس!" اس نے سکون سے کہا۔

"تو وہ۔۔۔ وہ لوگ میرے پیچھے نہیں تھے؟ انہیں تمہاری تلاش تھی اور میں۔۔۔" وہ حد درجہ سنجیدہ تھی۔

"میں انہیں اپنے پیچھے لگا کر یہاں تک لے آئی لیکن کیسے ؟ انہیں کیسے پتہ چلا کہ میں ادھر ہی آؤ نگی ؟" وہ سوچ میں ڈوب گئی۔

"یہی تو اہم سوال ہے یور آنر ! اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ محض ایک اتفاق ہو۔" وہ سرسری انداز میں بولا۔

"اتفاق ؟ نہیں ایسے اتفاق نہیں ہوتے۔ یہ تو صاف ظاہر ہے کہ وہ میرا پیچھا کرتے ہوئے ہی ادھر پہنچے ہیں۔" اس نے کایان کی اتفاق کی تھیوری کو رد کیا۔

"چلنے کی تیاری کریں، وقت کم ہے۔" وہ پیچھے ہٹا اور واش روم جانے لگا۔

"سنو !" ارینا کی آواز پر اس کے قدم رکے۔

"میں تمہیں اپنی وجہ سے مزید کسی مصیبت میں نہیں پھنسا سکتی۔ یہ فیئر نہیں ہے۔ ایک جان بچانے کے لئیے دوسری کو قربان کر دینا یہ انصاف نہیں ہے۔ جگہ جگہ دشمن تمہارے لئیے گھات لگائے بیٹھے ہیں۔ اگر تمہیں اس مشن میں کچھ ہو گیا تو میں خود کو

کبھی معاف نہیں کر سکوں گی۔" اس کے الفاظ، اس کے لہجے کی نمی اور چہرے پر سچائی کی مہر۔ اسے سامنے آئینے میں نظر آتی لڑکی پر ٹوٹ کر پیار آیا تھا۔

کسی نے اس کی پرواہ نہیں کی تھی۔ تین سال سے وہ مردہ تھا، کوئی اسے ڈھونڈتا اس کے پاس نہیں آیا تھا۔ اور پہلے بھی تو سب اس سے کام نکلوانے کے لئیے ہی ملتے تھے۔ مگر سامنے کھڑی لڑکی اس کے لئیے پریشان تھی، اپنی بچی کی خاطر بھی اس کی جان خطرے میں ڈالنا نہیں چاہتی تھی۔ وہ واقعی انصاف کرنا جانتی تھی۔

ایک انجانے سے احساس نے پہلی بار کایان سعدی کو اپنی گرفت میں لیا تھا۔ مگر وہ سرعت سے اس احساس کو دبا گیا تھا۔

وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس دنیا میں کوئی بھی اس کی پرواہ کرے، اس کے لئیے پریشان ہو۔ کیونکہ یہ سب اسے کمزور کر سکتا تھا اور مار خور کبھی بھی کمزور ہونا افورڈ نہیں کر سکتا۔

"میرے بارے میں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے جج صاحب۔" وہ سرد لہجے میں بولا۔

"میں اپنی کیئر کرنا جانتا ہوں۔" وہ بات ختم کر کے واش روم میں داخل ہو گیا تھا۔

--------*

دس بجنے میں بارہ منٹ تھے جب وہ اپنا بیگ کندھے پر ڈالے پورے گھر کو اندھیرے میں ڈوبا چھوڑ کر پچھلے دروازے سے باہر نکل چکا تھا۔

نہانے کے بعد اس نے شیو کی تھی جس سے اس کا چہرہ ہی بدل گیا تھا۔ پرانی رنگ اڑی جینز کے ساتھ اس نے خاکی شرٹ پہنی تھی۔ پیروں میں لمبے بوٹس تھے۔

"تمہاری گاڑی کدھر ہے؟" اس نے ارینا سے پوچھا تو اس نے ہاتھ کے اشارے سے درختوں کے جھنڈ کی طرف اشارہ کیا۔

وہ دونوں جب گاڑی کے پاس پہنچے تو وہ اپنے شہید پارٹنر احمر عباس کی گاڑی کو پہچان گیا تھا۔

"یہ تمہیں کس نے دی؟" گاڑی میں بیٹھ کر اس نے ارینا سے چابی لے کر گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے پوچھا تو وہ اسے عائشہ کے بارے میں بتانے لگی۔

"میں تو پہلے اسے پہچانی ہی نہیں تھی۔ جب آخری بار تمہارے ٹرائل پر اسے دیکھا تھا تب میں اور اب میں کافی فرق آگیا ہے عائشہ میں، بہت ڈفرنٹ لگی وہ مجھے۔ پہلے سے زیادہ کمزور مگر خوبصورت۔"

"احمر ہمیشہ سے اس کے لئیے دیوانہ تھا۔ ویسے کیا اس نے دوسری شادی کرلی ہے؟" کایان نے سرسری انداز میں پوچھا۔

"پتہ نہیں! میں نے یہ سوال نہیں پوچھا۔" وہ کنفیوز ہوئی۔

"کیا اس نے تمہیں بتایا کہ وہ احمر کی موت کا ذمہ دار مجھے سمجھتی ہے؟" اس کے سوال پر

ارینا علوی نے چونک کر اسے دیکھا۔

"نہیں! لیکن کیا وہ واقعی ایسا سمجھتی ہے؟"

"ہو سکتا ہے وقت کے ساتھ وہ اس فیز سے نکل آئی ہو۔ مگر اس حادثے کے بعد جب وہ

مجھ سے ملنے ہاسپٹل آئی تھی تو اس نے اس سب کا ذمہ دار مجھے ٹھہرایا تھا۔ اسے لگتا تھا

کہ احمر نے میری موت کو گلے لگایا تھا۔ وہ جال میرے لیئے تھا۔ مرنا مجھے چاہیئے تھا

مگر۔۔۔" ارینا علوی کے پاس اس وقت کوئی الفاظ نہیں تھے۔ وہ خاموش ہو گئی تھی۔

کایان سعدی کے الفاظ، اس کا انداز۔۔۔ وہ کہیں سے بھی عائشہ سے ناراض نہیں تھا۔

بس ایک ان کہا، ان سنا سادکھ تھا جو اس کے لہجے میں بول رہا تھا۔

------*

گاڑی میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ وہ چوکنا سا چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہ کوئی ان کا تعاقب تو نہیں کر رہا احتیاط سے گاڑی چلا رہا تھا۔ گن اس کی گود میں رکھی ہوئی تھی۔

ارینا علوی کے اندر کی اٹارنی اس وقت جاگی ہوئی تھی۔ اس کا ذہن اس وقت کایان سعدی کو لے کر تانے بانے بن رہا تھا۔

وہ دونوں واپس جا رہے تھے۔ اسے کسی بھی طرح باشو دادا کے کیس کی ہئیرنگ کو آگے بڑھانا تھا تاکہ کایان کو پریسا کو ڈھونڈنے کے لئیے وقت مل جاتا۔ مگر کیسے؟ اس نے پہلو بدل کر کایان کو دیکھا۔

"تمہارا پلان کیا ہے؟" وہ گاڑی میں چھائے سناٹے کو توڑتی ہوئی بولی۔

"میرا مطلب۔۔۔ تم پہلے کیا کرنے والے ہو؟" سائیڈ روڈ پر سے ایک گلہری اچانک سے گاڑی کے سامنے آ گئی تھی۔ کایان نے تیزی سے بریک لگا کر اس کو پہیوں میں

آنے سے بچایا۔ گاڑی نے ایک زوردار ہچکولا کھایا تھا۔ ارینا نے بمشکل اپنا سر سامنے

ڈیش بورڈ سے ٹکرانے سے بچایا۔

"کیا پوچھ رہی تم؟ میں سب سے پہلے کیا کرونگا؟ تو یور آنز! سب سے پہلے میں تمہارے

گھر میں ایک الگ تھلگ سے کمرے میں شفٹ ہونگا، اتنی بڑی جج ہو ایک ایکسڑا کمرہ تو

ہوگا تمہارے گھر میں؟" وہ سنجیدہ تھا۔

"واٹ؟" وہ چونکی۔

"تم ایسے کیسے میرے گھر میں شفٹ ہو سکتے ہو؟ نہیں یہ مناسب نہیں ہے۔" وہ ٹھیک

ٹھاک پریشان ہوئی تھی۔ وہ ایک اچھے علاقے میں رہتی تھی۔ آس پاس پڑوس والے

اس کی بے پناہ عزت کرتے تھے۔ وہ ایسے کیسے کسی غیر مرد کو اپنے گھر میں رکھ سکتی

تھی۔ اور اگر باشو دادا اور اس کے چیلوں کو کایان سعدی کی اس کے گھر میں موجودگی کا

پتہ چل گیا تو؟

کایان کی عقاب کی سی نگاہیں اندھیرے میں بھی ارینا علوی کے چہرے کے اتار چڑھاؤ کو بڑی آسانی سے پڑھ رہی تھیں۔ وہ اڑتی چڑیا کے پر گننے والوں میں سے تھا، ایک کائیاں چالاک مار خور۔

"کیا تم اپنے گھر میں میری موجودگی سے خوفزدہ ہو؟" اس نے ابرو اچکا کر برفیلے لہجے میں پوچھا۔

"نہیں میں صرف پریسا کے۔۔۔" وہ چپ ہو گئی۔ وہ مر کر بھی اپنی بیٹی کے لیئے مرنے کا لفظ استعمال نہیں کر سکتی تھی۔

"مجھے ڈر ہے کہ میری وجہ سے تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچے۔" وہ رکی۔

"مجھے ڈر ہے میری وجہ سے گھر پر حملہ نا ہو، اور آس پاس کے بے قصور معصوم لوگوں کی جان نہ جائے جیسے۔۔۔" ارینا کی آواز حلق میں پھنسنے لگی تھی۔

"جیسے آج دوپہر میں ہوا۔ وہ بچہ موسیٰ زخمی ہو گیا اور تم میری وجہ سے دشمنوں کی نظر میں آگئے۔" اس نے آنسو پیتے ہوئے بات مکمل کی تھی۔

"مجھے وائلنس اور وائلنس پھیلانے والوں سے نفرت ہے، شدید نفرت یور آنر! اور تم چاہو بھی تو اب مجھے روک نہیں سکو گی۔ اس لیئے اب سے میں اس کیس کو کمانڈ کرونگا اور تم۔۔۔۔" اس نے ارینا علوی کی سبز نم آنکھوں میں جھانکا۔

"تم صرف مجھے فالو کرو گی۔ انڈر اسٹینڈ؟" وہ اسے ششدر کر گیا تھا۔

------------*

"ہو سکتا ہے تم مجھے بزدل سمجھ رہے ہو۔ مگر یہ جو اتنا خون خرابہ ہوا ہے وہ سب بہت خوفناک تھا۔" ارینا علوی نے جھرجھری لی۔اس کی نگاہوں میں موسیٰ کا خون میں لت پت وجود آ گیا تھا۔ پھر اس کاٹیج میں فرش پر بہتا ہوا خون۔۔۔

"نہیں میں تمہیں بزدل نہیں سمجھتا۔اور یہ سب واقعی بہت خطرناک، بہت خوفناک ہے۔ تمہیں اچھا لگے یا نہ لگے مگر یہ دہشت گرد لوگ ہیں۔ان کے کوئی رولز، کوئی اصول نہیں ہوتے۔یہ صرف خون بہانا جانتے ہیں اور بندوق کی زبان ہی سمجھتے ہیں۔" وہ سختی سے بولتا بولتا رکا۔

"میں تمہیں کوئی جھوٹی تسلی یا دلاسا نہیں دونگا۔وہ لوگ میرے پیچھے ہیں، مجھے ہی بل سے نکالنے کے لئیے انہوں نے تمہیں ٹارگٹ کر کے استعمال کیا ہے۔اور وہ میرے پیچھے تمہارے، ایک ڈسٹرک جج کے گھر میں بھی بڑی آسانی سے گھس سکتے ہیں۔ مگر وہ ابھی ایسا نہیں کرینگے کہ ان کے سرغنہ باشو دادا کی رہائی کے لئیے انہیں تمہیں زندہ رکھنا ہے۔" کایان سعدی نے سفاکی سے اسے حقیقت کا آئینہ دکھایا۔

کایان کی بات میں وزن تھا، وہ یہ جانتی بھی تھی اور سمجھتی بھی تھی۔ مگر اس کی بیٹی

۔۔۔۔۔۔وہ اب اس قدر تھک چکی تھی کہ اس کا ذہن ماؤف ہو کر رہ گیا تھا۔

"اوکے! وہ مجھے زندہ رکھنا چاہتا ہے، کیوں! میں یہ بات اچھی طرح سے سمجھ سکتی

ہوں۔ مگر تمہیں مارنے سے اسے کس نے روکا ہوا ہے؟ وہ وجہ کیا ہے؟ جو وہ تمہیں

یہاں گھس کر نہیں مار سکتا؟" ارینا نے پر سوچ انداز میں اسے دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

"تم! تم ہو وہ وجہ۔" کایان نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"میں؟" ارینا علوی نے اسے گھورا۔

"میری وجہ سے تم بچے ہوئے ہو؟ واٹ آ جوک!" وہ ہنسی کہ وہ تو خود اپنی بچی کی بازیابی

کے لیئے کایان سعدی کی مدد کی محتاج تھی۔

"میں تمہیں آسان زبان میں سمجھاتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ اسے یقین ہو جائے کہ تمہیں اس کے کنٹرول میں رکھنے کے لیئے میرا زندہ رہنا بہت ضروری ہے۔" اس کے چہرے پر ایک عجیب سی سرد سی مسکراہٹ تھی۔

"اب اسے یہ یقین کیسے دلانا ہے یہ ایک پرابلم ہے۔ میرے پاس کچھ آئیڈیاز ہیں، مگر میں پہلے ان پر اچھی طرح سے غور و فکر کر لوں پھر تم سے شئیر کرونگا۔" بات کرتے ہوئے اس نے اپنی نگاہیں ارینا سے ہٹا کر فرنٹ مرر نیچے کیا اور اپنے چہرے کو بغور دیکھنے لگا۔

"شاید مجھے اس وقت جب حکومت نے نیا چہرہ اور نئی آئیڈنٹٹی کی آفر کی تھی وہ قبول کر لینی چاہیئے تھی۔ مگر اس وقت میں نے انکار کر دیا تھا اور اب۔۔۔ اب بہت دیر ہو چکی ہے۔" وہ بڑبڑایا۔

اس کی بات سن کر ارینا نے کایان سعدی کو نئے چہرے کے ساتھ سوچنے کی کوشش کی مگر اسے احساس ہوا کہ یہ کھڑوس سخت آدمی اپنے اسی چہرے اور ڈیشنگ لک کے ساتھ اچھا لگتا ہے۔ کوئی نیا چہرہ اس کی پرسنیلٹی کو میچ نہیں کر سکے گا۔ اس کے شارپ فیچرز اس کے کردار کی مضبوطی کو، اس کی طاقت کو ظاہر کرتے تھے۔ اس کے فیچرز اور خدوخال سے تو وہ ٹرائل کے دنوں میں بھی کافی متاثر ہوئی تھی۔

"تو ہمیں اس کے لیئے کیا کرنا ہو گا؟" اپنے خیالات کو جھٹکتے ہوئے ارینا نے سوال کیا۔

"ہمیں اس سے ایک قدم آگے رہنا ہو گا۔ وہ کیا سوچ رہا ہے، اس کا اگلا قدم کیا ہو گا، یہ ہمیں پتہ ہونا چاہئیے۔ اور ہم کیا کرنے والے ہیں اس بارے میں اسے اتنا کنفیوز ہونا چاہئیے کہ وہ سوچ بھی نا سکے۔" کایان نے گاڑی کی اسپیڈ تیز کر دی تھی۔

"ایک بات تو اس میٹر میں گارنٹی سے ہمارے فیور میں جا رہی ہے۔" کایان سرسری انداز میں بولا۔

"کیا؟" ارینا نے حیرت سے اسے دیکھا کہ اس کی دانست میں تو ابھی تک وہ صرف اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مار رہے تھے۔

"میر اکم بیک یہ اسے ہلا کر رکھ دے گا۔اور وہ کوئی غلطی ضرور کریگا۔" اس نے ارینا کو بغور دیکھا۔

"وہ اس وقت تک کچھ بھی نہیں کریگا جب تک اسے یہ پتہ نا چل جائے کہ واٹ دا ہیل آئی ایم ڈوئنگ ان یور ہاؤس۔" کایان کی بات سن کر ارینا نے ایک گہری سانس لی۔

"اگر ایسا ہے تو پھر تمہارے گھر میں اس کے آدمیوں نے پہلے گن فائر کیا تھا یا تم نے؟ میں جاننا چاہتی ہوں۔" اس نے سنجیدگی سے پوچھا

"کیوں؟" کایان سعدی کا انداز کوڑے مارنے جیسا تھا۔

"کیونکہ۔۔۔" وہ جھجکی۔

"اب جب میں تمہارے ساتھ کچھ وقت گزار چکی ہوں تو اتنا تو مجھے بھی اندازہ ہو گیا ہے کہ تم وہ نہیں ہو جو نظر آتے ہو۔ ویسے تو ہر گز بھی نہیں جیسا میں نے تمہیں سوچا تھا، جیسے تم ماضی میں تھے۔" وہ صاف گوئی سے بولی۔

"اور میں یہ بھی جاننا چاہتی ہوں کہ کیا میں تمہارے بارے میں رائٹ سوچ رہی ہوں یا نہیں۔"

"میں کیا تھا ماضی میں یور آنر؟" اس نے ابرو اچکا کر پوچھا۔

"ایک سخت، احساس سے عاری، سفاک آدمی جو اپنے ادارے کو جو اسے تنخواہ دیتا تھا، اس کے اصولوں کو یہاں تک کہ اپنے باس کے خلاف جا کر ان منشیات فروش، ڈرگ ڈیلرز کے خلاف اکیلا جنگ کر رہا تھا۔" وہ صاف صاف بات کر رہی تھی جسے سن کر کایان نے اپنے تاثرات چھپائے تھے۔

"اور اب مجھے کیا سمجھتی ہو؟" وہ احساسات سے عاری سپاٹ لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

"اب۔۔۔ تم کم سے کم احساسات سے عاری تو نہیں ہو۔ میں نے تمہارا رویہ، تمہاری کیئر اس بچے کے ساتھ نوٹ کی تھی۔"

"تو؟" کایان نے اسے گھورا۔ "میں بھی انسان ہوں، میرے پاس بھی فیلنگز ہیں، مگر میں دوسرے جذبات کی نسبت زیادہ تر نفرت کرنا جانتا ہوں۔" اس نے سختی سے اپنے جبڑے بھینچ کر خود کو کچھ غلط کہنے سے روکا۔

"کیا تم کسی نہتے آدمی کو قتل کر سکتے ہو؟" ارینا علوی نے سوال کیا۔

"باشو دادا کو خون بہانا پسند ہے۔ اس نے میرے نہتے پارٹنر کو سینے میں گولیاں ماری تھیں۔ اس کے بعد اس نے قہقہے لگاتے ہوئے اپنی گن کا رخ میری طرف کیا تھا۔ تمہیں کیا لگتا ہے لوگوں کو مارنا اسے پسند ہے؟" اس نے بات کرتے کرتے سوال کیا ۔ پھر بنا اسے بولنے کا موقع دیئے خود بولنا شروع ہو گیا۔

"نہیں یور آنر! اسے مزہ آتا ہے قتل کرنے میں۔ یہ اس کا نشہ ہے۔" وہ رکا، پھر خود کو کمپوز کیا۔

"احمر نے میرے ہاتھوں میں دم توڑا تھا۔ اس کا خون بہت زیادہ بہہ چکا تھا۔ میں نے بہت کوشش کی تھی مگر ادھر ایسا کچھ بھی نہیں تھا جس سے میں اس کا بہتا ہوا خون روک پاتا۔ وہ ایک بہادر جانباز مارخور تھا جو اس سڑی گلی دنیا کو بچانے کی خاطر اپنی جان قربان کر گیا۔ باشوداد نامی گندگی سے اس ملک کو پاک کرنا بہت ضروری ہے اور اس کے لئیے اسے قتل کرنا ضروری ہے۔ پھر چاہے وہ نہتا ہو یا اسلحہ کے ساتھ، کیا فرق پڑتا ہے؟" وہ بات کر رہا تھا اور ارینا علوی اس کی آنکھوں سے جھلکتے غم کو بخوبی محسوس کر رہی تھی۔

"مگر میں اس باسٹرڈ کو مجھے مارنے کا ایک چانس ضرور دونگا۔ اس کے بعد پھر اس کا جو حشر میں کرونگا اس سے مجھے کوئی نہیں روک سکتا، تمہارا قانون بھی نہیں۔ اور یور آنر!" وہ اس کی سمت جھکا۔

"یہی میرا انصاف ہے۔" وہ تلخی سے بولا تھا۔ ایک آگ سی تھی اس کے لہجے میں۔

رات کے اس پہر گاڑی میں ہیٹنگ آن ہونے کے باوجود اس کی رگ رگ میں کایان سعدی کی بات سن کر سرد لہر دوڑ گئی تھی۔

"دیکھو۔۔۔" ارینا نے سوچ سمجھ کر الفاظ ترتیب دیئے۔

"میں تم سے سچ کہونگی۔ میں چاہتی ہوں تم صرف اور صرف پریسا کو تلاش کرو مگر۔۔۔"

"مگر کیا؟" وہ ترش لہجے میں اس کی بات کاٹ گیا۔

"میں تشدد نہیں چاہتی۔ میرا مطلب! میں جانتی ہوں تمہیں خود کو ڈیفنڈ کرنا ہوگا، اس کے لئیے لڑنا بھی ہوگا، مگر میں نہیں چاہتی کہ اس سب میں خون خرابہ ہو، کوئی مر جائے۔" اس کی آواز آخر میں مدھم ہوگئی تھی۔

کایان کے ماتھے کی رگیں اس کی بات سن کر تن سی گئی تھیں۔آنکھوں میں سرخی اتر آئی تھی۔

"جج! اپنے یہ عظیم آئیڈیاز مجھ پر تھوپنے کی کوشش مت کرنا۔میرے ہاتھ کسی مجبوری سے بندھے ہوئے نہیں ہیں۔میں کسی کے اشاروں پر چلنے والا نہیں ہوں۔نہ تمہارے، نہ کسی اور کے۔" وہ غرایا۔ "میں اپنی مرضی کا مالک ہوں۔مجھ سے جو ہو سکا وہ میں کرونگا تمہاری بیٹی کو واپس لانے کے لئیے، مگر اپنے طریقے سے۔منظور ہے تو ہاں کرو ورنہ۔۔۔" اس نے شرارے اگلتی نگاہوں سے ارینا علوی کو دیکھا اور تیزی سے بریک مارتے ہوئے گاڑی بیچ سڑک میں روک کر اسٹیئرنگ وہیل پر انگلیوں سے ٹک ٹک کرنے لگا۔

"مجھے ابھی اسی وقت تمہارا جواب چاہئیے۔اگر مجھ سے کام لینا ہے تو مجھے فری ہینڈ دینا ہو گا۔تم میرے کام میں مداخلت نہیں کرو گی۔مجھے تمہارا مکمل بھروسہ چاہئیے یور آنر! تمہیں مجھ پر ٹرسٹ کرنا ہو گا۔میری اپنی زندگی رسک پر ہے اور یہ رسک صرف تمہارا

مجھ پر بھروسہ کرنا ہی کم کریگا۔" وہ دوٹوک انداز میں بولتے ہوئے اس کی ساری راہیں بند کر گیا تھا۔

پر وہ کسی ایسے شخص پر کیسے بھروسہ کر سکتی تھی جو بہت سفاکی سے اپنی راہ میں آنے والوں کو جان سے مارنے کی باتیں کر رہا تھا۔ مگر اس کی بیٹی کو اغوا ہوئے چوبیس گھنٹے ہو چکے تھے۔ کسی ادارے نے اس کی مدد نہیں کی تھی۔ الٹا اس سر پھرے کے پاس بھیج دیا تھا۔

قانون اس کی نظر میں سب سے بڑھ کر تھا۔ یوں قانون کو ہاتھ میں لے کر مجرموں کو موت کی گھاٹ اتار دینا غلط تھا۔ وہ جانتی تھی کہ اکثر پولیس، رینجرز انکاؤنٹر میں یہ سب کیا جاتا تھا۔ لیکن وہ سب قانون کی نظر سے اوجھل رکھا جاتا تھا۔ بس انکاؤنٹر اور فائل کلوز! اور یہاں تو وہ ایک جج کے سامنے مرنے مارنے کی، قانون ہاتھ میں لینے کی بات کر رہا تھا۔ مگر اس وقت اسے صرف اتنا سمجھ آ رہا تھا کہ اسے پریسا کو بچانا تھا اور یہ واحد شخص تھا جس نے اس سے پریسا کو زندہ سلامت واپس لانے کا وعدہ کیا تھا۔

"میں تمہارے جواب کا انتظار کر رہا ہوں بج!" وہ اسے سوچوں میں ڈوبا دیکھ کر

سرد مہری سے بولا۔

"کیا تم میرے طریقہ سے کام کرنے کو ایگری کرتی ہو؟ یا میں ابھی گاڑی سے اتر

جاؤں؟ پھر تم اپنے راستے اور میں اپنے راستے۔"

"میرے پاس تم پر ٹرسٹ کرنے کے علاوہ اور کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔" وہ کچھ

وقفے کی خاموشی کے بعد مدھم لہجے میں بولی۔

گاڑی کے سناٹے میں ارینا علوی کے زور زور سے دھڑکتے دل کی دھڑکنوں کی دھمک

صاف سنائی دے رہی تھی۔ وہ یک ٹک اس کی سبز آنکھوں میں آنکھیں ڈالے ہوئے

تھا جیسے اسے پڑھ رہا ہو۔

"ابھی کے لئیے اتنا ہی کافی ہے۔" کایان نے گاڑی دوبارہ اسٹارٹ کی۔

وہ آہستگی سے سیٹ سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی تھی۔اب جو ہونا تھا اسے نہ وہ کنٹرول کر سکتی تھی نہ روک سکتی تھی۔بس منزل پر پہنچنے کا انتظار تھا۔

اسے آج بھی یاد تھا ایک دن ہیئرنگ کے بعد وہ عدالت سے نکل کر پارکنگ لاٹ میں جا رہی تھی جہاں کایان سعدی پولیس کے نرغے میں کھڑا تھا۔اس دن کمرہ عدالت میں اس نے کایان کو کھری سنائی تھیں۔

وہ اس پر ایک اچٹتی ہوئی سی نظر ڈال کر آگے بڑھی تھی جب اس کا پیر مڑا۔اس کی پریگنینسی کا ساتواں مہینہ تھا۔اس سے پہلے کہ وہ زمین پر گرتی کایان نے بجلی کے تیزی سے آگے بڑھ کر اسے سنبھالا تھا۔اس کا لمس دوستانہ تھا۔

وہ ظالم اور سخت گیر ضرور تھا لیکن اتنا ہی مہربان بھی تھا۔رات بھیگ رہی تھی۔وہ تھکی ہوئی تھی،بہت زیادہ تھکی ہوئی۔اسے جاگتے ہوئے چوبیس گھنٹے سے اوپر ہو چکے تھے۔

اب اس کی آنکھیں بوجھل ہونے لگی تھیں اور نیند تو سولی پر بھی آجاتی ہے۔ وہ دھیرے سے آنکھیں موند گئی۔

----------*

ایک بڑا سا گڑھا تھا گدلے پانی سے بھرا ہوا۔ اس کے پیچھے عجیب و غریب حلیے والے بھوکے بڑے بڑے خونخوار دانت باہر کو ابھرے ہوئے مونسٹر پڑے ہوئے تھے۔ وہ ان سے بچتی بچاتی اپنی جان بچانے کو دوڑ رہی تھی جب اس کا پیر پھسلا اور وہ اس گڑھے میں گرتی چلی گئی۔ وہ درندے اس کا شکار کرنا چاہتے تھے۔ وہ گڑھے کے نزدیک آکر اپنے چوڑے سینے پر ہاتھ مارتے ہوئے خوشی سے چلا رہے تھے کہ ان کا شکار پھنس گیا تھا۔ قریب تھا کہ وہ نیزہ گڑھے میں ڈال کر اس کے آر پار کر کے اسے اوپر کھینچ لیتے کہ

ایک سنہری تلوار ہاتھ میں لیئے دراز قد ورزشی جسامت والا آدمی ان کے سامنے آیا۔وہ کسی ماہر سپہ سالار کی طرح تلوار لہرا رہا تھا۔ارینا کے لیئے یہ طے کرنا مشکل ہو گیا تھا کہ وہ اس کو مارنا چاہتا یا ان درندوں کو۔

"یور آنر!"

"جج!"

"ارینا علوی!"کوئی اسے آوازیں لگا رہا تھا۔

اس نے بڑی مشکل سے اپنی سبز آنکھیں کھولیں۔

"اٹھو!ہم گھر آ گئے ہیں۔"وہ نرمی سے بولا تو وہ دوبارہ آنکھیں موند گئی۔

"جلدی کرو ہم زیادہ دیر باہر رہنے کا رسک نہیں لے سکتے۔"

"وقت کیا ہوا ہے؟"ارینا نے بمشکل آنکھیں کھولیں۔

"صبح کے چھ بجنے والے ہیں۔"وہ تحمل سے بولا۔

"یہ تکیہ بہت سخت ہے، اٹ ہرٹس! میری گردن اکڑ گئی ہے۔" اس نے بند آنکھوں سے شکوہ کیا تو کایان نے اسے گھورا۔

"جج تم اٹھ رہی ہو یا؟؟" جملہ جان کر ادھورا چھوڑا۔

"اٹھتی ہوں۔" اس نے آنکھیں کھولیں تو نظریں کسی کی ٹانگوں سے ہوتی ہوئیں لانگ فوجی بوٹس تک اور پھر گاڑی کے بریک پر گئیں۔ یعنی وہ ابھی تک گاڑی میں تھی اور کایان سعدی کے زانوں پر نہ جانے کب سے سر رکھے سو رہی تھی۔

"اف!" وہ شرمندگی سے تیزی سے دوبارہ آنکھیں میچ گئی۔ خفت سے اس کے رخسار سرخ پڑ گئے تھے۔ شاید نیند میں سوتے ہوئے وہ لڑھک کر اس پر گری تھی اور اب! اب اس کا سامنا کرنا اسے بہت مشکل لگ رہا تھا۔

"میں جانتا ہوں کہ تم جاگ گئی ہو۔ اب جلدی سے سیدھی ہو کر بیٹھو ورنہ کچھ دیر بعد ہم دونوں ہی پچھتا رہے ہونگے۔ دشمن ہماری تاک میں ہے۔" کایان کی بھاری گھمبیر

آواز ابھری تو وہ ایک جھٹکے سے سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔اس کے رخسار سیب سے سرخ ہو رہے تھے۔ وہ اس سے نظریں چرا رہی تھی۔

"میں شاید سوگئی تھی۔" وہ شرمندگی سے بولی۔

"یس! پانچ گھنٹے پہلے تم سوگئی تھی۔" اس کا لہجہ خشک تھا۔یعنی پانچ گھنٹوں سے وہ اس کے زانوں پر سوئی ہوئی تھی۔ وہ اور شرمندہ ہوئی۔

وہ اس کی جانب دیکھنے سے کترا رہی تھی اسی لیئے گاڑی کی کھڑکی سے باہر جھانکنے لگی جہاں سورج نکل رہا تھا۔ دن کا اجالا پھیل چکا تھا۔اس نے کھڑکی کھولی تو تازہ ٹھنڈی ہوا کا جھونکا اس کے چہرے سے ٹکرایا۔وہ اس وقت اس کے گھر کے آگے مین ڈور کے پاس تھے۔ گاڑی رکی ہوئی تھی۔ ارینا علوی نے حیرت سے اپنے گھر کو دیکھا۔

"تمہیں کیسے پتہ میں کہاں رہتی ہوں؟ تم نے مجھ سے میرا ایڈرجس تو پوچھا ہی نہیں تھا تو۔۔۔۔" کیا وہ پہلے سے اس کی رہائش جانتا تھا؟ ایک سوچ سی ابھری۔

"میں نے تمہارے پرس میں سے تمہارا لائسنس نکال کر ایڈریس پتہ کیا تھا۔" کایان کے کہتے ہی اس نے جلدی سے پچھلی سیٹ پر رکھے اپنے پرس پر نظر ڈالی جو کھلا پڑا تھا اور اس کا سارا سامان سیٹ پر بکھرا ہوا تھا جس میں اس کے پرسنل استعمال کی چیزیں بھی شامل تھیں۔

"ویری جینئیس!" وہ بڑبڑاتی ہوئی مڑی اور جلدی جلدی سارا سامان واپس اپنے بڑے سے بیگ نما پرس میں ڈالنے لگی۔

"آئی ڈونٹ تھنک کہ تم جیسی لڑکی کو اتنے سارے سامان کی ضرورت ہے۔ اس سب کا وزن کم سے کم بھی چھ کلو تو ہو گا۔" کایان نے سرسری انداز میں اس کی بوکھلاہٹ کو نوٹ کرتے ہوئے کہا اور گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ اب وہ چوکنے انداز میں چاروں طرف کا جائزہ لے رہا تھا۔

"کیا ہمیں فالو کیا گیا ہے؟" اس کا انداز دیکھ کر ارینا پریشان ہوئی اور تیزی سے گاڑی

سے اتری لیکن اکھڑے ہوئے سیمنٹ پر پیر رکھتے ہی لڑکھڑا گئی۔

"سنبھل کر۔" کایان سعدی نے اسے سہارا دیتے ہوئے ٹوکا اور سیدھا کھڑا کیا۔

"جلدی سے گھر کا دروازہ کھولو۔" وہ تیزی سے بولتا ہوا اس کے پیچھے کھڑا ہو گیا جیسے

اسے سب کی نگاہوں سے محفوظ رکھنا چاہتا ہو۔

ارینا نے بیگ میں سے چابی نکال کر دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو کر سرخ اینٹوں سے بنی

راہداری میں کھڑی ہو گئی۔ دروازہ کھلا تھا۔ کایان گاڑی اندر لا رہا تھا جب سامنے والی

مسز سلیم اپنے گھر کا دروازہ کھولتی ہوئی ان کے گھر کی طرف آئیں۔ کایان کی عقاب

نگاہیں انہیں آتا دیکھ چکی تھیں۔ دروازہ بند کرنے کا وقت نہیں تھا۔ وہ تیزی سے گاڑی

پارک کر کے اترا اور سائیڈ پر کھڑی ارینا کو کوئی بھی موقع دیئے بغیر اسے اپنے مضبوط

بازوؤں کی گرفت میں جکڑتے ہوئے ایک ہاتھ سے اس کے جوڑے کو کھولتا ہوا اس کے بالوں میں منہ چھپا گیا۔

"کیا بدتمیزی ہے؟" وہ بدکی۔

"چپ چاپ خاموش کھڑی رہو۔ میں نہیں چاہتا میرا چہرہ تمہارے پڑوسی دیکھیں۔ کم سے کم ابھی تو ہرگز نہیں۔" وہ دھیمے لہجے میں غرایا۔ اس کی گرم سانسیں ارینا کے کان کی لو کو چھو رہی تھیں۔

"اور جو میرا امیج خراب ہوگا اس کا کیا؟ مت بھولو میں ایک بیوہ عورت ہوں۔" اس نے تپتے ہوئے کہا۔

وہ انتہائی نرمی سے اسے اپنی گرفت میں لیئے کھڑا تھا۔ ارینا کے سنہری آمیزش والے بالوں کی نرمی، ملائمت اور مسحور کن خوشبو اسے اچھی طرح سے محسوس ہو رہی تھی۔

دوسری طرف وہ بلا کا سرخ چہرہ لیے شرمندگی سے اپنا چہرہ اس کے کندھے میں چھپا گئی تھی۔

"ریلیکس! وہ عورت چلی گئی ہے۔" کچھ قیامت خیز لمحوں کے بعد کایان سعدی نے اس کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے اسے نرمی سے خود سے الگ کیا اور تیزی سے آگے بڑھ کر دروازہ لاک کیا۔ پھر گاڑی سے اپنا بیگ نکالا۔

"اندر چلو۔" وہ گھر کا مین ڈور لاک کر کے ساکت کھڑی ارینا کے پاس آیا۔

"اوہ ہاں!" وہ چونکی اور اسے ساتھ لئیے گھر کے اندر داخل ہو گئی۔

"سنو!" کایان جو شاید ابھی تک ان خوش کن لمحوں میں قید تھا جو بن مانگے اسے ملے تھے ،اس نے اپنا بیگ اس عالیشان لیونگ روم کے فرش پر رکھا اور اس کے نزدیک آیا۔

"تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔میں ہوں نا! سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

اس نے ارینا علوی کی سبز آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر تسلی دی۔

"وہ مجھے تمہارے ساتھ دیکھ گئی ہیں۔اب سب جگہ میری عزت اچھالی جائے گئ۔ایک بیوہ جج اپنے آشنا کے ساتھ۔۔۔"وہ نم آنکھوں اور لہجے میں بے پناہ اذیت بھرے اپنا ہی مذاق اڑا رہی تھی۔

"شش!"کایان نے اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھی۔دونوں کی آنکھیں ایک دوسرے سے الجھی ہوئی تھیں۔قربت ایک بار پھر غضب کی تھی۔

"کوئی کچھ نہیں کہے گا۔"وہ بات کر رہا تھا جب اندرونی کمرے کا دروازہ بند ہونے کی آواز سنائی دی۔

"گھر میں کوئی ہے۔"ارینا علوی خوف سے سرد پڑ گئی تھی۔

"تم ایک منٹ یہیں رکو، ہلنا مت! میں دیکھتا ہوں۔"وہ اسے چھوڑتا ہوا پلٹا۔

"نہیں کایان! مت جاؤ۔" ارینا نے اس کی پیچھے سے شرٹ پکڑ کر اسے روکا تو اس نے ابرو اچکاتے ہوئے حیرت سے اسے دیکھا۔

"کیا پتہ ان کے پاس ہتھیار ہوں۔" ارینا نے وضاحت دی۔

"بس دو منٹ دو مجھے۔" ارینا نے اپنا خدشہ بیان کیا تھا پر وہ سکون سے اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھتا ہوا سرگوشی میں بولا تھا اور پھر آہستگی سے پیچھے ہوا۔

"تمہارے گھر کی چابیاں کدھر ہیں؟" کایان سعدی کے سوال پر ارینا چونکی۔

"چابی؟" اس کا دماغ اس سچویشن پر پہلے ہی ماؤف ہو چکا تھا اسی لئیے وہ غائب دماغی سے اسے دیکھے گئی۔

کایان سعدی نے تاسف سے اسے دیکھا اور ارد گرد نظریں دوڑاتے ہوئے قالین پر گری اس کی چابیوں کا گچھا اٹھایا اور لابی کی جانب بڑھا جہاں سے دروازہ بند ہونے کی آواز سنائی دی تھی۔

یہ ایک پرانی طرز کا گھر تھا۔ لابی کا دروازہ کھولیں تو اندر بیڈ رومز کا سلسلہ شروع ہوتا تھا۔ جو کوئی بھی اندر چھپا تھا وہ کسی بھی کمرے میں ہو سکتا تھا۔

دوسری چابی لگتے ہی دروازہ کھل چکا تھا۔ اس نے اندر کی طرف آہستگی سے دروازہ تھوڑا سا کھولا اور اس کی جھری سے اندر دیکھا۔ بظاہر تو لابی خالی تھی اور اندر کی باسی ہوا سے اندازہ ہو رہا تھا کہ یہ لابی کم سے کم بھی اڑتالیس گھنٹے سے لاک تھی۔ احتیاط سے حرکت کرتے ہوئے اس نے اپنا بیگ جوتے سے پش کرتے ہوئے پہلے لابی کے اندر دھکیلا اور خود پیچھے ہو کر کھڑا ہو گیا۔

اریناآہستگی سے چلتی ہوئی اس کے نزدیک آئی اور ایک نظر اسے دیکھتی ہوئی لابی کے اندر داخل ہونے لگی تھی کہ کایان سعدی کے مضبوط توانا بازو نے اس کا راستہ روکا۔

"پیچھے جاؤاور دیوار کے ساتھ پشت لگا کر کھڑی ہو جاؤ۔جب تک میں نہ کہوں اس وقت تک کوئی حرکت مت کرنا۔"اس نے سختی سے ارینا کو سر گوشی میں ہدایت دی اور پھر اپنی پاکٹ سے گن نکال کر اس کا میگزین چیک کرنے کے بعد سائیڈ کی دیوار سے لگی ارینا کو دیکھا۔

"باہر گاڑی میں، میں نے ایک ایکسٹرا چابی لگی چھوڑدی تھی۔اگر یہاں کچھ ہوتا ہے تو تم تیزی سے یہاں سے نکلو گی، تیزی مطلب فاسٹ!اوکے؟"اس نے ارینا کو گھورا جس نے بمشکل اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"کوئی بھی تمہارے راستے میں آئے تمہیں رکنا نہیں ہے۔ بس جتنی جلدی ہو سکے یہاں سے نکل جانا۔" وہ سنجیدگی سے اسے ہدایات دیتا، ایک ہاتھ میں گن پکڑے سختی سے جبڑے بھینچے اندر داخل ہو گیا تھا۔

لابی کے اندر چار کمرے تھے۔ وہ باری باری تمام کمرے چیک کر چکا تھا۔ بلاشبہ جج ارینا کا گھر بہت صاف ستھرا اور آرگنائزڈ تھا۔

کچھ سوچ کر وہ واپس اس کمرے کی طرف بڑھا جو اس کے اندازے کے مطابق ارینا علوی کی بیٹی کا تھا۔ کیونکہ باشو دادا نے اگر کوئی وارننگ یا اشارہ چھوڑا ہو گا تو وہ یقیناً بچی کے کمرے میں ہی چھوڑا ہو گا۔ کیونکہ اسے یقین ہو گا کہ ایک گھبرائی ڈری ہوئی ماں گھر لوٹتے ہی سب سے پہلے اپنی بچی کے کمرے میں جائے گی۔

دہشت اور خوف پھیلانا باشو دادا کا انداز تھا جس سے وہ بخوبی واقف تھا۔

کمرے کا رنگ سفید اور گلابی تھا۔ایک بڑا سا اسٹف بھالو ایک چھوٹی سی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔دوسری تین کرسیوں میں سے دو پر بھی چھوٹے بھالو بیٹھے ہوئے تھے اور ایک کرسی خالی تھی جو یقیناً پریسا کی تھی۔میز کے اوپر چھوٹے چھوٹے چائے کے کھلونے والے کپ رکھے ہوئے تھے۔

"کیوٹ۔۔تو لٹل پریسا کو بھالو پسند ہے۔"کایان کے لبوں پر مدھم سی مسکراہٹ ابھری۔

بیڈ کی سائیڈ پر فوٹو فریم میں کیوٹ سی تین سال کی گول مٹول بچی کی تصویر تھی جس کے سنہری بالوں کی دو پونیاں بندھی ہوئی تھیں۔سرخ چھوٹے چھوٹے ہونٹ ،آنکھیں سبز تھیں اپنی ماں کی طرح اور اگے کا ایک دانت ٹوٹا ہوا تھا۔کایان نے وہ تصویر اٹھائی۔

"تھوڑی دیر اور ان ظالموں کو برداشت کر لو پریسا علوی! میں آرہا ہوں تمہیں بحفاظت واپس لانے۔" اس نے بڑبڑاتے ہوئے تصویر واپس رکھی۔

سارے کمرے چیک کر کے وہ لابی میں واپس آیا، گن کو واپس پاکٹ میں رکھا۔ گھر پرانی طرز کا ضرور تھا مگر بلاشبہ بہت خوبصورت تھا۔ فینسی دروازے کھڑکیاں سب تھا۔ مگر یہ گھر سیکیور ہرگز نہیں تھا۔ کوئی بھی ان شیشوں کی کھڑکیوں کو توڑ کر اندر آرام سے گھس سکتا تھا۔ وہ لابی کی کھڑکی کے پاس آیا، باہر دیکھا تو چونک گیا۔ ایک سیاہ سوک گھر سے تھوڑی دور کھڑی تھی اور اس کے اندر بیٹھے دو آدمی۔۔۔ وہ باشو دادا کے آدمی تھے جنہیں وہ اچھی طرح سے پہنچانتا تھا۔

یعنی اب تک تو باشو دادا کو پتہ چل گیا ہو گیا کہ جج واپس اپنے گھر آگئی ہے اور وہ اکیلی نہیں ہے۔

وہ پر سوچ نظروں سے باہر دیکھنے کے بعد پیچھے ہٹا۔ پھر کھڑکی کا پردہ برابر کر کے لابی سے باہر نکل گیا۔

------------*

"اٹس او کے! سب ٹھیک ہے کوئی بھی ادھر نہیں ہے۔" وہ باہر آ کر ارینا علوی سے مخاطب ہوا جو ابھی تک اس کی ہدایت پر اسی پوزیشن میں دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑی ہوئی تھی جہاں وہ اسے چھوڑ کر گیا تھا۔

ارینا کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ سبز آنکھوں میں نیند کی کمی اور تھکن سے سرخ ڈورے ابھرے ہوئے تھے۔ لباس بھی وہ اس کا پہنے ہوئے تھی جو اس پر بہت ڈھیلا ڈھالا تھا۔ آنکھوں میں ایک خوف تھا، اور بیٹی کو کھو دینے کا ڈر چہرے پر عیاں تھا۔ وہ تاسف سے اس کو دیکھتا ہوا دو قدم مزید اس کی سمت بڑھا جو اسے خالی خالی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"گھر کتنا ویران لگ رہا ہے نا؟ ساری رونق تو پریسا سے تھی۔" وہ کھوئے کھوئے لہجے میں بولی۔

"مجھے لگا وہ ابھی کہیں سے دوڑتی ہوئی آئیگی اور میرے گلے لگ کر دیر سے آنے پر شکوہ کریگی۔ کینڈی، چاکلیٹ کی تلاش میں میرا بیگ چیک ہو گا۔ پھر اپنی من پسند چاکلیٹ دیکھ کر کھلکھلا کر ہنسے گی۔" ارینا بڑی مشکل سے زبردستی مسکرانے کی کوشش کرتی ہوئی بولی۔

"ابھی لابی سے تمہارے قدموں کی آواز سنی تو ایک لمحے کو مجھے لگا جیسے پریسا ہے۔ مجھے لگا جیسے میں کوئی خواب رہی تھی، بھیانک ڈراؤنا خواب۔ اور اب سب ٹھیک ہے، پریسا گھر پہ ہے۔" ارینا نے اپنے لبوں کو بڑی بیدردی سے دانتوں تلے کچلا۔

"شاید اگر میں باشو دادا سے مل کر اسے سمجھاؤں کہ وہ جو یہ سب کر رہا ہے یہ اسے مزید مشکلات میں پھنسائے گا تو وہ شاید۔۔۔" اس کی آواز مدھم ہوتے ہوتے رک

گئی۔ وہ بمشکل تیس سال کی ایک جوان خوبصورت بیوہ لڑکی جو اس وقت بڑی بہادری سے اس کے سامنے کھڑی بات کر رہی تھی اس کی سبز آنکھوں میں کانچ کی طرح آنسوؤں کا پانی چمک رہا تھا۔ گھنیری نم مڑی ہوئی پلکیں جن کی مدد سے وہ ان آنسوؤں کو روکے ہوئے تھی۔ کایان نے اپنے دونوں ہاتھ جیب میں ڈال کر خود کو بمشکل ان بھیگی نم پلکوں پر سے آنسو چننے سے روکا تھا۔

"تم اس بدمعاش سے دور رہو گی۔" وہ سختی سے بولتا ہوا لیونگ روم کی کھڑکی طرف بڑھا اور احتیاط سے باہر کھڑی گاڑی کے اندر بیٹھے باشوداد کے غنڈوں کو دیکھتے ہوئے پردہ برابر کیا اور پھر پلٹا۔

"میری بات غور سے سنو یور آنر! یہ کوئی اسکول کی میٹنگ یا کوئی لیڈیز پارٹی نہیں بلکہ ایک گندگی کا گٹر ہے جو بہت خطرناک ہے۔ تمہاری ایک غلطی تمہیں اور تمہاری بیٹی کو اوپر پہنچا سکتی ہے، اور ڈائریکٹ باشوداد کو مل کر تھریٹ کرنا ایک انتہائی احمقانہ غلطی

ہو گی۔"اس نے اپنی بات پر ارینا علوی کی آنکھوں میں اٹھتی ہوئی اذیت سے نظریں چرائیں کہ وہ ٹکٹکی باندھے اسے دیکھے چلی جا رہی تھی۔

وہ نرمی چاہ کر بھی نہیں برت سکتا تھا کہ اسے ارینا کو یقین دلانا تھا کہ وہ اس وقت انتہائی خطرے میں تھی۔ یہ زندگی اس کے کورٹ کی سیٹ پر بیٹھ کر مجرموں کے قصے سننے اور ان کو سزا دلانے سے بہت الگ تھی۔ مانا وہ ایک جج تھی مگر تھی تو سولین ہی نا؟ وہ کہاں ایک انڈر کوور ایجنٹ کا کام سمجھ سکتی تھی یا کر سکتی تھی۔ ارینا اگر باشو دادا کو اپنی قانونی قوت استعمال کرتے ہوئے عدالت کے کٹہرے میں گھسیٹ بھی لاتی تو پھر باشو دادا کے پاس پریسا کو قتل کرنے کے علاوہ کوئی راستہ نہیں بچتا اور پریسا ہی نہیں وہ انتقام میں اندھا ہو کر ارینا کو بھی قتل کر سکتا تھا۔

"لسن جج! ہمیں بہت سوچ سمجھ کر ایک ہی بار اس کمینے باسٹرڈ پر گولی چلانی ہو گی۔ ہمارے پاس وہی ایک چانس ہو گا تمہاری بیٹی کو زندہ سلامت واپس لانے کا، اور اگر ہم

نے غلطی کی یا باشوداد کو، اس کی ذہانت و مکاری کو انڈر اسٹیمیٹ کیا تو پریسا جان سے ہاتھ دھو بیٹھے گی۔" کایان نے سخت لہجے میں اسے سمجھایا۔

"دیکھو ہم اس وقت ایک بہت بڑی مشکل میں ہیں اور اس سے نکلنے کے لیئے تمہارا تعاون میرے ساتھ بہت اہم ہے، اسے مت بھولنا۔" اس نے اپنی بات مکمل کی۔

ارینا نے دھیرے سے اپنا سر ہلایا تھا۔ یعنی وہ اس کی بات اچھی طرح سے سمجھ گئی تھی۔

وہ پلٹا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھا۔ اس وقت جو وہ کرنے جا رہا تھا وہ یقیناً جج کو اور ڈرانے والا تھا۔ مگر اس کے پاس ابھی کوئی چوائس نہیں تھی، اور نہ ہی اتنا وقت تھا کہ وہ ارینا کو سمجھانے میں ضائع کرتا اور باشوداد ان کے سروں پر پہنچ جاتا۔ وہ لیونگ روم سے نکل کر راہداری میں آیا۔ گھر سے نکل کر دروازہ بند کرتے ہوئے صحن کراس کرتا ہوا مین گیٹ سے باہر نکلا اور تیزی سے اس سیاہ سوک کے سامنے جا کر زور سے اپنا ہاتھ اس کے بونٹ پر مارا۔

اندر بیٹھے دونوں افراد جو اوپر کھڑکی پر نظریں جمائے ہوئے تھے اس دیکھ کر چونک گئے۔

بنا کوئی موقع دیئے کایان نے جھٹکے سے پچھلی سائیڈ کا دروازہ کھولا اور خود اندر بیٹھ کر گن نکال کر دونوں کو نشانے پر لے لیا۔

"تم لوگ ادھر کیا کر رہے ہو؟" اس نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"باشو دادا ٹھیک کہہ رہا تھا۔ تم اور وہ جج ارینا دونوں ملے ہوئے ہو، تمہارے بیچ کچھ چل رہا ہے۔" الطاف کمینگی سے بولا۔ کایان کا دل چاہا ارینا کا نام لینے پر اس غنڈے کا منہ توڑ دے مگر ابھی وقت مناسب نہیں تھا۔

"گن نیچے کرو آفیسر! ورنہ باشو دادا تمہیں چھوڑے گا نہیں۔" الطاف نے اسے ٹوکا۔

"میں ریٹائرمنٹ لے چکا ہوں اتنا تو تم دونوں کو بھی پتہ ہے۔ آخر میرے پرانے چاہنے والوں میں سے ہو۔" کایان نے انہیں اسے آفیسر کہنے پر گھورا۔

"ہاں تمہارے باشو دادا کا یہ اندازہ درست ہے کہ میرے اور اس جج کے بیچ کچھ نہیں

بہت کچھ چل رہا ہے۔" کایان ڈھٹائی سے ایک آنکھ مارتے ہوئے بولا۔

"اور سب کچھ ٹھیک چل رہا تھا مگر تمہارے باشو دادا نے بیچ میں آکر سب گڑبڑ

کردی۔" وہ متکبرانہ انداز میں مسکرایا۔

"اوہ! دادا کو یقیناً بہت افسوس ہوگا یہ سن کر۔" الطاف بولا تو کایان کو اطمینان سا محسوس

ہوا کہ وہ دونوں احمق اس کی بات پر یقین کر رہے تھے۔

"باشو دادا کو کہنا میں اس سے ملنا چاہتا ہوں۔ اسے بتانا کہ یہ لیڈی جج میری ہے اور

صرف میری ہی سنتی ہے۔ تو اگر وہ جج سے کوئی مفاہمت کرنا چاہتا ہے تو اسے مجھ سے

بات کرنی ہوگی۔" اس سے پہلے الطاف کوئی جواب دیتا وہ تیزی سے گاڑی سے اترا اور

واپس گھر کی جانب چلنے لگا۔ ہر قدم وہ پھونک پھونک کر اٹھا رہا تھا کہ پیچھے سے الطاف

اس کو اپنی گولی کا نشانہ بھی بنا سکتا تھا مگر اسے رسک لینا ہی تھا۔

---------*

اریناں نے اسے گیسٹ روم دکھا دیا تھا۔ وہ جب تک اپنا سامان گیسٹ روم میں رکھ کر باہر نکلا اریناان دونوں کے لئیے ناشتے کا اہتمام کر رہی تھی۔ ویسے بھی اس وقت وہ صرف خود کو مصروف رکھنا چاہتی تھی۔ اسے کایان کی ایک ایک بات پر پورا بھروسہ تھا۔

ایک گہرا سانس لیکر اس نے فرج میں سے انڈے نکالے جب نزدیک سے آتی بھاری قدموں کی چاپ نے اسے چونکا دیا۔ انڈے اس کے ہاتھ سے گرتے گرتے بچے تھے۔ دل الگ زور زور سے دھڑک اٹھا تھا۔ اسے لگا جیسے گھر میں کوئی گھس آیا ہے۔ وہ کاؤنٹر سے چھرا اٹھانے لگی تھی جب کایان سعدی اندر داخل ہوا۔

"سوری جج! میرا مقصد تمہیں ڈرانا نہیں تھا۔" وہ آرام سے بولا کہ اس کا ڈر وہ محسوس کر چکا تھا۔

"میں نے گھر کا مین گیٹ، کھڑکیاں دروازے سب اچھی طرح سے لاک کر دیئے ہیں۔اب میں شاور لینے جا رہا ہوں اور پیچھے کوئی فون کال آئے یا دروازے کی گھنٹی بجے تم نے رسپانس نہیں دینا ہے، اوکے؟"اس نے سمجھایا اور پھر ارینا کے ہاتھ میں انڈوں اور چولہے پر ابلتے ہوئے چائے کے پانی اور توے پر رکھے پراٹھے کو دیکھا۔وہ یقیناً اس کے لیئے ناشتہ بنا رہی تھی۔

"کتنا وقت ہے میرے پاس؟"اس نے سوال کیا۔

"بس دس منٹ!پراٹھا ٹھنڈا ہونے کے بعد سخت ہو جاتا ہے۔"ارینا سپاٹ لہجے میں بولی۔

"آتا ہوں۔"وہ سر خم کرتا ہوا کچن سے نکل گیا۔

ارینا نے ایک نظر اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے انڈوں کو دیکھا، پھر نہ جانے کیا ہوا کہ اس نے وہ انڈے پٹخنے کے سے انداز میں کاؤنٹر پر رکھے۔

"واٹ نان سینس!" اسے خود پر غصہ آرہا تھا کہ وہ ایسے کیسے کسی غیر مرد کے لیئے ناشتہ بنا رہی تھی۔اور عثمان؟ اس کا مرحوم شوہر۔۔۔ جس سے اس کی شادی بمشکل چار ماہ رہی تھی، ابھی تو وہ دونوں ایک دوسرے کو جان رہے تھے، سمجھ رہے تھے اور عثمان کا قتل ہو گیا تھا

چھٹی کے دن عثمان اس کے ہاتھوں کا بنا ناشتہ کرتا تھا۔ایک بھولی بسری یاد اس کی آنکھوں کے پردے پر لہرائی۔

"کاش آپ اتنی جلدی ہمیں چھوڑ کر نہ جاتے۔" ایک آنسو اس کی پلکوں سے ٹوٹ کر گرا تھا۔

اس نے خود کو کمپوز کیا اور ناشتہ بنانے لگی کہ ابھی اپنی بچی کی خاطر اسے کایان سعدی کی ضرورت تھی۔وہ اکیلی باشو دادا سے نہیں لڑ سکتی تھی۔

دس منٹ ہو چکے تھے جب مضبوط قد کاٹھ کا مالک کایان سعدی اپنے گیلے بالوں کو تولیہ سے صاف کرتا ہوا کچن میں داخل ہوا اور تولیہ اپنے چوڑے شانوں پر پھیلا کر اس کے پاس آیا۔

"میں کہاں بیٹھوں؟" اس نے کچن پر طائرانہ نظر ڈالتے ہوئے پوچھا۔

"باہر ڈائننگ ٹیبل پر۔" اریبا نے مصروف انداز میں جواب دیا اور ٹرے میں آملیٹ، پراٹھا اور چائے رکھ کر پلٹی تو کایان نے اس کے ہاتھوں سے بھاری ٹرے خود لی اور اسے ساتھ آنے کا اشارہ کرتے ہوئے ڈائننگ روم میں آ کر سٹ کا آخری سپ لے کر کپ میز پر رکھا۔

"تھینکس!" وہ خشک لہجے میں بولی۔

"میرے خیال سے اب ہمیں صاف صاف بات کر لینی چاہئیے۔" وہ نیپکن سے ہاتھ صاف کرتا ہوا بولا۔

"صاف بات؟" ارینا نے حیرت سے اسے دیکھا کہ اب اور کیا بات کرنی رہ گئی تھی۔

"ہماری کور اسٹوری۔۔۔۔" کایان سعدی نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔

"رات جب تم گاڑی میں سو رہی تھیں تو میں اس وقت اپنی تمہاری زندگی میں موجودگی کی کور اسٹوری کے بارے میں سوچ رہا تھا۔" اس کی بات سن کر ارینا کی نظروں میں وہ سین دوڑا جب وہ اس کے زانوں پر سر رکھے سو رہی تھی۔ خفت سے ایک بار پھر اس کا چہرہ سرخ پڑ گیا تھا۔

"تو پھر کیا سوچا؟" کچھ لمحوں کے توقف کے بعد اپنی خفت پر قابو پاتے ہوئے ارینا نے سوال کیا۔

کایان نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے اسے بغور دیکھا۔ وہ اچھی طرح سے جانتا تھا کہ وہ جو کہنے جا رہا تھا وہ جج ارینا علوی کو کبھی بھی پسند نہیں آنا تھا۔ اسی لیئے اس نے سوچ سمجھ کر دو آپشن اس کے سامنے رکھنے کا سوچا تھا کہ اسے کایان کا مین آپشن

خود ہی سلیکٹ کرنا پڑے۔ وہ اس کی سبز آنکھوں کو بغور دیکھ رہا تھا۔ اسے احساس ہوا کہ وہ اس وقت اپنے گھر میں بھی اس کے سامنے ایسے بیٹھی ہوئی تھی جس طرح سے وہ کورٹ میں اپنی جج کی سیٹ پر بیٹھتی تھی۔ الرٹ اور مستحکم! وہ آج بھی ویسی کی ویسی تھی، جب وہ پہلی بار اس سے ملا تھا اور آج تک اس کا اسیر تھا۔ لیکن یہ بات سامنے بیٹھی عورت نہیں جانتی تھی۔ اس کا ایک ایک نقش، اس کے گالوں پر پڑتے گڑھے سب کایان سعدی کے دل پر روزِ اول کی طرح نقش تھے۔ پر وہ میرڈ تھی اور اس وقت پریگنینسی کے دور سے بھی گزر رہی تھی۔ وہ اپنے جذبات اپنے اندر ہی مار کر پیچھے ہٹ گیا تھا۔

اور آج۔۔۔۔۔۔۔۔

کایان نے سختی سے اپنے لب بھینچتے ہوئے اس اجڑی ہوئی جوان بیوہ کو دیکھا۔

"تمہارے پاس دو آپشن ہیں جج! ایک تم مجھے اپنے نئے شوہر یا فیانسی کی حیثیت سے متعارف کروادو۔" وہ بولتے بولتے رکا اور اس کے تاثرات دیکھے۔

"ہر گز نہیں! دوسرا آپشن بتاؤ۔" وہ اس کے اندازے کے عین مطابق سختی سے انکار کر گئی۔

"دوسرا اور آخری آپشن! میں آج سے، ابھی سے تمہارا باڈی گارڈ ہوں۔" اس نے سکون سے کہا۔

"نہیں باڈی گارڈ نہیں! کچھ اور سوچو۔" وہ ہر گز بھی نہیں چاہتی تھی کہ کایان سایہ بن کر اس کی ساتھ ہر جگہ رہے۔ اس کا اپنے گھر میں ہونا ہی وہ بڑی مشکل سے برداشت کر رہی تھی کہ اکیلی عورت وہ بھی بیوہ، اس کے گھر میں کسی غیر مرد کی رہائش اس معاشرے میں ہر گز بھی قابل قبول نہیں تھی۔

"میں تمہارا باڈی گارڈ ہوں اور دیٹس فائنل یور آنر! نو مور آرگیومنٹس۔" کایان سعدی نے اپنا ازلی اکھڑ انداز اپنایا کہ اسی طرح سے وہ جج کو کنٹرول رکھ سکتا تھا۔

"یور آنر! تم ایک بہت ہی اہم ٹرائل کل سے شروع کرنے جا رہی ہو۔ ایسا ٹرائل جس پر ایوان بالا سے لے کر عوام تک کی نظریں جمی ہوئیں ہیں۔ دو مشہور صحافی پلس ٹی وی اینکرز کے قتل کا مقدمہ بنام موسٹ وانٹڈ ٹیررسٹ اور ڈرگ اسمگلر باشو دادا۔ تو اپنی حفاظت کے لئیے ایک باڈی گارڈ رکھنا سینس کرتا ہے۔ اگر نہیں رکھو گی تو پریس اور عوام سوچ سکتے ہیں کہ تم اتنی اوور کانفیڈنٹ کیوں ہو کہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا؟ جبکہ ایسے ہی ایک ٹرائل کی قیمت تم اپنے شوہر کی زندگی دے کر چکا چکی ہو۔" وہ کرسی کھسکا کر کھڑا ہوا۔ یعنی وہ اپنی کہہ چکا تھا اور اب ارینا علوی کو اس کی بات ماننی ہی تھی۔

اسے کایان کی ایک ایک بات سے مکمل اتفاق تھا لیکن کایان کا یوں حق جتاتا انداز اسے پسند نہیں آرہا تھا۔ وہ تو اس کے گھر میں بھی یوں تھا جیسے یہاں کا مالک ہی وہ ہو۔

"اگر تم میرے باڈی گارڈ کی حیثیت سے سامنے آؤ گے، میرے ساتھ کورٹ چلو گے تو باشو دادا کیا سوچے گا؟" ارینا نے چیلنج کرتی نگاہوں سے اسے دیکھا جیسے کہنا چاہتی ہو کہ تم تو اسے بھول ہی گئے تھے جس نے پریسا کی رہائی کے لئیے کسی سے بھی مدد نہ لینے کی شرط رکھی تھی۔

"یہی کہ تم اتنی بھی مجبور، اکیلی یا بیچاری نہیں ہو جتنا اس نے سوچا تھا۔" کایان نے سختی سے جواب دیا۔ پھر دوبارہ گویا ہوا۔

"اور اگر وہ تم سے پوچھے بھی تو صاف کہہ دینا کہ تم خود کو بچانے کے لئیے نارمل احتیاط کر رہی ہو۔ وہ عقلمند ہے سمجھ جائے گا۔"

"تمہارے لئیے یہ سب کہنا بہت آسان ہے نا؟ ظاہر ہے تمہاری اپنی بیٹی کی جان تو خطرے میں نہیں ہے جو تمہیں اس کی زندگی بچانے کی فکر ہو۔" ارینا چیخ کر بولی تو کایان نے ابرو اچکا کر اسے دیکھا جیسے کہنا چاہتا ہو کہ بس یا اور کچھ۔۔۔۔!!

"باشو دادا بھی کئی دوسرے عہدے داروں کے ساتھ میرے جنازے پر موجود تھا۔

مجھے پورے فوجی اعزاز کے ساتھ دفنایا گیا تھا اور ادھر اس نے شکوہ بھی کیا تھا کہ میرا

چہرہ کیوں نہیں دکھایا گیا۔"کایان سعدی کی سرد آواز ابھری۔

"میں نے اسے اپنے جنازے میں شرکت کا موقع دیا۔اب اس کے جنازے میں شریک

ہونا میں خود پر فرض سمجھتا ہوں۔"اس کی آواز میں بلا کی نفرت تھی۔

وہ جو اتنی دیر سے پلیٹ سامنے رکھے بس چائے کے کپ میں چمچ ہلائے جا رہی تھی

رکی۔اپنا بھرا ہوا چائے کا کپ اور پلیٹ کھسکا کر دور کی۔

"تم نے اپنے مرنے کا جھوٹا ڈرامہ کیا کیوں؟ کیا خود کو قانون سے بچانے کے لئیے؟"وہ

سیدھی کھڑی ہو کر اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے سوال کر رہی تھی۔

"میرا اس دن عدالت سے واپسی پر اس پل پر واقعی بہت خطرناک ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔

مجھے ریسکیو کیا گیا تھا۔بہت خون بہہ چکا تھا اور پھر چیف کاظم پاشاہ میری موت کی خبر

پھیلانے کا آئیڈیا لایا تھا۔ اور میں تو پہلے ہی سب چھوڑ چھاڑ کر ترک دنیا کرنے کا سوچ چکا تھا تو مجھے چیف کا یہ آئیڈیا پسند آیا۔ ویسے بھی اس ملک میں، اس کے قانون میں نہ پہلے میری زندگی کی کوئی قیمت تھی نہ اب ہے۔ یہاں صرف وڈیروں اور سیاستدانوں کو سپورٹ کیا جاتا ہے۔ ہم جیسے سر پہ کفن باندھ کر پھرتے سر پھروں کو نہیں۔" وہ سپاٹ لہجے میں بولتا ہوا اسے شانوں سے تھام کر دوبارہ زبردستی کرسی پر بٹھا گیا تھا۔

"اپنا ناشتہ ختم کرو یور آنر!" اس نے سختی سے کہتے ہوئے ارینا کی پلیٹ اس کے سامنے کی اور خود بھی بیٹھ کر اپنے چائے کے مگ میں کیتلی سے مزید چائے انڈیلنے لگا۔

"کوور اسٹوری تو سیٹ ہو گئی ہے۔ اب پریسا کے بارے میں بات کرتے ہیں۔" اس نے اطمینان سے چائے کا سپ لیا۔

"پریسا کے بارے میں؟ کیا مطلب؟" ارینا علوی نے چونک کر سر اٹھایا۔

"پریسا کی غیر موجودگی کے بارے میں تم نے محلے والوں ،اسکول، دوست احباب کے سامنے کیا کہا ہے؟" کایان نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"کچھ بھی نہیں۔ بس اس کی بے بی سٹر کو کہا تھا کہ وہ ڈے کیئر سے اپنے چاچا کے ساتھ دادا کے گھر چلی گئی ہے۔ اور جب میں تمہاری طرف ڈرائیو کر رہی تھی تو اس کے دادا کو فون کر کے کہا تھا کہ پریسا کو فلو ہو گیا ہے، ہم اس ویک اینڈ نہ آ سکتے ہیں نہ مہمان نوازی کر سکتے ہیں۔ باقی ڈے کیئر کل پیر کو کھلے گا تو وہاں کا ابھی سوچا نہیں۔" ارینا نے تھکے تھکے لہجے میں جواب دیا۔

یہ تو چھٹیوں کی وجہ سے ہمیں بریک مل گیا کہ محلے والے دوست احباب سب مصروف ہیں۔ ورنہ پریسا کی غیر موجودگی کو چھپانا مشکل تھا۔" کایان نے سنجیدگی سے کہا۔

"یہ سب چھوڑو۔ ویک اینڈ گزر چکا ہے۔ اب پریسا کی بے بی سٹر کو کیا کہہ کر منع کرنا ہے؟" کایان کے سوال نے اسے سوچ میں ڈال دیا تھا۔

کایان سعدی کی پرسوچ نظریں ارینا علوی کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔

"ناصرف بے بی سٹر بلکہ ڈے کیئر، تمہارے پڑوسی دوست احباب جو بھی پریسا کے بارے میں پوچھے گا پریسا کی گمشدگی کا کوئی سولڈ ریزن دینا ضروری ہوگا۔ اور بہتر یہی ہوگا کہ سب کو ایک ہی بات بتائی جائے۔" کایان نے سنجیدگی سے کہا۔

"میں سب کو کہہ دونگی کہ میری مصروفیات کی وجہ سے پریسا کچھ ٹائم کے لیئے اپنے چچا کے گھر رہنے گئی ہوئی ہے۔" ارینا نے سوچ سمجھ کر اپنا پلان بتایا۔

"اونہہ! نہیں یہ جھوٹ بڑی آسانی سے پکڑا جا سکتا ہے۔ اور اگر پریس کو ٹرائل کے دوران ذرا سی بھی بھنک پڑ گئی تو پریسا کی گمشدگی سب کے سامنے آ سکتی ہے جس سے

اس کی جان خطرے میں پڑ سکتی ہے۔"کایان نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے صاف انکار کیا۔

"پھر؟"ارینا علوی نے بیچارگی سے اسے دیکھا۔

"اپنی بے بی سٹر اور جو بھی پریسا کے بارے میں پوچھے انہیں بتادو کہ وہ ایک مہینے کے لئیے اپنے نانانانی کے پاس گئی ہوئی ہے۔ کسی بھی دوسرے ملک شہر کا نام لے لینا جیسے دبئی یا لندن۔ لندن زیادہ بہتر رہے گا۔"وہ آنکھیں سکیڑتا ہوا بولا۔

"میرے والد کا تو انتقال ہو چکا ہے۔وہ سپریم کورٹ کے جج تھے تو ان کی وفات کے بارے میں تو پریس میڈیا سب ہی جانتے ہیں اور ممی۔۔۔۔"وہ رکی۔

"ممی کو کینسر ہے۔وہ علاج کے لئیے آج کل لندن میں ہی ہیں۔"وہ اداسی سے بولی۔

"بس تو پھر اب پریسا اپنی نانی کے پاس لندن وزٹ پر گئی ہے۔یہ ہماری کور اسٹوری ہو گی اینڈ دیٹس فائنل۔"کایان سعدی اٹل لہجے میں بولتے ہوئے کھڑا ہوا۔

"اب میں اپنا سامان ان پیک کر کے کچھ دیر آرام کروں گا۔" اس نے اپنی کلائی پر

بندھی گھڑی میں وقت دیکھا۔

"اگر میں دو گھنٹے میں نا اٹھوں تو دروازہ کھٹکھٹا کر اٹھا دینا اوکے؟" اس نے ارینا کو ایسے

ہدایت دی جیسے کوئی ہسبنڈ اتوار کو چھٹی کے دن اپنی بیوی کو دیتا ہے۔ اس کا یہ انداز

ارینا کی جان جلا گیا تھا۔

"دو گھنٹے؟" ارینا نے پہلے اسے دیکھا، پھر دیوار پر نصب گھڑی پر نظر ڈالی جو صبح کے

ساڑھے نو بجا رہی تھی۔

"پریشان مت ہو۔ گھر لاک ہے اور کوئی بھی آئے تم نے دروازہ نہیں کھولنا۔" وہ اس

کی تھکی سرخ آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اس کا سر تھپتھپاتے ہوئے ڈائننگ روم سے باہر

نکل گیا۔ اس کے جاتے ہی ارینا سر پکڑ کر بیٹھ گئی تھی۔ یہ شخص کایان سعدی کسی

خطرناک برفانی تودے سے کم نہیں تھا جو اچانک سے سامنے آکر تباہی مچا دیتا تھا۔

کہیں ایسا تو نہیں ایک خطرناک آدمی باشو دادا کو ہرانے کے لیئے اس نے اس سے بھی زیادہ خطرناک، من موجی، صرف اپنی چلانے والے آدمی کو انوائیٹ کر کے کوئی غلطی کر دی ہو؟؟

------------*

گیسٹ روم ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس کی ایک سائیڈ پر پہلے ارینا کا ماسٹر بیڈ روم اور پھر لٹل پریسا کا کمرہ تھا۔

گیسٹ روم چھوٹا ضرور تھا لیکن بہت آرام دہ تھا۔ بس پنک کلر کا بیڈ تھوڑا اسے زنانہ سا محسوس ہوا تھا۔ اوپر سے بیڈ شیٹ بھی پیچ کلر کی تھی جس پر بڑے بڑے گلابی پھول بنے ہوئے تھے۔ یہ کایان کے مزاج سے ہٹ کر کچھ زیادہ ہی تھا۔ سامنے ایک چھوٹی سی

لکڑی کی بنی الماری، اس کے ساتھ ڈریسنگ ٹیبل اور ایک جھولنے والی لکڑی کی ہی آرام چیئر سائیڈ پر رکھی ہوئی تھی۔

کایان نے اپنا سفری بیگ کھول کر اپنی چند شرٹس اور پینٹس نکال کر الماری میں رکھیں، بوٹس نکال کر نچلے خانے میں رکھے۔ پھر اپنی لوڈڈ گن نکال کر بیڈ کی سائیڈ پر رکھی۔

یہ ماحول اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ کوئی اجنبی ہو جو اس امیر عورت ارینا علوی کے گھر میں زبردستی گھس آیا ہو۔ وہ کبھی بھی اس گھر اس ماحول میں خود کو کمفرٹیبل محسوس نہیں کر سکتا تھا۔

ارینا علوی، بلا کی خوبصورت اسمارٹ عورت، اپنے وقت کی ایک قابل وکیل جس نے اپنی تعلیم آکسفورڈ سے حاصل کی تھی اور آج وہ پاکستان کی سب سے کم عمر جج تھی جو شاید سونے کا نوالہ منہ میں لے کر پیدا ہوئی تھی۔ اور وہ خود کیا تھا اس کے مقابلے میں؟

ایک کسان کا بیٹا جسے فوج میں جانے کا جنون تھا۔ پہلے کمانڈو، پھر آئی ایس آئی مارخور

۔۔۔۔اور اب۔۔۔۔

اب ایک مردہ آدمی۔

وہ چلتا ہوا ڈریسنگ مرر کے سامنے آیا اور آئینے میں اپنا چہرہ دیکھنے لگا۔

لمبا وجیہہ چہرہ، چوڑے بھنچے ہوئے جبڑے، چہرے پر دائیں جانب ایک چاقو کا نشان تھا

اور ناک۔۔۔۔اس نے اپنی کھڑی مغرور ناک کو چھوا جو دو بار ٹوٹی تھی۔ پھر سرجری

کر کے اسے ٹھیک کیا گیا تھا۔

وہ آئینے کے سامنے سے ہٹا اور جمائی لیتا ہوا بیڈ پر لیٹ گیا۔

لیٹتے ہی اسے ارینا کا نرم و ملائم وجود جسے وہ رات بھر اس کے زانوں پر رکھے سوئی رہی

تھی یاد آیا کہ یہ بستر بھی اس گھر کی مالکن کی طرح نرم و ملائم تھا۔

وہ ایک گہری سانس لیتے ہوئے سیدھا ہوا اور چھت پر لٹکے ہوئے پنکھے کو گھورنے لگا۔ وہ آج تک کسی عورت کے ساتھ نہیں رہا تھا۔

"ابھی بھی میں ساتھ تو نہیں رہ رہا، بس اس کے گھر میں رہ رہا ہوں۔ دونوں میں فرق ہوتا ہے۔" اس نے اپنے ہی خیال کی تصیح کی۔

وہ تھکا ہوا تھا تبھی سونے کی کوشش کرنے لگا لیکن اس کے اعصاب پر اب ارینا علوی کے بالوں کی مہک سوار ہونا شروع ہو گئی تھی۔ آنکھوں میں وہ لمحہ اتر آیا جس میں اس نے ارینا کو زبردستی اپنے سینے سے لگایا تھا۔ اس کے نازک وجود کی نرمی اور سلکی بالوں سے اٹھتی مہک۔۔۔ کایان نے اپنا دماغ بھٹکانا شروع کیا۔ اسے یاد تھا جب وہ صرف انیس سال کا تھا اور ٹریننگ کر رہا تھا تب ایک کرنل کی بیٹی اس پر فدا ہو گئی تھی۔ اس وقت بھی اس نے اتنا ہی ان کمفرٹیبل محسوس کیا تھا جتنا آج اس گھر، اس بستر پر کر رہا تھا۔

"میں یہاں صرف اس لئیے ہوں کہ یہ گھر میرے سیف ہاؤس کے لئیے ایک آئیڈیل جگہ ہے جہاں میں دن بھر سڑکوں پر کام کرنے کے بعد آکر آرام سے سو سکتا ہوں۔ اور پھر سے تازہ دم ہو کر اپنے کام پر نکل سکتا ہوں۔" اس نے خود کو باور کرایا۔

"اور جہاں رہتے ہوئے تم ارینا علوی کو بھی اپنی نظروں میں رکھ سکتے ہو۔" اس کا دل بول اٹھا تھا۔

کچھ لمحوں بعد اس کے حساس کانوں میں برابر والے بیڈروم کا دروازہ کھلنے اور پھر بند ہونے کی آواز سنائی دی۔ یعنی ارینا علوی بھی آرام کرنے اپنے کمرے میں آگئی تھی۔

وہ اس وقت کیا کر رہی ہو گی؟

اپنی بیٹی کو یاد کر کے رو تو نہیں رہی؟

اس کی نم سرخ ڈوروں والی پرکشش آنکھیں کایان کے ذہن کے پردوں پر ابھریں۔

اس کا دل چاہا وہ اٹھ کر ارینا کے کمرے میں جائے اور اس کی آنکھوں سے بہتے تمام

آنسوں اپنے لبوں سے چن لے، اسے اپنے سینے سے لگا کر تسلی دے کہ کچھ نہیں ہو گا۔

وہ سب ٹھیک کر دیگا۔

"استغفر اللہ!" وہ اپنے خیالات کو جھٹکتے ہوئے کروٹ بدل گیا۔

"میں یہاں صرف اور صرف باشو دادا کے لئیے آیا ہوں۔ اسے مارنا ہی میرا مقصد ہے

اور مجھے اپنے مقصد سے نہیں ہٹنا۔" وہ اپنے دل و دماغ کو سختی سے ٹوکتا ہوا آنکھیں بند

کر گیا۔

-------------*

"ٹھک ٹھک ٹھک!" وہ کب سے اس کے کمرے کا دروازہ بجا رہی۔

"کایان اٹھو! بارہ بجنے والے ہیں۔" وہ اسے اٹھانے کی کوشش کر کے تنگ آ کر دروازہ

کھول کر کمرے کے اندر داخل ہوئی اور سیدھا بیڈ کی سمت آئی جہاں

وہ سیدھا چت بیڈ پر لیٹا سویا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر برسوں کی تھکن صاف عیاں تھی۔ گھنی سیاہ پلکیں اس کی بولتی ہوئی آنکھوں کو ڈھانپے ہوئیں تھیں۔ ارینا نے آج تک کسی مرد کی اتنی گھنی پلکیں نہیں دیکھی تھیں۔

"یہ سوتا ہوا کتنا معصوم سا لگتا ہے۔" ارینا نے سوچا۔

کایان سعدی کا ہمہ وقت تنا ہوا چہرہ اس وقت ریلیکس تھا۔ وہ ہلکا سا منہ کھولے کسی چھوٹے سے بچے کی طرح گہری نیند سو رہا تھا۔

ارینا نے ہچکچاتے ہوئے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"کایان!" وہ اٹھنے کا کہنے ہی والی تھی کہ وہ بجلی کی طرح لپک کر اس کا اپنے شانے پر رکھا نازک ہاتھ اپنی سخت گرفت میں لیتا تیزی سے بستر سے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

اس نے ایک لمحے میں ارینا کو پشت سے گھما کر اپنی آہنی گرفت میں لیا تھا۔ اس وقت ارینا کی گردن اس کے قبضے میں تھی۔

"کایان یہ میں ہوں ارینا۔" وہ پھنسی پھنسی آواز میں بولی۔

"ایسا پھر کبھی بھی نہیں کرنا، انڈرسٹینڈ؟" وہ اس کے کان میں غرایا۔

"چھوڑو مجھے۔" ارینا نے اسے دھکا دیا تو کایان نے اس کی گردن پر تھوڑا سا دباؤ اور ڈالا۔

"تم نے خود کہا تھا جگانے کا۔" وہ چلائی۔ اس کا دل ابھی تک زور زور سے دھڑک رہا تھا کہ کایان نے اس کی گردن کو بہت زور سے اپنے شکنجے میں لیا ہوا تھا کہ اسے سانس لینے میں دشواری ہو رہی تھی۔

"میں نے دروازہ کھٹکھٹا کر جگانے کا کہا تھا۔" اس نے ارینا کی گردن پر دباؤ تھوڑا سا کم کیا مگر ابھی بھی ارینا کی سیدھی کلائی اور گردن اس کی گرفت میں تھی۔ وہ مسلسل خود کو اس کے شکنجے سے نکالنے کی کوشش کر رہی تھی مگر مار خور کی گرفت سے تو بڑے بڑے پہاڑ نہیں نکل سکتے وہ کیا چیز تھی۔

"فار گاڈ سیک کایان! کیا فرق پڑتا ہے میں دروازہ بجا کر تمہیں اٹھاؤں یا اندر آ کر؟ تم نے کہا تھا کہ میں تمہیں جگا دوں تو میں نے اپنا کام کیا اور تمہیں جگا دیا۔ اب چھوڑو مجھے۔ مجھ سے سانس نہیں لی جا رہی۔" وہ بلا کی خفگی سے بولی۔ اس کا سانس بھی بولتے ہوئے پھول رہا تھا۔

"اگر اس وقت کمرے میں مکمل اندھیرا ہوتا تو تم اب تک اوپر پہنچ چکی ہوتی یور آنر! شکر کرو میں تمہیں پہچان گیا تھا۔" کایان نے احسان جتایا۔

"تھینکس فار وارننگ! میں نوٹ بنا لونگی کی آئندہ مستقبل میں کبھی بھی تمہیں کوئی فیور نہیں دینا ہے۔ کیونکہ تمہیں فیور دینے والا اپنی جان سے جا سکتا ہے۔" وہ طنزیہ انداز میں بولی۔

"کیسا فیور؟" کایان سعدی نے ابرو اچکا کر اسے دیکھا۔

"میں اتنی دیر تک دروازہ کھٹکھٹا کر تمہیں آواز دیتی رہی لیکن تم نہیں اٹھے۔ پھر میں نے سوچا کیوں نہ اندر آکر تمہارے اوپر پانی کا جگ الٹ دوں۔ لیکن تم اتنا تھکے ہوئے لگے کہ مجھے تم پر ترس آگیا اور میں نے۔۔۔۔" وہ بولتے بولتے رک گئی کہ اسے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا تھا۔

"میری ایک بات اپنے پلو سے باندھ لو یور آنر!" کایان نے سنجیدگی سے اس کا رخ اپنی سمت کیا۔

"کبھی بھی، کسی بھی قیمت پر، کسی انجان غیر مرد کے کمرے میں مت جانا۔" وہ سختی سے بولا تھا۔

"میں یہ بات ہمیشہ یاد رکھوں گی۔" ارینا علوی خود بھی شرمندہ تھی۔

"گڈ گرل!" وہ اس کا شرمندہ چہرہ دیکھ کر سیدھا ہوا اور نرمی سے پہلے اس کی کلائی اپنی گرفت سے آزاد کی۔ پھر آہستگی سے اس کی شفاف گردن پر سے اپنا بازو ہٹا کر اسے سر سے پیر تک بغور دیکھا۔

"چلو ہم ایک ڈیل کرتے ہیں۔ تم میرے کمرے سے دور رہنا۔ جب تک میں خود نا بلاؤں ادھر کا رخ بھی مت کرنا، اور میں تمہارے کمرے سے دور رہونگا۔"

"تھینکس آلاٹ۔" وہ آزادی پاتے ہی تیزی سے پلٹ کر کمرے سے نکلنے لگی۔

"میں کبھی بھی کسی عورت کے ساتھ نہیں رہا ہوں۔ اتنا نزدیک تو کبھی بھی نہیں۔" کایان کی آواز پر وہ رکی اور پلٹ کر اسے دیکھنے لگی جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ ارینا کی نظریں اس پر جم سی گئی تھیں۔ وہ اسے اس وقت ایک معصوم بچے کی طرح لگا تھا۔

"مجھے اس طرح مت دیکھو یور آنر!" کایان سعدی نے تھکے تھکے انداز سے اسے ٹوکا جس کی نظروں کے ارتکاز سے اس کے اندر خواہشات پیدا ہونے لگی تھیں۔

"میں پتھر کا بنا ہوا نہیں ہوں۔" وہ ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولتا ہوا اس کے نزدیک آیا اور آہستگی سے اس کی نازک سفید کلائی پکڑ کر اس پر بنے اپنے انگلیوں کے نشانات کو بغور دیکھ کر سہلانے لگا۔

"سوری اگر میں نے تمہیں ہرٹ کیا ہے۔" وہ نرمی سے بولا۔

"مجھے عادت نہیں ہے تمہارے جیسے کسی نازک چھوٹے وجود کو ہینڈل کرنے کی۔" اس کھڑوس کو تو شاید معذرت کرنے کی بھی عادت نہیں تھی نہ ہی کرنی آتی تھی۔ یہ شاید اس کی طرف سے معذرت ہی تھی۔ ارینا نے اسے دیکھا۔

"میں بھی معذرت چاہتی ہوں کہ میں نے تمہاری ہدایات پر عمل نہیں کیا اور کمرے کے اندر چلی آئی۔ آئندہ ایسا نہیں ہو گا۔" وہ سادگی سے کہہ کر جانے کے لئیے پلٹی اور دروازے کے پاس پہنچ کر پھر سے رک گئی۔

"کایان!"

"اب کیا ہے جج؟" اس نے ارینا کو گھورا۔

"وہ۔۔۔ کیا میں عائشہ کی گاڑی اسے واپس دے کر اپنی لے آؤں؟" ارینا نے سوال کیا کہ اب اسے کل سے کورٹ بھی جانا تھا اور وہ ادھر کسی دوسرے کی گاڑی میں کیسے جا سکتی تھی۔

"نہیں تم رہنے دو۔ میں ابھی وہیں جا رہا ہوں۔ مجھے عائشہ سے ملنا بھی ہے تو یہ کام میں کر لونگا۔" وہ بیڈ کے کنارے پر بیٹھ کر اپنے بوٹ پہننے لگا۔

"کیا تمہارے پاس تمہاری گاڑی کی کوئی ایکسٹرا چابی ہے؟ اگر عائشہ گھر پر نہیں ہوئی تو میں کم سے کم تمہاری گاڑی تو واپس لے آؤں گا۔"

"اور اگر وہ گاڑی میں ہی کہیں گئی ہوئی تو؟" ارینا نے سوال کیا۔

"تو پھر میں کچھ سوچ لونگا۔" وہ اکھڑے ہوئے لہجے میں بولا تو وہ بنا کچھ کہے کمرے سے نکل گئی۔

بوٹ پہننے کے بعد وہ کھڑا ہوا اور سائیڈ پر پڑی اپنی گن اٹھا کر اسے پیچھے کمر کے اندر شرٹ اٹھا کر اڑسا اور پاس پڑے بیگ میں سے ایک چھوٹا تیز دھار چاقو نکال کر اسے بند کھول کر کے چیک کیا اور اپنے موزے کے اندر ڈال دیا۔

اب وہ عائشہ کے گھر جانے کے لئیے تیار تھا۔ سونے سے پہلے ہی وہ اسے فون کر کے اپنی آمد کی اطلاع دے چکا تھا اور اب اسے بہت احتیاط سے گھر سے نکلنا تھا۔ اس کی ایک غلطی اس کا سارا کور خراب کر سکتی تھی۔

باہر لیونگ روم میں ارینا علوی ہاتھ میں گاڑی کی چابی لئیے اس کا انتظار کر رہی تھی۔

"ڈر نا مت! میں زیادہ دیر نہیں لگاؤں گا۔" وہ اس کے ہاتھوں سے چابی لیتا ہوا نکل گیا۔

------------*

وہ اس چھوٹے سے درختوں اور پھولوں سے ڈھکے گھر کے باہر کھڑا تھا۔

یہ اس کے پارٹنر احمر عباس شہید کا گھر تھا۔

کایان نے افسردگی سے گھر کو دیکھتے ہوئے آگے بڑھ کر اطلاعی گھنٹی بجائی۔

چند لمحوں کے توقف کے بعد دروازہ کھل چکا تھا اور سادہ سے سفید لباس میں ملبوس سر پر دوپٹہ لئیے بیوگی کی چادر میں لپٹی تئیس سال کی عائشہ اس کی سامنے کھڑی تھی۔

"السلام علیکم سعدی بھائی!" عائشہ نے اسے دیکھ کر سلام کیا اور پھر اس کے پیچھے دیکھا جیسے ابھی احمر پیچھے سے نکل کر اس کے سامنے آجائے گا۔

"کیسی ہو؟" کایان اس کی نظروں کو بھانپ گیا تھا۔

"میں ٹھیک ہوں بھائی! آپ اندر آئیں۔" عائشہ نے اسے راستہ دیا اور اسے ساتھ لئیے لیونگ روم میں آگئی۔

"مجھے یقین نہیں آرہا کہ آپ آج ادھر ہیں، زندہ سلامت ہیں۔" عائشہ نے نم آنکھوں سے اسے دیکھا جو کسی بڑے بزرگ کی طرح اس کے سر پر ہاتھ رکھ رہا تھا۔

"آپ بیٹھیں، میں چائے لاتی ہوں۔" وہ صوفے کی طرف اشارہ کرتی باہر نکل گئی۔

کایان سعدی چاروں طرف نظریں دوڑا رہا تھا۔ پورا گھر ویسے کا ویسا ہی تھا۔ عائشہ نے احمر کے گزر جانے کے بعد رتی برابر بھی تبدیلی نہیں کی تھی۔

"چائے۔" عائشہ نے اس کے آگے کپ رکھا اور خود اپنا کپ لیکر وہیں بیٹھ گئی۔ کایان تاسف سے عائشہ کو دیکھ رہا تھا۔ وہ صرف انیس سال کی تھی جب اس کی شادی ایک انڈر کوور ایجنٹ سے ہوئی تھی۔

اسے تو یہ بھی پتہ نہیں ہوتا تھا کہ آج اس کا شوہر گھر واپس کب آئیگا۔ آئیگا بھی کہ نہیں۔

ایک فوجی کی بیوی ہونا آسان نہیں ہوتا اور ایجنٹ کی بیوی ہونے کا حوصلہ ہر صنف نازک نہیں رکھتی۔

وہ اچھی طرح سے جانتا تھا کہ عائشہ کس قدر ذہنی اذیت کا شکار رہی تھی۔ اسی لئیے کایان سعدی نے آج تک شادی نہیں کی تھی اور نہ ہی کوئی ریلیشن شپ بنایا تھا کہ وہ نہیں

چاہتا تھا کہ کوئی لڑکی اس اذیت سے گزرے جس سے عائشہ اور عائشہ جیسی ہزاروں فوجیوں کی بیویاں گزرتی ہیں جنہیں ہر لمحہ ایک خوف، اپنے جیون ساتھی کے بچھڑ جانے کا ڈر لاحق رہتا تھا۔

-----------*

"آپ نے کبھی رابطہ ہی نہیں کیا اور یہاں ہم سب سمجھتے رہے کہ آپ اس حادثے کا شکار ہو گئے تھے۔" عائشہ نے دھیمے لہجے میں بات کرتے ہوئے اسے دیکھا۔

"میرے پاس اس وقت اور کوئی چوائس نہیں تھی۔" کایان سعدی اپنے ازلی خشک لہجے میں بولا۔

"بہر حال مجھے خوشی ہے کہ آپ جج ارینا علوی کی مدد کو تیار ہو گئے ہیں۔ وہ واقعی بہت اچھی اور ایماندار خاتون ہیں۔" عائشہ نے ارینا کو سراہا تھا۔

"ہمم!" وہ چپ چاپ سر ہلا گیا۔

وہ خاموشی سے عائشہ کو دیکھ رہا تھا جو پہلے سے بہت کمزور ہو گئی تھی۔ اسے یاد تھا جب ارحم زندہ تھا تو یہ لڑکی چڑیوں کی طرح چہچہاتی تھی۔ ہر وقت اس کے نازک ہاتھوں میں مہندی لگی رہتی تھی اور اب۔۔۔۔ اس نے تاسف سے اجڑی ہوئی اداس سی عائشہ کو دیکھا۔

"میں چلتا ہوں۔" وہ چائے کا کپ خالی کر کے میز پر رکھا تو عائشہ بھی کھڑی ہو گئی۔

"میں اس کیس سے فارغ ہو جاؤں تو تم سے کاظم پاشا کے بارے میں بات کروں گا۔"

وہ نزدیک آکر اس کے سر پر سایہ شفقت رکھتے ہوئے بولا اور پھر رکا نہیں، سیدھا باہر نکلا تھا۔

----------*

کایان کے جانے کے بعد وہ کافی دیر تک گھر میں ادھر ادھر منڈلاتی رہی تھی۔ پھر تھک

ہار کر پچھلی جانب بنے سوئمنگ پول کے پاس آگئی۔

پول کا پانی دھوپ کی تمازت سے نیم گرم سا تھا جیسا وہ پسند کرتی تھی۔ اپنے سینڈل اتار

کر وہ پول کے کنارے پر ٹک کر اپنے سفید نازک سے پیر پانی میں ڈال کر بیٹھ گئی تھی۔

دھوپ کی چمکتی ہوئی روشنی سے اس کے چہرے کا واحد زیور ناک میں موجود لونگ

جگمگا رہی تھی۔ خوبصورت سے چہرے پر سوچ کی پرچھائیاں چھائی ہوئی تھیں۔

"وہ آخر کہاں ہو گا؟" اس نے کلائی پر بندھی گھڑی میں وقت دیکھا۔ اسے گئے چار گھنٹے

سے زیادہ گزر چکے تھے۔

"میں کیوں اس بد تمیز انسان کے لیئے پریشان ہو رہی ہوں؟ کہیں۔۔۔" وہ خود سے

الجھی۔

"وہ اتنی دیر سے غائب ہے بس اسی لیئے دل پریشان ہو رہا ہے ورنہ تو کوئی بات نہیں۔"

اس نے خود کو تسلی دی۔

وقت گزر رہا تھا۔ شام ڈھلنے لگی تھی لیکن وہ ابھی تک واپس نہیں آیا تھا۔

وہ اپنی سوچوں میں گم تھی جب ایک گھنا سایہ اسے دھوپ کی تمازت سے بچانے کے لئے اس کے نازک وجود کے اوپر ابر بن کر چھا گیا۔

ایک سرد سی لہر اسے اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سرایت ہوتی محسوس ہوئی تھی۔ دھیرے سے اس نے سر اٹھا کر گردن موڑ کر دیکھا تو اس کو دیکھ کر چونک گئی۔ ایک سکون سا اپنے اندر اترتا محسوس کیا تھا اس نے۔

رف سی جینز پر ہالف سلیو شرٹ میں سے اس کے نظر آتے ورزشی بازو، وجیہہ چہرے پر سنجیدگی کی تہہ اور آنکھوں پر جمے سن گلاسز کے سیاہ آئینوں میں نظر آتا اس کا خود کا وجود۔ وہ اس پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔

"تم۔۔۔۔۔۔؟" اس کے شنگرفی لب ہلے۔

" یہاں اس وقت کیا کر رہی ہیں؟ حالات کا پتہ ہے نا؟" وہ اکھڑ انداز میں سوال کر رہا تھا۔

"میں پریشان ہو گئی تھی۔" وہ نرمی سے بولی۔

"پریشان؟ مگر کیوں؟" ابرو اچکا کر بڑی توجہ سے پوچھتے ہوئے وہ چلتا ہوا اس کے سامنے آیا اور اپنا بھاری مردانہ ہاتھ اس کے آگے پھیلایا تاکہ اسے اٹھنے میں مدد دے سکے۔

"تم اتنی دیر سے کہاں تھے؟ ایک گاڑی واپس لانے میں اتنا وقت تو نہیں لگتا۔" اس نے اپنے آگے پھیلا ہوا اس کا ہاتھ نظر انداز کرتے ہوئے کہا تو کایان نے تیزی سے جھک کر اس کا نرم و نازک ہاتھ پکڑ کر اسے کھینچ کر اپنے مدمقابل کھڑا کیا۔

"یہ بیویوں والے سوال کیوں؟" وہ اس کی آنکھوں میں جھانک رہا تھا۔

"تم۔۔۔" وہ مٹھیاں بھینچ کر رہ گئی۔ وہ اس کے لیئے اتنی دیر سے پریشان تھی اور اسے اس سے کوئی فرق ہی نہیں پڑا تھا۔

"مجھے لگا تمہیں شاید کوئی لیڈ، کوئی سراغ مل گیا ہو گا جو تم اتنی دیر لگا رہے ہو۔" ارینا نے جو سوچا تھا بتا دیا۔

وہ اسے جواب دینے کی بجائے اس کا ہاتھ چھوڑتا ہوا جیب سے رومال نکال کر اپنے چہرے کا پسینہ صاف کرتا ہوا پول کے پاس پڑی بید کی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کیا کچھ سراغ ملا؟" وہ بڑی آس سے پوچھ رہی تھی۔

"کچھ چیزیں پتہ چلی ہیں۔" وہ مختصر بات کرنے کا عادی تھا اور اس وقت وہ ڈھلتی ہوئی سورج کی کرنوں کا عکس ارینا کے چہرے پر دیکھ رہا تھا۔ یہ لڑکی اسے پہلے دن سے ہی اٹریکٹ کر گئی تھی۔ انفیکٹ یہ واحد لڑکی تھی جس نے کایان سعدی کے دل کے تار چھیڑے تھے۔

کایان نے اپنی نظریں اس پر سے ہٹاتے ہوئے اپنے سن گلاسز اتار کر جیب میں رکھے۔

پھر اس نے اپنی ٹی شرٹ اتاری۔

"یہ کیا کر رہے ہو تم؟" ارینا حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی جواب اپنے بھاری بوٹس اور سوکس اتار رہا تھا۔

ارینا کو اگنور کیئے اس نے کھڑے ہو کر ایک گہرا سانس لیا اور سامنے پول میں جمپ لگا گیا۔

وہ بڑے اطمینان و سکون سے تیراکی کر رہا تھا۔ ارینا خاموشی سے نظریں پھیر کر دوسری طرف رخ کر کے اپنے گھٹنوں پر سر رکھ کر بیٹھ گئی۔

تقریباً بیس منٹ سوئمنگ کرنے کے بعد وہ باہر نکلا اور کرسی پر پڑی اپنی شرٹ اٹھا کر پہنی۔

"میں عائشہ کی طرف سے فارغ ہو کر انڈر گراؤنڈ ورلڈ میں باشوداد کی سن گن لینے چلا گیا تھا۔ اور وہاں کی گندی گرد تمہارے گھر میں داخل نہ ہو یہی سوچ کر پول میں خود کو صاف کرنے کود گیا۔" وہ رکا۔

"میری معلومات کے مطابق باشوداد اس وقت بہت پر یقین ہے کہ اس نے تمہاری بیٹی کو ایسی سیف جگہ چھپایا ہے جہاں پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا اور نہ ہی ہماری سوچ جا سکتی ہے۔" وہ کافی باتیں حذف کر کے اسے صرف اتنا ہی بتا پایا تھا جتنا اس کے خیال میں ارینا کا جاننا ضروری تھا۔ ورنہ تو اسے یہ بھی پتہ چل چکا تھا کہ پریسا کو اس نے دہشت گردوں کی موت کی وادی میں چھپایا ہے جہاں سے اسے واپس لانا وہ بھی زندہ ایک طرح سے ناممکن تھا۔

"تو یہ تو اچھی خبر ہے نا کہ تمہیں پریسا کا پتہ چل گیا ہے۔ اب تم جلدی سے میری بیٹی کو اس ظالم کے چنگل سے نکال لاؤ گے۔" اصل حقیقت سے بے خبر ارینا علوی نے امید بھری نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"یس یور آنر! یہ اچھی خبر ہے۔" وہ سر ہلاتے ہوئے بولا کہ وہ ارینا کی آنکھ میں کوئی خوف، کوئی دہشت دیکھنا نہیں چاہتا تھا۔

ارینا اس کی آواز میں پریشانی بھانپ چکی تھی مگر کچھ کہے بنا اس نے اپنا سر دوبارہ گھٹنوں میں چھپالیا تھا جیسے کچھ دیر اکیلی رہنا چاہتی ہو۔

کایان نے سنجیدگی سے اس کے جھکے ہوئے سر کو دیکھا۔ وہ رو نہیں رہی تھی مگر اس کا جسم لرز رہا تھا۔ وہ تکلیف میں تھی۔

کایان نے اپنا داہنا ہاتھ اٹھا کر اس کے شانے پر رکھ کر تسلی دینا چاہی پر وہ ایسا نہیں کر سکا اور اپنے اٹھے ہوئے ہاتھ کی مٹھی بھینچ کر پیچھے ہٹا۔

وہ اسے چھونا نہیں چاہتا تھا کیونکہ اسے چھونے سے اس کے اندر اسے پانے کی خواہشات بیدار ہو جاتی تھیں۔

"ڈنر کا کیا پلان ہے؟" وہ جیبوں میں ہاتھ ڈال کر آسمان پر چھاتے ہوئے اندھیرے کو دیکھتا ہوا بولا۔

کایان کی بات سن کر ارینا نے اپنا سر اٹھایا۔

"آئی ایم سوری! میں بھول گئی۔ تم نے تو بس صبح کا ناشتہ ہی کیا ہوا ہے۔ میں جلدی سے تمہارے لیئے کچھ اچھا سا بناتی ہوں۔ آخر تم اچھی خبر لائے ہو، پریسا کا سراغ ملا ہے، تو سیلیبرٹ کرنا تو بنتا ہے نا؟" اس کی سبز آنکھوں میں امید کی کرن تھی۔ کایان نے اس کی آنکھوں سے نظریں چرائیں کہ یہ آنکھیں اسے ہنٹ کرتی تھیں۔ جج ارینا علوی تو جانتی بھی نہیں ہوگی کہ کوئی اس کی عدالت میں آیا تھا اور اپنا دل پہلی ہی نظر میں اس پر ہار گیا تھا۔

"شیور!" کایان نے اثبات میں سر ہلایا۔ ارینا کھڑی ہوئی اور اس کے ساتھ چلتی ہوئی گھر کے اندرونی حصے کی طرف بڑھی۔

"ڈنر کے بعد مجھے دوبارہ باہر جانا ہے۔" کایان نے اسے اطلاع دی۔

" باہر جانا ہے؟ کہاں؟" وہ ٹھٹک کر رکی۔

"مجھے ایک عورت سے ملنے جانا ہے۔اس کا نام شرمین ہے اور ایک سال پہلے تک وہ باشودادا کی رکھیل تھی۔ پھر نئی رکھیل کی وجہ سے باشو نے اسے چھوڑ دیا، میں نے سنا ہے وہ باشودادا سے بریک اپ کی وجہ سے سخت عداوت رکھنے لگی ہے۔اور پریسا کو باشو نے کہاں چھپایا ہو گیا یہ بات اگر کسی کو پتہ ہو سکتی ہے تو وہ شرمین ہی ہے۔" اس کے بات مکمل کرنے پر ارینا سنجیدگی سے سر ہلا گئی۔

*______*______*

"تم ہاتھ دھو لو میں ڈنر لگاتی ہوں۔" ارینا اسے کہتی ہوئی کچن میں چلی آئی تھی۔ وہ بھی وہیں سائیڈ والے سنک پر صابن سے ہاتھ دھونے لگا تھا۔

اس کا فریزر زیادہ تر پکے ہوئے کھانوں سے بھرا رہتا تھا۔ ارینا نے فریزر کھول کر ایک پیکٹ اٹھایا جس پر مٹن قورمہ کی چٹ لگی ہوئی تھی۔ اسے مائیکروویو میں رکھ کر اس نے فروزن نان اور کباب نکالے اور باری باری سب گرم کر کے میز پر رکھے۔

ڈنر خاموشی سے کیا گیا تھا۔ وہ دونوں ہی اپنی اپنی سوچ میں مگن تھے۔

ڈنر ختم کر کے کایان اپنی پلیٹ اور گلاس اٹھا کر سنک تک گیا۔ پلیٹ دھو کر وہ ارینا کی طرف مڑا۔

"میں کچھ دیر میں تیار ہو کر نکل جاؤں گا۔ واپسی شاید دیر رات یا فجر تک ہو گی۔ تم پریشان مت ہونا اور دروازہ کسی کے لیئے بھی مت کھولنا۔" کایان نے اسے ہدایات دیں۔

"میں بھی ساتھ چلوں؟" ارینا کی آواز سن کر وہ حیرت سے پلٹا۔

"میں کسی پارٹی میں نہیں جا رہا۔ اور وہ ایک خطرناک جگہ ہے یور آنر! آپ کا وہاں جانا مناسب نہیں۔" وہ اسے صاف انکار کر کے اندر تیار ہونے چلا گیا تھا۔

کایان کے اندر جاتے ہی وہ پھرتی سے ٹیبل سمیٹ کر اپنے کمرے میں آئی اور الماری کھول کر جینز کی شرٹ اور پیلے رنگ کا کرتا نکال کر واش روم کا رخ کیا۔

کپڑے بدل کر اس نے جلدی سے اپنے بالوں کو کھول کر برش کیا اور سرخ رنگ کی لپ اسٹک لگائی۔ پیروں میں ہیل والے سینڈل پہن کر آنکھوں میں کاجل ڈالا۔ آخر باشوداد کی رکھیل سے ملنے جانا تھا تو گیٹ اپ ضروری تھا۔

تیار ہو کر وہ باہر نکلی تو کایان کے کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ یعنی وہ باہر نکل چکا تھا۔

وہ تیزی سے دوڑتی ہوئی باہر گیراج کی طرف آئی اور اس کے سامنے آ کر کمر پر ہاتھ رکھ کر کھڑی ہو گئی۔

"میں تمہارے چل رہی ہوں۔" وہ گیراج کے دروازے پراس کا راستہ روکے کھڑی تھی۔

"جج! میں پہلے ہی بتا چکا ہوں وہ جگہ تمہارے لئیے مناسب نہیں ہے۔میں ادھر اکیلا ہی جاؤں گا۔" کایان نے اسے گھورا جو ہیل پہن کر بھی بمشکل اس کے کندھے تک آرہی تھی، مگراس کا حلیہ۔۔۔۔ سبز آنکھوں میں کاجل کی دھار۔۔ کایان نے ایک گہری سانس بھری۔یہ لڑکی ان جانے میں اس کے لئیے مزید ٹارچر کا سامان بن جاتی تھی۔

"راستہ چھوڑو یور آنز!" کایان نے اسے ٹوکا۔

"دیکھو کایان! تمہیں لگتا ہے وہ جگہ میرے لئیے مناسب نہیں یا شاید میں بزدل ہوں۔ لیکن میں عورتوں کی سائیکی کو اچھی طرح سے سمجھتی ہوں۔ تم جلدی غصے میں آنے والے انسان ہو۔ وہ شاید تمہارے قابو میں نہ آئے اور باشوداد کی وجہ سے وہ ویسے بھی

مردوں سے متنفر ہی ہو گی۔تو یہ بھی ممکن ہے وہ تمہیں گھاس ہی نہ ڈالے۔" ارینا نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔

"یہ بھی تو ممکن ہے کہ وہ باشو دادا کو اطلاع کروادے کے جج ارینا جس کی بیٹی کو وہ اغوا کیئے بیٹھا ہے اس کی تلاش میں میرے ساتھ اس کے گھر آئی تھی۔ پھر کیا ہو گا یور آنر؟" کایان نے اسے تصویر کا دوسرا رخ دکھایا۔

"پھر تو وہ اسے یہ بھی بتا سکتی ہے کہ ایجنٹ کایان اس کے پاس جج ارینا علوی کی بیٹی کے بارے میں تفتیش کرنے آیا تھا۔اس سے بھی تو وہ یہی سمجھے گا نا کہ تم میرے لیئے کام کررہے ہو۔" ارینا نے بحث کی۔

"دیکھو میں جانتی ہوں یہ رسکی ہے مگر میں یہ رسک لینا چاہتی ہوں۔"

"مگر میں کوئی رسک نہیں لینا چاہتا۔" وہ خشک لہجے میں اس کی بات کاٹتے ہوئے بولا کہ وہ اس وقت ارینا سے الجھنے کے موڈ میں ہر گز نہیں تھا۔اسی لیئے اس نے آگے بڑھ

کر اسے کچھ کہنے کا موقع دیئے بغیر دونوں بازوؤں سے پکڑ کر اٹھایا اور اندر کی طرف

بڑھا۔

"کایان اسٹاپ اٹ! مجھے نیچے اتارو۔" وہ چلائی۔

"تو پھر میرے راستے میں مت آؤ یور آنر! میں تم سے لڑنا نہیں چاہتا۔ تم ہار جاؤ گی جو

مجھے اچھا نہیں لگے گا۔" ارینا کے نرم و نازک چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے کایان نے نرمی

سے اسے نیچے اتارا۔

"کایان پلیز! مجھے اپنے ساتھ آنے دو۔ میں یہاں گھر پر اکیلی تمہارا انتظار کرتے کرتے

پاگل ہو جاؤں گی جیسا آج دوپہر میں ہوا تھا۔ میں پوری دوپہر تمہارے لیئے پریشان

رہی تھی۔" وہ انجانے میں یوں سادگی سے استحقاق جتاتی اس کے دل کے تاروں کو

چھیڑ بیٹھی تھی۔

وہ جانتا تھا کہ اگر وہ مزید یوں اس کے سامنے رہی تو وہ ہار جائے گا۔اس لئیے اسے نگاہوں سے اوجھل کرنا اب بہت ضروری ہو گیا تھا۔

"یور آنر مجھے ابھی خود نہیں پتہ کہ وہاں جا کر مجھے کیا ملنے والا ہے، کون ٹکرانے والا ہے، اس لئیے میں تمہیں ساتھ لے جا کر تمہاری نازک سی جان کو خطرے میں نہیں ڈال سکتا۔" وہ انکاری ہوا۔

"میں ہر گز بھی خوفزدہ نہیں ہوں کایان! خاص کر جب تم میرے ساتھ ہو تو مجھے کس بات کا ڈر؟ تم ہو نا۔" یہ سچ تھا کایان کی موجودگی سے اسے تحفظ کا احساس ملتا تھا۔

"میں اپنے پارٹنر کو نہیں بچا سکا۔میں اس معصوم موسیٰ کو نہیں بچا سکا تو۔۔۔۔اگر باشو دادا کے غنڈے ادھر ہوئے، انہوں نے فائر کھول دیا تو تمہیں کیسے بچا پاؤں گا؟" کایان نے انکار کر دیا۔

"مگر تم مجھے اپنے گھر سے بھی بچا کر ہی ادھر لائے ہو۔" ارینا نے یاد دلایا۔

"ہاں مگر ہر بار قسمت ہمارا ساتھ دے یہ ممکن نہیں۔اور میں ویسے بھی قسمت پر بھروسہ کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔" اب اسے ارینا پر غصہ آنے لگا تھا۔

آخر مجھے اس سے بحث کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی؟ اٹھا کر اندر کمرے میں بند کر کے چلے جانا چاہیئے تھا۔ کایان کا دماغ اب پکنے لگا تھا۔

"اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ تم نے کہا تھا کہ باشوادا اپنے کیس کے اختتام تک مجھے نہیں مار سکتا، بلکہ وہ مجھے زندہ رکھنا چاہتا ہے۔ تو سوچو اگر میں تمہارے ساتھ ہو نگی تو اس کا کوئی بھی آدمی ہم پر گولی نہیں چلائے گا۔" ارینا نے سوچ سمجھ کر ایک اور وجہ بیان کی۔

"سیریسلی؟" کایان نے اسے گھورا۔ "بھول جاؤ۔ مجھے تمہیں اپنا باڈی گارڈ بنانے کی کوئی خواہش نہیں ہے۔" وہ سختی سے بولا۔

"میں تو پریکٹیکلی بات کر رہی ہوں۔ دیکھو نا اگر تم مر گئے تو پھر پریسا کی مدد کیسے کرو گے؟" وہ بھی سنجیدہ ہوئی۔

اس کی بات سن کر کایان نے اپنے لب بھینچ لیئے تھے۔ وہ اس کا خوف سمجھ گیا تھا۔ اس نے اپنی آنکھیں بند کر کے سر جھٹکا۔ اسے ساتھ لے جانا وہ بھی ریڈ لائٹ ایریا کے علاقے میں، جہاں راتیں جاگتی تھیں اور ہر طرح کے شرابی بدمعاش قسم کے لوگ ہوتے تھے ہر گز بھی مناسب نہیں تھا۔ مگر وہ ایک اڑیل ضدی عورت تھی بالکل اس کے جیسی۔

"میرے جیسی؟" اس نے چونک کر اپنی آنکھیں کھولیں۔

"میرے خیال سے ہم ڈنر ٹیبل پر یہ سیٹل کر چکے تھے کہ تم میرے ساتھ نہیں جاؤ گی تو پھر اب یہ فضول کی بحث کر کے میرا وقت کیوں برباد کر رہی ہو یور آنر؟" وہ دو قدم آگے ہوا اور ارینا کو گردن سے پکڑ لیا۔

وہ تھرا کر رہ گئی تھی۔یہ سائیکو آدمی شاید غصے میں آکر اس کا مرڈر کرنے والا تھا۔

وہ اس کے نزدیک کھڑا اس کو گردن سے پکڑے اس کے چہرے پر نظریں جمائے کھڑا تھا۔اس کی گرم سانسوں کی تپش ارینا کا چہرہ جھلسا رہی تھی مگر وہ بھی بلا کی ضدی تھی۔ سانس روکے چپ چاپ کھڑی تھی۔

"میں انچارج ہوں اس کیس کا اور سارے فیصلے صرف میرے ہونگے۔"اس نے ٹھہر ٹھہر کر ایک ایک لفظ اس کی سبز جھیل سی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے ادا کیا تھا۔

"ارینا!"پہلی دفعہ کایان نے اس کا نام لیا۔"کہو کہ کایان تم انچارج ہو،اور سارے فیصلے تمہارے ہونگے۔"کایان سعدی نے اس کی گردن پر دباؤ بڑھایا۔

"نہیں!"ارینا کے لب ہلے۔

"نہیں؟"کایان نے ابرو اچکا کر اسے دیکھا تو ارینا نے تیزی سے اپنی گردن پر رکھے اس کے بھاری ہاتھوں کو پکڑتے ہوئے اسے زور سے کک مارنے کی کوشش کی پر وہ بھی

ایک کائیاں آدمی تھا۔ سیکنڈز میں اسے اپنی مضبوط گرفت میں لے کر اس پر قابو پا گیا تھا۔

"اسٹاپ!" وہ اس کے کان میں غرایا۔ اس کے عنابی لب ارینا کی کان کی لو سے ٹچ ہوئے تھے۔ ارینا کی مہک اس کا سارا غصہ غائب کرنے لگی تھی۔ اسے چھو کر محسوس کرنے کی خواہشیں بیدار ہونے لگیں تھیں۔

"کہو ورنہ یہیں گاڑ دوں گا۔" وہ اسے اپنے حواسوں سے اتارتا ہوا اس کی گردن پر ہلکا سا دباؤ بڑھاتے ہوئے بولا۔ وہ جان چکا تھا کہ ارینا جب چاہے، جیسی چاہے اس سے اپنی بات منوا سکتی ہے کہ وہ مر سکتا ہے مگر اس عورت کو انکار نہیں کر سکتا کیونکہ۔۔۔۔ کیونکہ وہ اسے اپنی عورت مان چکا تھا۔

"تم۔۔۔ تم انچارج ہو اور سارے فیصلے تمہارے ہونگے۔" وہ بمشکل بولی۔

"گڈ گرل!" کایان نے اس کی گردن اپنی گرفت سے آزاد کی۔

"اب تم اندر جاؤ اور اچھی طرح سے دروازہ لاک کر کے آرام کرو۔" وہ پیچھے ہٹا اور اپنے ہاتھوں کو بالوں میں پھیر کر اپنے بال درست کیئے۔

"سنو!" ارینا علوی نے اسے پکارا۔

اس کا "سنو" سن کر کایان کا اپنے بالوں میں چلتا ہاتھ رکا۔ 'شاید اسے احساس ہو گیا ہے اب یہ میرا وقت برباد کرنے کی مجھ سے معذرت کریگی۔' یہ سوچ اس کے ذہن میں ابھری۔

"میں ابھی بھی تمہارے ساتھ جانا چاہتی ہوں اور اگر تمہیں ڈر ہے کہ میں کوئی غلطی نہ کر دوں تو آئی پرامس میں کچھ نہیں بولوں گی۔ بس چپ چاپ تمہیں سنو گی اور فالو کرونگی۔" وہ التجائیہ انداز میں بولی۔

ارینا علوی جیسی بہادر نڈر عورت اس کی وجہ سے التجا کر رہی تھی۔ کایان کو خود پر غصہ آنے لگا تھا۔

"جج تم سے کورٹ میں وکیلوں کو بحث کرتے ہوئے دانتوں تلے پسینہ جاتا ہوگا۔ میں شرط لگا کر کہتا ہوں اس شہر میں تم سے بحث کرنے یا کیس لڑنے کی ہمت کسی وکیل میں نہیں ہوگی۔" وہ سنجیدگی سے بولا تو ارینا کا چہرہ کھل اٹھا۔

"اس کا مطلب میں تمہارے ساتھ چل سکتی ہوں؟" وہ مسکرائی۔

"یس! مگر اپنا وعدہ یاد رکھنا۔ تم وہاں کچھ نہیں بولوگی، کچھ بھی نہیں! ساری باتیں میں کرونگا۔" اس کی بات سن کر ارینا نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

-------------*

"ہمارا پیچھا کیا جا رہا ہے۔" گاڑی چلاتے ہوئے ایک سرسری نظر سائیڈ مرر میں نظر آتی سیاہ سوک پر ڈالتے ہوئے کایان نے ساتھ بیٹھی ارینا علوی کو مخاطب کیا تھا۔

"کون پیچھا کر رہا ہے؟" وہ پیچھے مڑ کر دیکھنے لگی تھی جب کایان نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر اسے ایسا کرنے سے روکا۔

"ہینگ آن یور آنز!" اس نے سختی سے دانت پیسے اور ایک دم سے گاڑی کی اسپیڈ بڑھا کر کافی آگے جا کر اسے گول گھماتے ہوئے سائیڈ روڈ پر نکل کر گاڑی تیزی سے کچے میں اتار کر درختوں کے پیچھے روک دی تھی۔

"اب؟" ارینا نے اسے دیکھا تو وہ بنا جواب دیئے روڈ کی طرف دیکھنے لگا جہاں سے وہ بلیک سوک آتی نظر آ رہی تھی دیکھتے ہی دیکھتے وہ آگے نکل گئی تو کایان نے گاڑی اسٹارٹ کر کے اس کچے مٹی کے گڑھے سے تیزی سے ریورس کرتے ہوئے نکالی اور فل اسپیڈ سے مخالف سمت روانہ ہو گیا۔

گاڑی اس وقت سڑک پر ہچکولے کھاتے ہوئے سو سے اوپر کی اسپیڈ پر دوڑ رہی تھی وہ بڑی مہارت سے سڑک پر ٹرکوں رکشہ اور دوسری گاڑیوں کو اوورٹیک کرتا نکلتا چلا

جا رہا تھا۔ کئیوں نے تو اس پر ہارن بھی بجایا تھا پر اسے کوئی پرواہ نہیں تھی اور ارینا۔۔۔

وہ تو بس سانس روکے گاڑی کے اسپیڈ میٹر کو ہی دیکھے چلی جا رہی تھی۔

"ہم ان لوگوں کو چکمہ دے چکے ہیں۔ وہ مجھے دور دور تک نظر نہیں آ رہے۔" ارینا نے احتیاط سے پیچھے مڑ کر جائزہ لینے کے بعد اسے مطلع کیا۔

"سیٹ سے تھوڑا نیچے ہو کر اور مجھ سے فاصلہ رکھ کر بیٹھو۔ کب کس وقت کدھر سے کوئی گولی نکل آئے پتہ نہیں ہوتا۔" کایان نے سنجیدگی سے اسے ہدایات دیں تو وہ تھوڑا نیچے سرک کر بیٹھ گئی۔

کافی آگے نکل کر اس نے اسپیڈ نارمل کرنا شروع کی اور کچھ دیر بعد وہ شہر کے رؤسا کے علاقے میں موجود ایک چار منزلہ بلڈنگ کے آگے کھڑے ہوئے تھے۔

"کیا ہوا؟" اس نے خاموش بیٹھی ارینا کو دیکھا جو سوچ میں گم تھی۔

"میری گاڑی کے شاکس تو سو فیصد خراب ہو گئے ہونگے اور اب مجھے نئے شاکس لگوانے ہونگے جن کی قیمت تم ادا کرو گے۔" وہ اپنے لہجے کی کپکپاہٹ پر قابو پاتے ہوئے بولی۔

اس کی بات سن کر کایان نے سنجیدگی سے اسے گھورا اور پھر اس کا ڈرا سہما خفا خفا سا چہرہ دیکھ کر زور سے قہقہہ لگا بیٹھا۔

"اٹس آ ڈیل!" وہ خوشدلی سے بولا اور دروازہ کھول کر نیچے اترا اور کھلی فضا میں ایک گہرا سانس لیا۔

ارینا علوی ایک بار پھر اسے زندگی کی طرف لائی تھی۔ نہ جانے کتنے برسوں کے بعد آج وہ کھل کر ہنسا تھا۔ پہلے جب وہ اس لڑکی سے ملا تھا تو وہ شادی شدہ تھی اور ماں بننے والی تھی۔ وہ خاموشی سے پیچھے ہٹ گیا تھا لیکن اب۔۔۔

اب اس کے جذبات ارینا کے لئیے پھر سے سر اٹھانے لگے تھے۔اس کے اندر ارینا کو پانے کی خواہش بیدار ہونے لگی تھی۔ وہ اب ٹھہرنا چاہتا تھا،ارینا کے ساتھ گھر بسانا چاہتا تھا،اسے چھونا،اسے پیار کرنا چاہتا تھا۔

ارینا کافی دیر تک اس کے "چلو اترو" باہر نکلنے کا آرڈر سننے کا انتظار کرتی رہی۔ مگر وہ تو اپنی جیکٹ کی جیبوں میں ہاتھ دیئے آسمانوں کی طرف دیکھ رہا تھا۔

وہ آہستگی سے دروازہ کھول کر نیچے اتری اور اس کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی۔

"یہ عمارت تو خاصی مہنگی لگتی ہے۔"

ارینا کی آواز سن کر کایان سیدھا ہوا۔

"ظاہر ہے وہ باشوداد کی رکھیل تھی۔اتنا تو اس کا حق بنتا تھا۔اسی لئیے باشوداد نے اسے باہر کا راستہ دکھانے سے پہلے یہ عمارت گفٹ کی تھی۔"وہ سرد لہجے میں بولا۔

اس کا انداز پھر بدلنے لگا تھا جو شدت سے ارینا کو محسوس ہوا تھا۔

وہ اپنی چاہت کو اپنے کڑوے انداز میں چھپا لینا چاہتا تھا۔ وہ اچھی طرح سے جانتا تھا کہ اس کا اور ارینا علوی کا کوئی جوڑ نہیں تھا۔

"چلو!" وہ احتیاط سے عمارت کی سائیڈ پر چلتا ہوا ایک لوہے کے دروازے کے پاس پہنچا جس پر الیکٹرانک لاک لگا ہوا تھا۔

"اب کیا کریں؟ یہ تو لاک ہے۔" ارینا نے اس سے پوچھا۔

کایان اسے جواب دیئے بغیر برابر میں لگے انٹر کام کو بجانے لگا۔

"یس؟" اندر سے ایک کرخت آواز ابھری۔

"میڈم جی کے لئیے وزیرِ اعلیٰ صاحب نے پھول بھیجے ہیں۔" وہ آواز بدلتا ہوا بولا۔

کلک کی آواز کے ساتھ لاک کھلا تھا۔

"پہلے تم چلو۔" اس نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے ارینا کو اندر داخل کیا۔ پھر خود بھی اندر آ گیا۔

"جلدی کرو۔" وہ اسے تیزی سے لے کر اندر کی طرف بڑھا جہاں لفٹ موجود تھی۔

"مگر ہمارے پاس پھول نہیں ہیں۔ ہم پکڑے جائینگے۔" وہ سرگوشی میں بولی۔

کایان بنا اسے جواب دیئے کندھے اچکاتا ہوا برآمدے سے گزر کر لفٹ میں داخل ہوا، اندر پہنچ کر اس نے ارینا کو کہنی سے پکڑ کر اپنے نزدیک کر لیا تھا جیسے اسے اپنی پناہ میں رکھنا چاہتا ہو۔

"تمہیں کیا لگتا ہے وہ اس وقت اکیلی ہو گی؟" ارینا نے اپنے بھاری پرس پر گرفت مضبوط کرتے ہوئے پوچھا۔ وہ پہلی بار اس طرح سے کچھ کر رہی تھی اور اچھی خاصی نروس تھی۔

"ڈونٹ وری! اندر چل کر پتہ چل جائے گا۔" لفٹ رک چکی تھی۔ وہ اوپر پینٹ ہاؤس پر پہنچے تھے۔

"میرے پیچھے رہنا۔" دروازے پر دستک دینے سے پہلے اس نے ارینا کو سختی سے سرگوشی میں ہدایت دی اور رک کر انتظار کیا کہ ارینا اس کا حکم بجالائے۔ جیسے ہی ارینا اس کے لمبے چوڑے وجود کے پیچھے ہوئی اس نے دروازے پر لگی ڈور بیل بجائی۔

جھری سا دروازہ کھلا اور تیز لیڈیز پرفیوم کی مہک ارینا کے، کایان کے نتھنوں سے ٹکرائی تھی۔

"میرا نام کایان ہے، کایان سعدی، مس شرمین کھوسو!" وہ بولا تو وہ عورت پیچھے ہٹی اور اس نے زنجیر ہٹا کر دروازہ پورا کھول کر اندر آنے کی جگہ دی۔

شرمین گوری شفاف رنگت، دراز قد، متناسب سانچے میں ڈھلے دلکش سراپے کی مالک بہت خوبصورت اور پرکشش عورت تھی۔ ارینا اسے باشوداد کی مسٹریس کے لحاظ سے پرکھ رہی تھی۔ اس کے لمبے سیدھے اسٹریٹ بال اس کی نازک کمر کو ڈھانپے ہوئے تھے۔ ارینا کی آنکھوں میں اسے دیکھ کر ستائش اتر آئی تھی۔

"مم۔۔۔مجھے یقین نہیں آرہا۔" شرمین دروازہ بند کرکے کایان کو حیرت سے دیکھتی ہوئی کپکپاتی ہوئی آواز میں بولی۔

"تم۔۔۔" وہ کایان کے نزدیک آئی۔اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے چھوا۔

"تم تو مر گئے تھے۔مم۔۔۔میں خود تمہارے جنازے میں آئی تھی۔"

"کیا میں تمہیں مردہ لگ رہا ہوں؟" کایان اپنے سینے پر رکھے اس کے سفید نازک ہاتھ ہٹاتے ہوئے درشتگی سے بولا۔

"باشو نے کہا تھا کہ تم مر گئے ہو۔" وہ بولی۔

"باشو نے غلط کہا تھا۔" وہ روکھے لہجے میں بولا۔

شرمین پیچھے ہٹی اور اس کی نظر سبز آنکھوں والی ارینا علوی پر پڑیں۔

"یہ کون ہے؟" شرمین کا لہجہ ارینا کو دیکھ کر بدل گیا تھا۔آنکھوں میں سنجیدگی اتر آئی تھی۔

"دوست ہے۔" کایان نے مختصر جواب دیا اور اندر کی طرف دیکھا۔

"کیا تم اس وقت اکیلی ہو؟" وہ چاروں طرف دیکھتے ہوئے سوال کر رہا تھا۔

"ہاں مگر۔۔۔" وہ کچھ کہنا چاہتی تھی پر کایان اس کی بات کاٹ گیا۔

"اندر کمرے میں چلو، بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔"

"کس بارے میں؟" شرمین نے ابرو اچکا کر کایان کو دیکھا۔

"اندر ہم اندر بات کرینگے۔" وہ جواب دیتا ہوا اندر کمرے کی طرف بڑھ گیا تو شرمین آنکھوں میں الجھن لیئے ہوئے ان کے پیچھے آئی۔

شرمین کا یہ فلیٹ نما پینٹ ہاؤس بہت خوبصورت تھا۔ سارا فرنیچر اٹالین تھا اور کمرے سفید رنگ کے تھے۔ وہ اس پوری بلڈنگ کی مالک تھی۔ خود اوپر پینٹ ہاؤس میں رہتی تھی اور نچلے فلورز کے فلیٹ نما حصے بنا کر کرایے پر دیئے ہوئے تھے۔

"تم ادھر بیٹھو۔"کایان نے ایک صوفہ منتخب کر کے ارینا کو بیٹھنے کی ہدایت دی جو اس ماحول سے تھوڑی ان کمفرٹیبل نظر آرہی تھی۔ وہ خاموشی سے کایان کی بتائی جگہ پر بیٹھ گئی تھی۔

ارینا کو بٹھانے کے بعد کایان نے اپنا رخ شرمین کی طرف کیا۔ اب اس کے چہرے پر بلا کی سنجیدگی چھا چکی تھی۔

"میں نے سنا ہے تمہارا اور باشو دادا کا بریک اپ ہو گیا ہے؟ اور وہ تمہیں یہاں چھوڑ کر کسی نئی ماڈل کے ساتھ وقت گزار رہا تھا۔"کایان کے لہجے میں افسوس تھا جیسے اس سے بڑا شرمین کا کوئی خیر خواہ نہ ہو۔

"یہ جھوٹ ہے۔"شرمین ٹینس ہوئی۔

"اگر یہ جھوٹ ہے تو تم ادھر الگ کیوں رہ رہی ہو؟"کایان نے پوچھا۔

"وہ۔۔۔وہ باشو چاہتا تھا کہ میرے پاس رہنے کے لئیے میری اپنی جگہ ہونی چاہیے، اور اسے اپنی بلیک منی کو بھی توجسٹیفائی کرنا تھا تو۔۔۔۔۔ تم اسے جانتے تو ہو اور مجھے بھی جانتے ہو۔ ہم دونوں ابھی بھی ایک ہی ہیں جیسے پہلے تھے۔اور ہمیشہ ایک ہی رہینگے۔" بات کرتے کرتے شرمین کے گال سرخ پڑ گئے تھے۔

"کیا واقعی؟"کایان نے ابرو اچکا کر اسے دیکھا۔

"باہر انڈر گراؤنڈ تو سب یہی کہہ رہے ہیں کہ باشو کا دل تم سے بھر گیا تھا اسی لئیے جان چھڑانے کے لئیے تمہیں یہ گھر دے کر خود کسی نئی جوان ماڈل کے ساتھ پینگیں بڑھا رہا ہے۔کوئی نہیں جانتا وہ نئی لڑکی کون ہے۔سنا ہے اس نے اسے سب سے چھپا کر رکھا ہے صرف اپنے لئیے۔"کایان کی بات سن کر شرمین کا چہرہ سخت پڑ گیا تھا۔آنکھوں میں سرخی اتر آئی تھی۔

اریناابس شرمین کے چہرے کے اتار چڑھاؤ کو نوٹ کر رہی تھی۔اسے اس عورت کر ترس آرہا تھا۔

"اوف یہ ایک مجرم کی رکھیل ہے۔اس کے سارے کالے دھندوں میں شریک بھی ہوسکتی ہے، مجھے اس پر ترس نہیں آنا چاہیئے۔" اریناانے خود کو گھر کا۔

"یہ سچ نہیں ہے۔باشو مجھ سے پیار کرتا ہے اور میں بھی اس سے بہت پیار کرتی ہوں اور ۔۔۔۔اور جیسے ہی اس کا کیس عدالت سے ختم ہوگا وہ مجھے سوئٹزر لینڈ لیکر جانے والا ہے۔" شرمین نے پورے کانفیڈنس سے سر اٹھا کر کایان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

"سوئٹزر لینڈ؟" کایان ہنسا استہزایہ انداز میں۔

"کیا اسے لگتا ہے اس کا ٹرائل جلدی ختم ہو جائے گا؟ محترمہ یہ پاکستان ہے، یہاں برسوں عدالت میں کیس چلتے رہتے ہیں۔اور باشو کا نام تو حکومت ایگزٹ کنٹرول لسٹ

میں لکھوا چکی ہے تو سوئٹزر لینڈ تو تم شاید بڑھاپے میں ہی جا سکو گی۔ وہ بھی اگر کیس کا فیصلہ باشو کے حق میں ہوا۔ "کایان نے اسے آئینہ دکھایا۔

ارینا نے نوٹ کیا کہ کایان کے انداز میں کوئی دوستانہ پن نہیں تھا۔ اس کا چہرہ شرمین سے بات کرتے ہوئے ساکت تھا۔ اس پر کوئی تاثرات، کوئی ایکسپریشن نہیں تھے۔ اور وہ اکڑے ہوئے شیر کی طرح شرمین کو گھور رہا تھا جیسے اس کا شکار کرنے والا ہو۔

"آف کورس باشو یہ کیس جیت جائیگا۔" شرمین نے اپنے ہاتھ مسلتے ہوئے کہا۔

"وہ رپورٹر اپنی غلطیوں کی وجہ سے مارے گئے تھے۔ باشو نے سیلف ڈیفنس میں انہیں مارا اور عدالت میں مقدمہ بھی اسی وجہ سے جلد اس کے حق میں فیصلہ سنا کر خارج کر دیا جائے گا۔ اس کی عدالت کے جج سے بات ہو گئی ہے۔ یہ مجھے خود باشو نے بتایا ہے۔" وہ تیزی سے بولی۔

"اور تم نے یقین کر لیا؟" کایان نے تاسف سے اسے دیکھا۔

"تم کتنے عرصے سے اس کے ساتھ ہو؟ سات یا شاید آٹھ سال سے۔ کیا تم جانتی بھی ہو کہ وہ اسمگلنگ کے علاوہ اور کن کن دھندوں میں ملوث ہے؟" کایان نے اسے بغور دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

"باشو مجھ سے کبھی بھی بزنس کی بات نہیں کرتا۔ جب ہم اکیلے تنہا ہوتے ہیں تو ہمارے پاس اور بہت سارے اپنے پرسنل کرنے والے کام ہوتے ہیں۔" وہ آنکھیں گھماتی ہوئی بولی۔

"میں چنے نہیں بیچتا شرمین!" کایان کا لہجہ برف سا سرد ہوا۔

"باشو دادا کو ہر وقت اپنی بڑائی، اپنے کارنامے سنانے کا شوق رہتا ہے۔ میں مان ہی نہیں سکتا کہ تمہیں اس کے کالے دھندوں کے بارے میں کچھ علم نہ ہو۔" وہ غرایا تھا۔

" تم ادھر کیوں آئے ہو میجر ؟سوری میرا مطلب کایان !فوج سے تو تمہیں عرصہ پہلے نکالا جا چکا تھا اس لئیے میجر کہنا مناسب نہیں۔" وہ رکی، کایان کے سرد چہرے کو دیکھا۔

"کیا تم مجھے دھمکا رہے ہو؟" شرمین نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"میں نے تم سے ابھی تک اپنی دوست کا تعارف نہیں کروایا۔" کایان اس کا سوال نظر انداز کرتے ہوئے سیدھا ہوا

"یہ ارینا ہیں، جج ارینا علوی۔ تمہارے باشوڈارلنگ کا کیس ان ہی کی عدالت میں ہے۔"

کایان کی بات سن کر شرمین سن سی رہ گئی تھی۔اس کے چہرے کے تاثرات بہت تیزی سے بدلے تھے۔اب وہ کایان کے چہرے سے نظر ہٹا کر باہر دروازے کی سمت دیکھ رہی تھی۔

"دیکھو مجھے نہیں پتہ تم کیوں اور کیا سوچ کر ادھر آئے ہو۔ لیکن میں باشو کے بارے میں زیادہ کچھ نہیں جانتی قسم سے۔" وہ اپنی گردن پر انگلی رکھ کر قسم کھاتی ہوئی بولی۔

کایان اٹھا اور سائیڈ پر رکھا گولڈ کا فریم اٹھایا جس میں ایک مسکراتے ہوئے سات سال کے لڑکے کی تصویر موجود تھی۔

"کاشان کیسا ہے؟" وہ اس فریم کو دیکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

"وہ۔۔۔ وہ ٹھیک ہے۔" شرمین کے چہرے کے تاثرات انتہائی سرد ہو چکے تھے۔

"جانتی ہو جج ارینا کی ایک بیٹی ہے ساڑھے تین چار سال کی۔ ٹھیک کہہ رہا ہوں یور آنر؟" وہ ارینا کی سمت دیکھ رہا تھا۔

"ساڑھے تین سال، اس سال ستمبر میں چار کی ہو گی۔" ارینا نے اپنا خشک حلق تر کرتے ہوئے جواب دیا۔

"جج! تم شرمین کو پریسا بیٹی کی تصویر کیوں نہیں دکھاتی؟" اس کی بات سن کر ارینا نے اثبات میں سر ہلا کر اپنا پرس کھولا اور اس میں سے اپنا والٹ نکالا جس میں پریسا کی تین ہفتے پرانی تصویر موجود تھی جو ارینا نے ڈے کیئر جاتے ہوئے کھینچی تھی۔

شرمین نے آگے کی طرف جھک کر ارینا کے والٹ میں لگی گول مٹول کیوٹ سی بچی کی تصویر کو دیکھا۔

"بہت کیوٹ ہے۔" وہ بمشکل اپنا حلق تر کرتی ہوئی ایک نظر کایان سعدی پر ڈالتی ہوئی ارینا سے بولی۔

"تمہارا دوست اور بوائے فرینڈ باشو دادا اس معصوم کیوٹ سی بچی کو قتل کر دے گا اگر جج نے اسے باعزت بری نہیں کیا تو۔" کایان نے سختی سے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے پریسا کی تصویر پکڑنے سے روکتے ہوئے آگاہ کیا تو شرمین کے چہرے کا رنگ فق پڑ گیا تھا۔ ایک واضح خوف اس کے چہرے پر صاف صاف جھلکنے لگا تھا۔

"باشو دادا کے خفیہ مقامات کا پتہ چاہیئے مجھے۔وہ تمام سیکرٹ اسپاٹ جہاں وہ ڈرگ اور

ہتھیار چھپاتا ہے، یا ایسی کوئی بھی جگہ جہاں تمہارے خیال سے وہ اس لٹل گرل کو کسی

کی بھی نظروں میں آنے سے چھپا سکتا ہے۔" وہ ایک جھٹکے سے اس کا ہاتھ چھوڑ کر

سیدھا ہوا۔

شرمین کی آنکھوں میں خوف سے پانی اترنے لگا تھا۔ماتھے پر اور جبڑوں کے اطراف

میں تشویش سے باریک سی لکیریں نمودار ہو گئی تھیں۔

"کایان! میرا یقین کرو مجھے اس کے کسی ٹھکانے کا کوئی پتہ نہیں ہے۔" وہ کایان کی

آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی۔

"تمہیں پوری پروٹیکشن دی جائیگی شرمین!

ایک نئی شناخت، نیا نام، ایک نئی آئی ڈی تا کہ تم اپنے بیٹے کے ساتھ اس جرائم کی دنیا

سے کہیں دور ایک پرسکون زندگی گزار سکو، اور اپنے بیٹے کو ایک اچھا مستقبل دے

سکو۔ لیکن اس سب کے لیئے پہلے تمہیں اس معصوم بچی کی زندگی بچانے میں میری مدد کرنی ہو گی۔" کایان سعدی نے سنجیدگی سے کہا۔

"نن ۔۔۔ نہیں! وہ مجھے ڈھونڈ لے گا۔ میں کہیں بھی چھپ جاؤں وہ مجھے پاتال سے بھی نکال لائے گا۔" اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے جن سے اس کا مسکارا اچھل گیا تھا۔

شرمین کھوسو۔۔۔۔ وہ ایک زمانے میں مشہور ابھرتی ہوئی ماڈل تھی جس پر باشو دادا کا دل آ گیا تھا۔ ان دنوں وہ ریلیشن شپ میں تھی۔ اس کا ایک چھ ماہ کا بیٹا بھی تھا مگر شہرت اور دولت کے نشے میں آ کر اس نے اپنے شوہر سے طلاق لے لی تھی۔ تب سے آج تک وہ صرف اور صرف ایک رکھیل بن کر رہ گئی تھی۔ باشو دادا نہ اسے چھوڑتا تھا نا اپناتا تھا۔

"آپ پلیز میری مدد کریں۔کایان آپ کا دوست ہے،اسے سمجھائیں۔میں کچھ نہیں جانتی پلیز مجھے اس سب میں انوالومت کریں۔"شرمین نے صوفے سے کھڑے ہو کر ارینا کو مخاطب کیا۔

"مس شرمین! یہ یا کوئی بھی اس وقت تمہاری مدد نہیں کر سکتا۔"وہ گردن چٹخاتا ہوا شرمین کی طرف بڑھا تو وہ خوف سے ایک ایک قدم پیچھے لیتی ہوئی دیوار سے جا ٹکرائی۔

کایان کی آنکھوں میں اس وقت خون سا اترا ہوا تھا۔جبڑے سختی سے بھنچے ہوئے تھے اور چہرے پر بلا کی کرختگی تھی۔ارینا بھی اسے دیکھ کر ڈر سی گئی تھی۔

"تم جانتی ہوں نا جو لوگ مجھ سے ڈبل کراس کرتے ہیں میں ان کا کیا حشر کرتا ہوں؟ جانتی ہوں کہ نہیں؟"وہ دھاڑا۔

"بابر تنویر یاد ہے؟"کایان نے جیب سے تیز دھار والا چاقو نکال کر ہاتھ میں لہرایا۔

ارینا شاکڈ سی اس کے چہرے کے تاثرات اور ہاتھ میں پکڑے چاقو کو دیکھ رہی تھی۔

اب وہ یقیناً اس عورت کو ٹارچر کرنے والا تھا۔اگر وہ نہ بولی تو؟ ارینا نے سختی سے اپنے

گلابی لبوں کو بھینچا تھا۔

وہ یہ سب صرف پریسا کی خاطر برداشت کر رہی تھی۔اور کایان بھی تو یہ سب صرف

پریسا کو بچانے کی خاطر کر رہا ہے۔ شرمین بھی برداشت کر لیگی ورنہ بول پڑے گی۔

ارینا کا معدہ درد کرنے لگا تھا۔وہ پیشے کے لحاظ سے جج تھی۔انصاف اور قانون اس کی

گھٹی میں تھے۔اور ابھی بھی وہ صرف یہی سوچ رہی تھی کہ پریسا کی خاطر ہی سہی لیکن

کیا اس طرح ایک عورت کو ہراساں کرنا ٹھیک تھا؟ جسمانی تشدد بھلے سے نہیں ہو رہا تھا

لیکن ذہنی اور زبانی طور پر یوں ڈرانا دھمکانا بھی تو قانوناً غلط تھا۔

وہ اس وقت اپنے فرض اور اپنی بیٹی کی بقا کے چکر میں الجھ کر رہ گئی تھی۔

"شرمین میں تمہارے جواب کا انتظار کر رہا ہوں۔" کایان نے چاقو اس کی گردن پر رکھا تھا۔

"پلیز میجر! مم۔۔۔ میری مجبوری کو سمجھو۔ میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتی۔" وہ رو پڑی۔

"تم کر سکتی ہو اور کرو گی۔" وہ بادل کی طرح گرجا تھا اب اس کے چاقو کی نوک شرمین کی گردن کو چھو گئی تھی۔ اس نے ہلکا سا دباؤ بڑھایا۔

"ڈونٹ ہرٹ می! پلیز مجھے مت مارو۔" شرمین آنکھیں بند کر کے چلائی تھی اور بس۔۔۔

یہیں ارینا علوی کا ضبط جواب دے گیا۔ وہ جو گھر سے وعدہ کر کے چلی تھی کہ کایان کے کام میں کوئی مداخلت نہیں کریگی سب بھول گئی تھی۔

---------------*

"اسٹاپ اٹ!" اریناز ور سے بولتی ہوئی کھڑی ہوئی کہ اب اس سے شرمین کی بے بسی دیکھی نہیں جارہی تھی۔

ارینا کی آواز سن کر چہرے پر بلا کی غضبناکی لئیے کایان نے مڑ کر اسے دیکھا۔

"تم بیچ میں مت پڑو۔" کایان کی سرد آواز میں ارینا کے لئیے وارننگ تھی۔

"مگر میں تمہیں اس طرح ایک عورت کو تکلیف پہنچانے نہیں دے سکتی۔" وہ دو قدم آگے بڑھ کر اس کے نزدیک آئی۔

"پلیز کایان اسے ہرٹ مت کرو، جانے دو اسے۔" وہ جھجک کر اس کے مضبوط ورزشی بازو پر ہاتھ رکھتی ہوئی بولی جس سے اس نے چاقو تھاما ہوا تھا۔

کایان کو ارینا کا یوں بیچ میں بولنا سخت ناگوار گزرا تھا۔ اس کے ماتھے کی تیوریاں چڑھ گئی تھیں اور آنکھیں۔۔۔۔ ارینا کو اس کی سرخ آنکھیں دیکھ کر خوف آیا، مگر وہ اس کے

بازو پر ہاتھ رکھے ہمت کر کے اپنے لبوں پر زبان پھیرتی ہوئی کایان کو نظر انداز کر کے شرمین سے مخاطب ہوئی۔

"اٹس اوکے شرمین! تم ڈرو نہیں۔کوئی بھی تمہیں تکلیف نہیں پہنچائے گا۔"

"جج کی بات پر زیادہ خوش ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم مجھ سے بچ نہیں سکتیں۔ میں واپس آؤنگا اور مجھے اپنے سوالات کے جوابات وہ بھی درست جوابات چاہیئے ہونگے ورنہ۔۔۔۔"اس نے چاقو شرمین کی نگاہوں کے سامنے لہرایا۔

"کیا مجھے یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ اگر مجھے میرے سوالات کے جوابات نہیں ملے تو تمہارا کیا ہوگا؟ یا میری آمد کے بارے میں کسی کو بتایا تو سیدھی اوپر جاؤ گی تم۔"وہ سرد لہجے میں بولتا ہوا پیچھے ہٹا اور ارینا کا بازو اپنی سخت گرفت میں لیا۔

"میرے واپس آنے تک اچھی طرح سے سوچ لو۔"وہ شرمین کو وارن کرتا ہوا ارینا علوی کو گھسیٹتے ہوئے باہر لے جانے لگا۔

اپارٹمنٹ سے باہر نکل کر وہ لفٹ کی طرف جانے لگا۔

"کایان!" ارینا نے کچھ کہنا چاہا۔

"ایک لفظ بھی نہیں سن" کایان نے سختی سے اسے ٹوکا اور اسے ساتھ لئیے لفٹ سے نکل کر باہر گاڑی میں لایا۔

گاڑی کا دروازہ کھول کر ارینا کو اندر بٹھانے کے بعد وہ گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ پر آیا اور مرر سیٹ کرتے ہوئے احتیاط سے چاروں طرف دیکھتے ہوئے گاڑی واپسی کے راستے پر ڈال دی۔

اس کا موڈ سخت خراب تھا۔ ماتھے پر بل پڑے ہوئے تھے اور آنکھوں سے غصہ صاف جھلک رہا تھا۔

سو سے زائد کی اسپیڈ پر گاڑی دوڑاتے ہوئے وہ ارینا علوی کے گھر تک پہنچا۔ گاڑی میں بیٹھے بیٹھے ہی لب بھینچتے ہوئے ریموٹ سے گیراج کا دروازہ کھولا اور گاڑی اندر لے آیا۔

ارینا علوی پورے راستے بالکل سیدھی ڈیش بورڈ پر نظریں جمائیں بیٹھی رہی تھی۔ وہ اچھی طرح سے جانتی تھی کہ یہ آدمی اس وقت بارود کا گولا بنا ہوا ہے جو کسی بھی وقت پھٹ سکتا ہے۔ گاڑی کے گیراج میں رکتے ہی وہ تیزی سے دروازہ کھول کر اتری، تیز قدموں سے چلتی ہوئی پرس کے اندر ہاتھ ڈال کر اندرونی دروازے کی چابی نکالتے ہوئے دروازے تک آئی اور دروازہ ان لاک کر کے گھر کے اندر داخل ہو گئی۔

اندر آتے ہی وہ سیدھا کچن میں آئی اور فریج کھول کر ٹھنڈے پانی کی بوتل نکال کر گلاس میں پانی انڈیلا اور وہیں بیٹھ کر گھونٹ گھونٹ پینے لگی۔ اس کے اعصاب اس وقت تنے ہوئے تھے اور اندر ہی اندر وہ کایان کے ممکنہ رد عمل کو سوچ کر لرز رہی تھی۔

پانی پی کر وہ کھڑی ہوئی۔اس کا ارادہ کایان کے اندر آنے سے پہلے اپنے روم میں جا کر

لاک ہو جانے کا تھا۔کایان کا سامنا اب وہ صبح ہی کرنا چاہتی تھی تا کہ اس وقت تک

کایان کا غصہ تھوڑا ٹھنڈا ہو چکا ہو۔

ابھی وہ دو قدم ہی چلی تھی کہ آندھی و طوفان کی طرح کایان سعدی کچن کے اندر

داخل ہوا اور تیزی سے اسے گھسیٹ کر دیوار سے لگا کر ایک زوردار پنچ دیوار میں دے

مارا۔

"تم نے اپنا وعدہ توڑا ہے یور آنر! کیوں؟" وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر غصے سے بولا۔

"میں ایسے کیسے تمہیں، اپنے سامنے قانون ہاتھ میں لے کر اس بیچاری عورت کو

مارنے دیتی؟ میرا ضمیر مجھے ساری زندگی ملامت کرتا رہتا کہ میرے سامنے ایک بیچاری

عورت پر تشدد ہوا اور میں کچھ نہیں کر سکی۔" اریبا نے وضاحت کی۔

"بیچاری عورت؟ سیریسلی؟" کایان کو اس کی دماغی حالت پر شبہ ہوا۔

"کیا تم پاگل ہو یا قانون پڑھتے پڑھتے اپنی عقل بیچ آئی ہو؟ وہ بیچاری عورت اس دہشت گرد اسمگلر ڈرگ ڈیلر باشو دادا کے دھندوں میں ففٹی پرسنٹ کی پارٹنر ہے۔" اس کا چہرہ اس وقت غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔ آنکھوں سے شرارے نکل رہے تھے اور ہاتھ ------ ارینا نے کن اکھیوں سے اس کے ہاتھ کو دیکھا جو دیوار میں شگاف ڈال چکا تھا، اور اب اس میں سے ہلکا ہلکا خون رس رہا تھا۔

"تمہیں پتہ بھی ہے تم نے کتنی بڑی حماقت کی ہے؟" کایان نے سنجیدگی سے پوچھا تو ارینا نے نفی میں سر ہلایا۔

"میں بتاتا ہوں۔ تم نے شرمین کی سائیڈ لے کر اسے یہ احساس دلا دیا ہے کہ تم اس کے ساتھ ہو اور میرے تمہارے درمیان اختلافات ہیں، ہم ایک ٹیم نہیں ہیں۔ پریسا تک پہنچنے کے لئیے وہ سب سے تیز ترین راستہ تھی مگر تم۔۔۔۔ عالی جنابہ جج صاحبہ! اور تمہارے اصول۔۔۔ تم نے اپنی بیٹی تک پہنچنے کا وہ راستہ خود اپنے ہاتھوں سے بند کر دیا۔" وہ پیچھے ہٹا اور ایک گہرا سانس لے کر اپنے غصے پر قابو پانے کی کوشش کی۔

"اب میں سونے جارہاہوں اور اگر قسمت اچھی ہوئی تو کل شاید کوئی دوسری لیڈ مل جائے مگر زیادہ امید مت رکھنا۔" وہ سختی سے کہتا ہوا وہاں سے نکل کر اپنے لیئے مختص کمرے میں چلا گیا تھا۔

اس کے جاتے ہی ارینا کے ہاتھ پیر کانپنے لگے تھے۔ وہ جان گئی تھی کہ اس سے بہت بڑی غلطی ہو گئی ہے۔ اسے اپنے ہاتھ پیر بے جان سے محسوس ہو رہے تھے۔ وہ آہستگی سے خود کو گھسیٹتی ہوئی ڈائننگ روم تک آئی اور وہیں ایک کرسی گھسیٹ کر اس پر گر سی گئی۔

پریسا کا معصوم سا بھولا بھالا چہرہ اس کی آنکھوں میں اتر آیا تھا۔

وہ اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گئی تھی۔

"ممی!"

"ممی آپ کدھر ہیں؟" ایک باریک سی توتلی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔

"پریسا؟" وہ چونکی۔

"ممی!" یہ گمان نہیں تھا بلکہ واقعی پریسا کی آواز تھی۔ وہ تیزی سے اٹھی۔

"پریسا! کدھر ہو تم؟" وہ تیزی سے پورے گھر میں اسے ڈھونڈ رہی تھی، سبز آنکھوں سے آنسو بہے چلے جا رہے تھے۔ پریسا زندہ تھی، وہ سیف تھی، اس کی بچی محفوظ تھی۔

"ممی!" اس بار آواز واضح تھی مگر۔۔۔

یہ تو کایان کے کمرے سے آ رہی تھی۔

وہ آہستگی سے اندر داخل ہوئی۔

کایان کی پشت اس کی سمت تھی۔ وہ ڈیسک پر رکھے فون کی طرف متوجہ تھا جہاں آنسرنگ مشین میں سے پریسا کی آواز ابھری۔

"ممی پیسا تو دھر آنا ہے ممی! دلدی سے انتل تا تیس فنش ترو پیسا تو دھر آنا ہے۔"

(ممی پریسا کو گھر آنا ہے ممی! جلدی سے انکل کا کیس فنش کرو پریسا کو گھر آنا ہے۔)

"ممی توپیسا ڈسٹب نہیں کرےگی۔ پیسا تو بلالو پلیز"

(ممی کو پریسا ڈسٹرب نہیں کرے گی۔ پریسا کو بلالو پلیز۔۔۔۔)

سرررررسررررر۔۔ میسج پلے ہوچکا تھا اور اب مشین خاموش ہوگئی تھی۔

وہ وہیں دروازے کا سہارا لے کر گرسی گئی تھی۔

کایان نے چونک کر پلٹ کر اسے دیکھا۔

"شٹ!" وہ اسے دیکھ کر بڑبڑایا کہ وہ اس وقت ارینا کی موجودگی کی امید نہیں کر رہا تھا۔ اسے اندازہ نہیں تھا کہ وائس ریکارڈنگ کی آواز ارینا کو کچن تک چلی جائے گی۔

"میری بچی۔" اس کی سبز آنکھوں سے آنسو تواتر سے بہنے لگے تھے کایان سعدی نے پہلی بار اس مضبوط اعصاب کی لڑکی کو یوں بکھر کر روتے ہوئے دیکھا تھا۔

وہ آہستگی سے اس کے پاس آیا اور پنجوں کے بل اس کے نزدیک بیٹھا۔

"ہمت کرو یور آنز!" اس کی بات سنتے ہی وہ اور زور سے رونا شروع ہو گی۔ اسے اپنے ہاتھ، اپنا دل، اپنی گود سب خالی خالی ویران سی محسوس ہو رہی تھی۔

کایان نے ہاتھ بڑھا کر اس کے آنسو صاف کرنا چاہے مگر مٹھی بھینچ کر رہ گیا کہ وہ اس پر ایسا کوئی حق نہیں رکھتا تھا۔

"اریناخود کو سنبھالو۔ رونے سے کچھ نہیں ہوگا۔" اس نے سمجھانا چاہا۔

"کایان! وہ اکیلی ہے۔ پتہ نہیں کدھر ہے، اور اسے یہ کہا گیا ہے کہ اس کی ممی نے اسے خود سے دور کیا ہے۔ تم نے سنا تھا نا؟ وہ کہہ رہی تھی کہ اب ڈسٹرب نہیں کریگی۔ اٹ ہرٹس!" وہ آنسوؤں کے بیچ بولی۔

"اٹ ہرٹس ٹو مچ! مجھے بہت تکلیف ہو رہی ہے۔ میں اس کی کوئی مدد نہیں کر پا رہی اسے میری ضرورت ہے اور میں کچھ نہیں کر پا رہی۔" وہ حواس کھو رہی تھی۔

کایان آگے بڑھا اور اس کے برابر فرش پر بیٹھ گیا۔

ارینا کی سبز آنکھوں میں شدت گریہ سے ابھرتے ہوئے سرخ ڈورے، بھیگی گھنیری پلکیں۔۔۔کایان نے ایک گہری سانس بھری۔

"میرا کندھا حاضر ہے، جتنا رونا ہے جی بھر کر رولو۔" اس نے سنجیدگی سے آفر کی کہ وہ جانتا تھا کہ ایک بار ارینا کے دل کا غبار نکلنا ضروری تھا۔

کمرے میں ارینا علوی۔۔۔جج ارینا علوی۔۔۔پریسا کی ماں ارینا علوی کی سسکیاں گونج رہی تھیں اور کایان آرام سے اس کے برابر میں پیر پسارے بیٹھا ہوا تھا۔

"وہ۔۔۔۔وہ زندہ ہے۔" ارینا کی ٹوٹی بکھری ہوئی آواز ابھری۔ وہ کایان کے نزدیک سرکی اور سختی سے اس کی شرٹ کو اپنے نازک ہاتھوں میں جکڑا۔

"تم نے اس کی آواز سنی تھی نا؟ وہ۔۔۔۔میری پریسا زندہ ہے۔" ارینا یقین دہانی چاہ رہی تھی۔ وہ اس کی ذہنی کیفیت سمجھ گیا تھا۔

"اور وہ زندہ ہی رہے گی، میں گارنٹی دیتا ہوں۔" وہ جانتا تھا کہ کسی بھی جاندار کی زندگی اور موت کی کوئی بھی گارنٹی نہ لے سکتا ہے نہ دے سکتا ہے۔ لیکن اس وقت اس کے پاس ایک ماں بیٹھی تھی جسے تسلی دینا اسے مناسب لگا تھا۔

وہ طے کر چکا تھا کہ کچھ بھی کر کے اگر اپنی زندگی بھی ہارنی پڑے تو ہار کر وہ اپنے پہلو میں بیٹھی عورت کی بیٹی کو موت کے منہ سے نکال کر اس کی گود میں واپس ضرور لائیگا۔

کچھ ہی دیر میں ارینا کی حالت بگڑنے لگی تھی۔اس کے دانت آپس میں ٹکرا رہے تھے، جسم ٹھنڈا پڑ گیا تھا۔ وہ لرز رہی تھی۔

"مجھے بہت زیادہ سردی لگ رہی ہے۔" وہ بڑی مشکل سے بولی تو کایان نے ترحم بھری نظروں سے اسے دیکھا۔

"تم اس وقت شاکڈ اسٹیٹ میں ہو اس لیئے تمہیں پینک اٹیک ہو رہا ہے۔" وہ کھڑا ہوا اور ہاتھ بڑھا کر ارینا کا سرد پڑتا ہاتھ تھام کر اسے کھینچ کر کھڑا کیا۔

"تمہیں اس وقت آرام کرنا چاہئیے۔" وہ اسے کمرے میں سائیڈ پر رکھے لیدر کے صوفے پر لے آیا۔

اسے صوفے پر بٹھا کر وہ پلٹا اور بستر کی طرف بڑھا۔ وہاں پر رکھا کمفرٹر اٹھا کر واپس ارینا کی سمت آیا اور پورا کمفرٹر کھول کر اس کے اوپر پھیلا دیا۔

"اٹس او کے یور آنر! سب ٹھیک ہے۔" وہ اس کے لرزتے کپکپاتے ہوئے ہاتھوں کو دیکھ کر اس کے پاس بیٹھا۔ اس وقت ارینا کے اعصاب کا نارمل ہونا بہت ضروری تھا ورنہ اس کا نروس بریک ڈاؤن بھی ہو سکتا تھا۔

"وہ سمجھ رہی ہے کہ میں نے اسے کہیں دور بھیجا ہے تاکہ وہ مجھے ڈسٹرب نہ کر سکے۔" ارینا سسکی۔

"اسے لگتا ہے میرے پاس اس کے لئیے وقت نہیں ہے۔" اس کا پورا جسم لرزنے لگا تھا۔

"یور آنر!"کایان نے کھینچ کر اسے اپنے سینے سے لگایا اور اس کی پشت سہلانے لگا۔

"ریلیکس ارینا! وہ بچی ہے اور بچے ایسا کچھ الٹا سیدھا نہیں سوچتے۔"کایان نے اس کے ماتھے پر دھیرے سے پیار کیا۔وہ اسے کول ڈاؤن کرنا چاہ رہا تھا۔

"وہ صرف وہی کہہ رہی تھی جو اس سے کہلوایا جا رہا تھا۔میں گارنٹی سے کہہ سکتا ہوں اسے بہلا پھسلا کر یہ سارے ڈائلاگ یاد کرائے گئے ہونگے۔"کایان کی بات سن کر ارینا چونکی۔اس نے اپنا سر کایان کے سینے پر سے اٹھایا۔

"مگر کیوں؟"

"اپنے آپ کو دیکھو ارینا!اس میسج کے بعد تمہاری کیا حالت ہوئی ہے۔"کایان نے نرمی سے کہتے ہوئے اس کے گال سے بہتے ہوئے آنسو اپنی انگلیوں کی پوروں میں سمیٹے۔

"اگر اس وقت میں یہاں نہیں ہوتا تو سوچو کیا تم باشو دادا سے حق اور قانون کی لڑائی جاری رکھتیں؟"کایان نے سوال کیا۔

"ہاں۔۔۔یا شاید نہیں! مجھے نہیں پتہ ل۔" وہ اب اپنے حواسوں پر قابو پا رہی تھی۔

"جتنا میں تمہیں جانتا ہوں تم سیدھا اس سے جا کر بھڑ جاتیں اپنی بیٹی کو بچانے کے لیئے۔ لیکن یہ بات وہ باشو نہیں جانتا۔ وہ سمجھ رہا ہو گا کہ وہ تمہیں ڈرا کر توڑنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔" کایان نے سنجیدگی سے کہا تو وہ بس سر ہلا کر رہ گئی۔

"میرے خیال سے اب تمہیں سونا چاہیئے، صبح کورٹ بھی جانا ہے۔ اور کوشش کرنا کسی طرح کیس کی ڈیٹ اگلے پیر تک کی رکھو یا اور آگے کر سکو تو کر لینا۔" کایان نے اسے مشورہ دیا۔

"ٹھیک ہے۔" وہ سر تھامتے ہوئے اٹھی اور چکرا کر رہ گئی۔

"یور آنر آج رات تم یہی سو جاؤ تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ اسٹریس لیول بہت زیادہ ہے۔ رات گئے اگر ایک اور پینک اٹیک آ گیا تو اکیلی خود کو تم ہینڈل نہیں کر سکو گی۔" وہ نرمی سے بولا۔

"مگر۔۔۔"وہ ہچکچائی۔اکیلے رہتے ہوئے تو اسے بھی ڈر لگ رہا تھا مگر یوں بنا کسی

رشتے کے ایک نامحرم کے ساتھ ایک کمرے میں رہنا۔۔اس سے پہلے کہ وہ انکار کرتی

اندر کسی کے کود کے داخل ہونے کی آواز ابھری۔

"شٹ!"کایان تیزی سے کھڑا ہوا۔اپنی سائیڈ پر رکھی گن اٹھائی۔

"کمرہ لاک کر لو۔کچھ بھی ہو جائے باہر مت نکلنا۔"وہ سختی سے وارن کرتا ہوا دروازہ

بند کر کے عجلت میں باہر نکل گیا۔

ارینا کا ماڈرن طرز پر بنا گھر بلا شبہ بہت خوبصورت تھا لیکن سیف ہر گز نہیں تھا۔

کایان کا اندازہ بالکل درست تھا۔باہر باشو دادا کے دو غنڈے موجود تھے۔وہ سکون سے

اندھیرے میں دیوار سے ٹیک لگائے انہیں دیکھ رہا تھا جو ایک ایک کمرہ چیک کر رہے

تھے جیسے ہی وہ کایان کے کمرے کی طرف آئے سائیڈ کی دیوار سے لگا کایان آگے بڑھا

اور اچھل کر ہاتھ میں پکڑے چاقو سے ایک کی شہ رگ کاٹ گیا تھا اور دوسرے کی گردن دبوچ لی تھی۔

"کیوں آئے ہو یہاں؟" وہ سرد لہجے میں سوال کر رہا تھا۔

"جواب دے رہے ہو یا۔۔۔؟" کایان نے چاقو کی نوک اس کی گردن میں چبھوئی۔

"ہم جج کو اٹھانے آئے تھے۔" وہ بمشکل بولا۔

"کیوں؟" کایان نے اس کے دائیں ہاتھ کی انگلی توڑی تو اس نے حلق سے ایک فلک شگاف چیخ نکلی۔

"باشو دادا نے جج کو اٹھوانے کا حکم دیا ہے۔ وہ اس سے نکاح کر کے خود کو سیف کرنا چاہتا ہے۔ ظاہر ہے ایک جج کسی مجرم سے تو شادی نہیں کر سکتی۔ یوں میڈیا کی ہمدردی باشو سمیٹ لے گا۔" اس کی بات مکمل ہوتے ہی کایان نے اس کے سر کی گدی پر زور سے گھونسا مار کر اسے بیہوش کر دیا تھا۔

ایک نظر بند کمرے کے دروازے کو دیکھتے ہوئے اس نے ان دونوں کو اٹھا کر اپنے کندھوں پر لادا اور باہر نکل گیا۔ وہ انہیں ان کی گاڑی میں ڈال آیا تھا۔

------------*

کایان کے باہر جاتے ہی وہ خوف سے دروازے کے ساتھ ہی لگ کر بیٹھ گئی تھی۔ کچھ ہی دیر میں اسے دروازے کے پار سے کسی کے گتھم گتھا ہونے کی آواز سنائی دی۔ یقیناً کایان گھر میں گھسے آدمیوں سے بھڑ چکا تھا۔

"باشو دادا نے جج کو اٹھوانے کا حکم دیا ہے۔ وہ اس سے نکاح کر کے خود کو سیف کرنا چاہتا ہے۔ ظاہر ہے ایک جج کسی مجرم سے تو شادی نہیں کر سکتی۔ یوں میڈیا کی ہمدردی باشو سمیٹ لے گا۔" ارینا تو یہ سن کر دہل کر رہ گئی تھی۔

باشو دادا بہت مکار اور چالاک آدمی تھا۔ پہلے اس نے ارینا کی بیٹی کو اغوا کیا۔ اسے لگا تھا کہ ارینا عام ماؤں کی طرح ڈر جائیگی اور اپنی بچی کی زندگی کے لئیے اس کا ہر مطالبہ مان کر

اسے اپنی عدالت میں باعزت بری کردے گی۔ لیکن ارینا علوی نے اس کے سارے

ارادوں پر پانی پھیر دیا تھا۔ وہ تو الٹا اپنی بیٹی کو چھڑانے کے لیئے کایان سعدی جیسے

سرپھرے کو اس کے مقابل لے آئی تھی۔

اب نکاح کا بھی وہ اسی لیئے پلان کر رہا ہے کہ قانون کی نظر میں اگر وہ مجرم ہوتا تو جج، وہ

بھی ارینا جیسی سخت انصاف پسند جج کبھی بھی اس سے شادی نہ کرتی۔ اور یہیں آدھی

سے زیادہ عوام اور میڈیا کی ہمدردیاں اس کے ساتھ ہو جاتی تھیں۔ ایک جوان بیوہ سے

نکاح کر کے اس کے اور اس کی یتیم بیٹی کے سر پر ہاتھ رکھنا، واہ کیا پلان تھا۔

ارینا آنکھیں بند کیئے یہ سب اپنے دماغ میں سوچ رہی تھی۔ اس کی بند آنکھوں کے

پیچھے آنسو مچل مچل کر باہر آنے کو بیتاب ہو رہے تھے۔

وہ اسی طرح ساکت بیٹھی ہوئی تھی جب دروازہ کھلا اور کایان سعدی اندر داخل ہوا۔

"تم ٹھیک تو ہو؟" وہ اسے کارپٹ پر دروازے کے پاس نڈھال سا بیٹھا دیکھ کر حیران

ہوا۔

"کایان!" ارینا نے اپنی آنکھیں کھولیں۔ سبز آنکھوں میں سرخ ڈورے نمایاں تھے۔

ان میں اس وقت ایک عزم تھا۔

"کیا تم مجھ سے نکاح کر سکتے ہو؟" وہ بلا کی سنجیدگی سے پوچھ رہی تھی۔ لہجہ ہموار اور

مضبوط تھا۔

----------*

"یور آنر تم اس وقت شاک میں ہو۔" کایان نے لمحے میں خود پر قابو پایا اور جھک کر

اسے دونوں بازوؤں سے پکڑ کر فرش سے اٹھا کر سیدھا کھڑا کیا۔

"پلیز میری مدد کرو۔ مجھے اور پریسا کو اس وحشی باشو دادا سے بچالو۔" وہ سرخ آنکھوں

میں آس لیئے اسے دیکھ رہی تھی۔

"تم محفوظ ہو اور پریسا بھی بہت جلد تمہارے پاس ہو گی ٹرسٹ می!" کایان نے

سنجیدگی سے اسے تسلی دی۔

"رات بہت ہو گئی ہے۔" اس نے دیوار پر نصب گھڑی میں وقت دیکھا جہاں رات کے

دس بج رہے تھے۔

"میں اس وقت خود کو بہت تنہا اور بے بس محسوس کر رہی ہوں۔" ارینا نے تکلیف

سے اپنی آنکھیں بند کیں۔

"پلیز ڈونٹ لیو می!" وہ کپکپاتے ہوئے لہجے میں بولتی ہوئی کایان کا دل دہلا گئی تھی۔

ایک مضبوط کامیاب عورت جسے وہ بڑی شان سے جج کی کرسی پر بیٹھا دیکھا کرتا تھا آج

یوں اس کے آگے گڑگڑا رہی تھی۔ وہ تیزی سے سر جھٹکتا ہوا پیچھے ہٹا۔

"جج ہوش میں آؤ۔ کچھ نہیں ہونے والا، اور نہ ہی میں تمہیں اکیلا چھوڑنے والا ہوں۔"

"میں نے سب سنا ہے کایان! وہ آدمی۔۔۔ وہ مجھے اغوا کرنے آئے تھے۔ وہ باشو داد مجھ سے نکاح کر کے دنیا کی نظروں میں کلین چٹ حاصل کرنا چاہتا ہے۔"

"میرے ہوتے وہ تمہاری گرد تک بھی نہیں پہنچ سکتا۔" کایان نے اسے تسلی دی مگر وہ خود بھی جانتا تھا کہ یہ ایک بہت مشکل کام تھا۔ باشو داد ارینا علوی سے نکاح کر کے دنیا کے سامنے ایک جج کے شوہر کی حیثیت سے متعارف ہونا چاہتا تھا۔

"تم جانتے ہو نا نکاح کے اوپر نکاح نہیں ہو سکتا۔ تو کیا صرف اس کیس کے حل ہونے تک تم مجھ سے نکاح نہیں کر سکتے؟ بعد میں چھوڑ دینا۔" ارینا کی بات پر کایان سعدی نے گہری نظر سے اسے دیکھا۔

"میں زندگی اپنی ٹرمز پر جینے کا عادی ہوں۔ اچھی طرح سوچ لو جج! بعد میں پچھتاؤ گی تو نہیں؟" وہ سنجیدگی سے اس کی سبز آنکھوں میں جھانکتے ہوئے سوال کر رہا تھا۔

"نہیں!" ارینا نے مضبوط لہجے میں جواب دیتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔

"ٹھیک ہے۔ ہمیں یہ نکاح جلد از جلد کر کے نکاح نامے پر ایک ماہ پرانی تاریخ ڈلوانی ہو گی تاکہ باشو دادا کو یہ نہ پتہ چلے کہ ہم اس کا پلان جان گئے ہیں اس لیئے یہ نکاح کیا۔" کایان نے سنجیدگی سے کہا۔

"مم۔۔۔ میں ابھی کلرک جمشید کو کال کر کے انتظامات کرواتی ہوں۔" ارینا علوی تیزی سے فون کی سمت بڑھی۔

"نہیں!" کایان نے اس کے ہاتھ سے فون لے کر واپس رکھا۔

"تمہارا سیل فون اور گھر کا فون سیو نہیں ہے۔ تم مجھے نمبر دو اس جمشید کا۔" کایان نے سنجیدگی سے اپنا سیل فون نکالا۔

"مگر جمشید انکل تمہیں نہیں جانتے۔" وہ الجھی۔

"نہیں جانتے تو جان جائینگے۔ تم نمبر بتاؤ۔" وہ فون تھامے کھڑا تھا۔ ارینا نے نمبر دیا تو وہ فون کان سے لگاتا ارینا کو کمرے میں رکنے کا اشارہ کر کے باہر نکل گیا۔

----------*

ایک گھنٹے کے اندر اندر وہ پچھلے دروازے سے ارینا کو ساتھ لیئے بڑی احتیاط سے دو تین راستے بدل کر سٹی کورٹ کی عمارت میں پہنچا تھا جو اس وقت بند تھی اور باہر ایک باوردی چوکیدار کھڑا تھا۔

"جج جب میں اشارہ کروں تو گاڑی اندر لے آنا۔" وہ کار کی ہیڈ لائٹس آف کرتا ہوا نیچے اترا اور احتیاط سے درختوں کی آڑ میں سیکیورٹی گارڈ کی طرف بڑھا۔

چند منٹ کا کھیل تھا۔ وہ سیکیورٹی گارڈ کو پیچھے سے کلوروفارم میں ڈوبا ہوا رومال رکھ کر بیہوش کر چکا تھا۔

اس نے بڑے آرام سے گارڈ کو اس طرح اس کی رائفل کے سہارے کرسی پر بٹھایا کہ وہ سر جھکائے بیٹھا ہوا سا لگنے لگا تھا۔

گارڈ سے فارغ ہو کر کایان نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے آگے بڑھ کر لوہے کا مین دروازہ کھولا اور اپنے سیل فون کی لائٹ سے مخصوص اشارہ کر کے ارینا کو گاڑی اندر لانے کا کہا۔

گاڑی کے اندر آتے ہی اس نے دروازہ بند کیا اور پھر فون نکال کر جمشید صاحب کو کال ملائی۔

"آل کلیئر! آپ لوگ جلدی آئیں۔ گاڑی سڑک کنارے چھوڑ دیجئے گا۔" کچھ ہی دیر میں ارینا کے اسسٹنٹ بزرگ کلرک جمشید صاحب اپنے جگری دوست اور ریٹائرڈ وکیل رحمان صاحب اور اس سٹی کورٹ کے رجسٹرار ساٹھ سالہ عاطف صاحب نے ساتھ اندر داخل ہوئے۔

"اندر چلیں۔"کایان ان دونوں کو ساتھ لیئے گاڑی کے پاس آیا۔دروازہ کھول کر ارینا کو اترنے کا اشارہ کیا اور اسے ساتھ لیئے ان صاحبان کے ساتھ اندر رجسٹرار آفس میں داخل ہو گیا۔

بنا کچھ کہے اور سنے خاموشی سے ایک ماہ پرانی تاریخ ڈال کر ان دونوں کی کورٹ میرج رجسٹر کر دی گئی تھی۔پھر جمشید صاحب کے اشارے پر رحمان صاحب نے ان دونوں کا شرعی نکاح بھی پڑھا دیا تھا۔

"ارینا بیٹی! تم پریشان مت ہونا۔ہم سب تمہارے ساتھ ہیں۔"جمشید صاحب نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔

یہ تینوں بزرگ حضرات اپنی اپنی فیلڈ کے ماہرین میں سے تھے اور کایان کی دی گئی معلومات پر انہیں بھی یہی حل بہتر لگا تھا۔اسی لیئے رات گئے سٹی کورٹ میں بمشکل پندرہ منٹ کے اندر ہی یہ کام قانونی طور پر انجام دیا گیا تھا۔

--------------*

رات ایک بجے کے قریب کایان سعدی، ارینا کایان سعدی کو لئیے گھر واپس پہنچ چکا تھا۔

ارینا ذہنی طور پر بہت زیادہ تھک چکی تھی اور سارے راستے ہی وہ اپنے آنسوؤں پر بندھ

باندھتی ہوئی آئی تھی۔

وہ تھکے قدموں سے اپنے بیڈ روم کی سمت بڑھ رہی تھی جب اسے زور سے چکر آیا اور وہ

لڑکھڑائی۔

"آرام سے۔" کایان نے آگے بڑھ کر اسے سہارا دیا اور اسے ساتھ لئیے اس کے بیڈ

روم میں داخل ہوا۔

لائٹ آن کی اور اسے سہارا دیتے ہوئے بیڈ تک لایا۔

"بیٹھو۔" اسے بٹھا کر وہ سائیڈ پر رکھے جگ کی طرف متوجہ ہوا اور گلاس میں پانی ڈال

کر ارینا کو دیا جو خالی خالی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"یہ پانی پیو۔" اس نے گلاس ارینا کے ہاتھ میں تھمایا۔

ارینا نے پانی کا گلاس لبوں سے لگایا ہی تھا کہ باہر لابی میں ہلکی سی دھمک کی آواز سنائی دی۔اس کا ہاتھ لرز اٹھا تھا اور کایان۔۔۔وہ تیزی سے باہر لپکا اور دو منٹ بعد واپس کمرے میں آیا۔

"کک۔۔۔کون تھا؟" ارینا اسے دیکھتے ہی کھڑی ہوئی۔

"کوئی نہیں تھا۔" وہ اطمینان سے بولا کہ جان چکا تھا وہ ڈر رہی تھی۔

"پھر وہ آواز؟" ارینا کے لہجے میں خوف تھا۔

"تمہارے پڑوسیوں کی بلی تھی۔کچن کی کھڑکی کھلی رہ گئی تھی،وہیں سے آئی تھی۔پر بے فکر رہو اسے بھگا کر کھڑکی لاک کر دی ہے۔" کایان نے تفصیل سے جواب دیا تا کہ وہ پر سکون ہو جائے۔

"رات بہت ہو گئی ہے۔ میں بھی تھک چکا ہوں۔ میرے خیال سے اب تمہیں بھی آرام کرنا چاہیئے، اگر تم اوکے ہو تو تھوڑی دیر سو جاؤ۔ میں بھی آرام کر لوں۔ کل میرا ارادہ انڈر ورلڈ کا چکر لگانے کا ہے۔ شاید کوئی اور کلیو مل جائے۔" کایان سعدی جیبوں میں ہاتھ ڈالے جانے کے لیئے تیار کھڑا تھا۔

"تم ہوشیار رہنا۔ یہ لوگ بہت خطرناک ہیں۔ پلیز بی کیئر فل ! مم۔۔۔ میرا مطلب جب تم انڈر کور جاؤ تو احتیاط کرنا۔" وہ بولتے بولتے چپ ہو گئی۔ اس کی بات سن کر ایک لمحے کو کایان کی آنکھوں میں تحیر سا ابھرا تھا۔ ایک بڑی بھرپور مسکراہٹ اس کے عنابی ہونٹوں پر ابھر کر غائب ہوئی تھی۔ وہ دو قدم آگے بڑھ کر اس کے نزدیک آیا اور بڑی توجہ سے اسے دیکھا جو اس کے لیئے اپنی فکر مندی ظاہر کر کے اب شرمندگی سے سر جھکائے کھڑی تھی۔

چند لمحے اسے دیکھنے کے بعد کایان نے آگے بڑھ کر اسے اپنے حصار میں لیتے ہوئے نرمی سے اس کے بالوں کا جوڑا کھولا۔

سنہرے بال تیزی سے بکھرے تھے۔ بڑا ہی من پسند منظر تھا۔

"سنو!" اس نے حصار تنگ کیا اور ارینا کے

کان کی لو کو دھیرے سے چھوا۔

"کیا تم مجھے روکو گی نہیں؟ مسز کایان سعدی!" وہ گھمبیر جذبوں سے بوجھل آواز میں

سوال کر رہا تھا۔

اسے کایان کو روکنا چاہیئے تھا مگر وہ جانتی تھی کہ کایان کو روکنا اس کے بس میں نہیں

ہے۔ شاید کایان جیسے گھنے مضبوط شجر کے سایہ میں اب وہ ہر خوف بھلا کر آنکھیں موند

لینا چاہتی تھی۔ اسے خود نہیں پتہ تھا وہ کیا چاہتی تھی مگر کایان کی قربت۔۔۔ اس کا انداز

۔۔۔ ارینا کی پلکیں شرم سے بھاری ہو کر جھک گئی تھیں۔ چہرے پر سرخی سی جھلکنے لگی

تھی۔

کایان سعدی سکون سے شہادت کی انگلی سے اس کا صبیح چہرہ اوپر کیئے اسے دیکھ رہا تھا۔

چاند چہرہ، ستارہ سبز آنکھوں پر اس کی قربت کے بوجھ سے جھکی گھنی سایہ فگن پلکیں، کپکپاتے ہوئے سرخ لب۔

"آئی کانٹ گیٹ انف آف یو مائی اسپیشل لیڈی!" وہ بڑبڑایا۔

"تمہیں کتنا ہی دیکھ لوں پر دل نہیں بھرتا۔" کایان نے بے خودی میں اس کے کانوں میں سرگوشی کی تھی۔

"تمہیں یوں اپنے ساتھ، اپنے پاس اپنے نام سے جڑے دیکھنے کی خواہش مجھے عرصے سے تھی۔" وہ آہستہ آہستہ سارے پردے گرا رہا تھا۔

ارینا کو بیڈ پر بٹھا کر وہ پلٹا، اس نے لائٹ آف کی اور مضبوط قدموں سے چلتا ہوا اس کے نزدیک آ کر دو زانو ہو کر بیٹھا۔

"میں تمہیں پیار کرنا چاہتا ہوں، اپنا بنانا چاہتا ہوں۔" وہ ارینا کے جھکے سر کو بغور دیکھ رہا تھا۔

"جانتی ہوں۔" وہ بنا لب ہلائے دل میں بولی تھی کہ وہ ایک عورت تھی، اور خدا نے عورتوں کی چھٹی حس بہت تیز رکھی ہے۔ وہ خود پر پڑنے والی نگاہیں اچھی طرح سے پہچان جاتی ہیں۔ تو ارینا کیسے بھول جاتی کہ جب جب کایان سعدی اس کی عدالت میں آیا تھا اس کی آنکھوں کی لپک اور جذبات سے وہ ہر لمحے واقف رہی تھی۔

"اجازت ہے؟" کایان نے اس کی جھکی نظروں کے آگے اپنی مضبوط مردانہ ہتھیلی پھیلائی تھی۔

محبت کے سائے ایک بار پھر ارینا علوی کی بے رنگ زندگی میں رنگ بھرنے کے لیئے اپنے پر پھیلانے لگے تھے۔

ارینا نے بڑی مشکل سے اپنا کپکپاتا ہوا نازک صاف شفاف ہاتھ اس کی چوڑی ہتھیلی پر رکھا تھا۔

"یہ سب ایک خواب سا ہے۔" کایان نے اٹھتے ہوئے اسے اپنے حصار میں لیا۔

"تم اتنا گھبرا کیوں رہی ہو سوئیٹ ہارٹ ؟" اس نے اپنے حصار میں لرزتی ہوئی ارینا سے بڑی توجہ سے پوچھا تھا۔

"کایان یہ ٹھیک نہیں۔" وہ گھبرا رہی تھی۔

"مجھے تنگ مت کرو قلب کایان۔" کایان نے اس کے لبوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش کیا۔

"میں برسوں سے اس لمحے کا، اس دن سے انتظار کر رہا تھا۔ جب پہلی بار میں نے اپنے ٹرائل کے دن تمہیں کورٹ میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا تھا۔" وہ سکون سے اس کے بالوں کو سہلا رہا تھا جیسے اس سے زیادہ اہم اور کوئی کام نہ ہو۔

"مگر۔۔۔۔"

"کچھ مت کہو۔ بس ان خوبصورت لمحوں کو محسوس کرو۔ ہم دونوں کو سکون کی ضرورت ہے اور سکون صرف اور صرف اپنے محرم کی قربت میں ہی ملتا ہے۔ اور

اب۔۔۔۔۔'' وہ رکا اور ارینا کا چہرہ اوپر اٹھاتے ہوئے اس کی سبز آنکھوں میں اپنی آنکھیں ڈالیں۔

"اب میں مزید انتظار نہیں کر سکتا سوئیٹ ہارٹ!" کایان نے بات ہی ختم کردی تھی۔

------------*

صبح ایک جھٹکے سے اس کی آنکھ کھلی تھی۔ ایک گہرا سانس لے کر وہ اٹھنے لگا تھا جب اس کی نظر اپنے پہلو میں لیٹی ہوئی ارینا پر پڑی۔ وہ گہری نیند سو رہی تھی۔ براؤن سنہری آمیزش بال تکیہ پر بکھرے ہوئے تھے۔ گلابی لب نیم وا تھے۔ ارینا کا دلکش چہرہ اس کی نظروں کے سامنے تھا۔

"وائف! میری وائف۔۔۔ مسز کایان! میرا دل، قلب کایان!" وہ اسے دیکھتا ہوا بڑبڑایا تھا۔ یہ وہ خواب تھا جو اس نے چار سال پہلے دیکھا تھا مگر اس کی تعبیر اتنی حسین ہو گی یہ کبھی نہیں سوچا تھا۔

ارینا شادی شدہ تھی، پریگنینٹ تھی، یہ سن کر ہی وہ اسی وقت پیچھے ہٹ گیا تھا لیکن یہ طے تھا کہ وہ نہیں تو کوئی اور بھی نہیں۔ اور ارینا نے بھی شادی شدہ زندگی کا سکھ صرف چار ماہ ہی دیکھا تھا۔ پھر اس کے شوہر کو ایک حادثے میں مروا دیا گیا تھا۔ اس کی تین سال کی بیٹی پریسا نے تو باپ کی شکل تک نہیں دیکھی تھی۔

کایان سعدی نے آج تک کبھی شادی کا نہیں سوچا تھا، اور اب جب اس کی نوکری بھی نہیں رہی تھی ایسے وقت میں یہ ریلیشن شپ؟ وہ بھی ارینا جیسی عورت کے ساتھ جو پڑھی لکھی، باوقار، ایک بلند مقام والی عورت تھی۔ کیا یہ مناسب تھا؟ وہ الجھ رہا تھا مگر اندر کہیں اطمینانِ سا تھا کہ وہ اس کی ہو چکی ہے۔

کایان سعدی کی آنکھوں میں اپنے کئی ساتھیوں کی شہادت، ان کے لاشے، ان کی بیواؤں کے چہرے آرہے تھے۔اس کے دوست ساتھی پارٹنر احمر عباس کی شہادت۔۔۔کتنے ہی ایسے مشنز تھے جن پر وہ موت سے ٹکرا کر واپس آیا تھا۔اس کے جسم پر ان گنت چاقو، گولیوں اور زخموں کے نشانات تھے ن

وہ سر جھٹکتا ہوا دوبارہ سے اپنے پہلو میں سوئی ہوئی ارینا کی طرف متوجہ ہوا۔

"یہی تو زندگی ہے۔"اس نے جھک کر اس کے ماتھے کو لبوں سے چھوا۔

"قلب کایان!"وہ ارینا کے چہرے کی سمت جھکا۔

"مجھے سب بھلا دو۔ساری بری یادیں ختم کردو۔میں تمہارے ساتھ ایک نئی زندگی جینا چاہتا ہوں، تم ہی مجھے ایک نئی زندگی دے سکتی ہو۔جہاں صرف تم، میں اور ہماری بیٹی پریسا ہوں۔"وہ اس کے چہرے پر سے لٹیں ہٹاتے ہوئے سرگوشیاں کررہا تھا۔

صبح کے سات بج رہے تھے۔ارینا نہ جانے کتنے عرصے بعد اتنی پر سکون نیند سوئی تھی۔

مگر وہ لیٹ ہو رہا تھا، اسے کام پر نکلنا تھا۔

نہ جانے کیوں پر آج کی صبح اسے بہت روشن اور تابناک محسوس ہو رہی تھی۔

وہ آہستگی سے ارینا کی تابناک پیشانی پر پھول کھلاتا ہوا اٹھا۔اب اسے پریسا کی تلاش میں نکلنا تھا۔ جلد از جلد پریسا کو گھر لا کر اسے انٹیلیجنس سے رابطہ کرنا تھا کہ تین سال پہلے جو جاب اسے حکومت کی طرف سے آفر کی گئی تھی وہ اب بھی ویلڈ تھی کہ نہیں۔ ظاہر ہے اب اس پر ارینا کے ساتھ ساتھ پریسا کی بھی ذمہ داری تھی۔پریسا۔۔۔۔اس کیوٹ سی بچی کی تصویر اس کی آنکھوں میں اتری تھی۔

وہ واش روم سے فریش ہو کر باہر نکلا۔ سامنے بیڈ پر لیٹی ارینا نیند سے جاگنے لگی تھی۔ وہ سکون سے دیوار سے ٹیک لگائے اسے دیکھ رہا تھا۔

ارینا مندی مندی آنکھیں کھول کر انگڑائی لیتی ہوئی اٹھی تھی اور۔۔۔اس کی آنکھوں میں رات کے سارے واقعات ابھرنے لگے تھے۔

اس دلربا کے چہرے کے زاویے تیزی سے بدل رہے تھے۔وہ گھبرا کر کھڑی ہونے لگی تھی کہ سامنے دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑے کایان کو دیکھ کر دوبارہ چادر سے خود کو کور کر کے بیٹھ گئی۔

"کایان!" اس کی آواز میں ایک گلٹ سا تھا۔

"گڈمارننگ قلب کایان!" وہ سیدھا ہوا۔

"گڈمارننگ!" وہ اس سے نظریں چرائے دھیمے لہجے میں بولی۔

"نظریں کیوں چرا رہی ہو؟" کایان نے نزدیک آکر بلا کی سنجیدگی سے اس کا چہرہ اوپر کرتے ہوئے پوچھا۔

"ٹائم۔۔۔ٹائم کیا ہوا ہے؟" ارینا نے سوال کیا۔

"آٹھ بجنے والے ہیں۔۔"کایان نے جواب دیا۔

"میں۔۔۔۔۔تم سے۔۔۔میں بہت شرمندہ ہوں۔"ارینا کے چہرے پر شرمساری صاف نظر آرہی تھی۔

"ڈیم اٹ ! میں جانتا تھا۔"وہ تیزی سے اپنی مٹھیاں بھینچتا ہوا بستر سے اٹھا۔

"ویٹ کایان !"ارینا کو لمحہ میں اپنی غلطی کا احساس ہوا تھا۔

"میں پتھر نہیں ہوں ارینا!اور جب میری ہی بیوی کو میرے ساتھ پر شرمندگی ہو تو اس کا مطلب سب ختم، گیم اوور !"وہ غرایا۔

"نہیں کایان ! میں تمارے ساتھ پر شرمندہ نہیں ہوں، میں۔۔۔میں تو خود پر شرمندہ ہوں۔"ارینا نے اپنے لب کچلے۔اس کی آواز ٹوٹی بکھری ہوئی سی تھی۔

"مم۔۔۔میں ایسا کیسے کر سکتی ہوں؟اپنی بچی کو بھول کر ایسے کیسے۔۔۔؟"وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔

"میں نے رات صرف اپنا سوچا اور۔۔۔ تم نے مجھے اتنا اسپیشل فیل کرایا کہ میں۔ن۔۔ میں کیسے اتنی خود غرض ہوگئی کہ اپنی بچی کو بھول گئی؟" ارینا کا دکھڑا سن کر طمانیت کی ایک لہر نے کایان کے وجود کو سکون بخشا تھا۔ وہ اس کے ساتھ پر شرمندہ نہیں تھی یہ سوچ کر اس کے تنے ہوئے اعصاب پر سکون ہوئے تھے۔

وہ آگے بڑھا اور بیڈ کے کنارے پر بیٹھ کر اس نے ارینا کے دونوں بازوؤں کو اپنی گرفت میں لیتے ہوئے اسے اپنے نزدیک کیا تھا۔

"تم بالکل بھی خو غرض نہیں ہو۔" کایان نے اس کی آنکھوں میں جھانکا۔

"تم ایک اچھے دل کی مالک، محبت کرنے والی لڑکی، ایک بہترین ماں ہو اور سب سے بڑھ کر اچھی انسان ہو۔ ہم دونوں ہی انسان ہیں قلب کایان!" اس نے ارینا کے بالوں کو مٹھی میں بھر ناک کے نزدیک لاتے ہوئے ایک گہرا سانس بھرا۔

"کل رات تمہیں زندگی کے رنگ محسوس کرنے کی ضرورت تھی۔ ورنہ تمہارا نروس بریک ڈاؤن ہو جانا تھا اور مجھے۔۔۔" وہ رکا۔

"مجھے تمہاری ضرورت تھی۔" کایان کی بات نے اس کے چہرے پر گلال بکھیر دیا تھا۔

وہ اسے بہت کچھ بتا سکتا تھا کہ کیسے اس کی خالی ویران زندگی میں وہ ایک خوشگوار بہار کا جھونکا بن گئی تھی۔ اس کا تنہائی سے بھرپور بچپن، پھر فوج، اس سب نے اسے ڈسپلن تو سکھایا تھا مگر پیار۔۔۔'

"نہیں! مجھے یوں آؤٹ آف کنٹرول نہیں ہونا چاہیئے تھا۔" ارینا نے سرگوشی میں بولتے ہوئے چادر کو اپنی مٹھی میں جکڑا تھا۔

"میں نے سب بھلا دیا، اگنور کر دیا۔ میری بیٹی، میری ذمہ داریاں، میری بیوگی۔۔۔ سب بھلا دیا۔"

"تو؟"کایان نے سنجیدگی سے ابرو اچکا کر اسے دیکھا جو شرمندہ سی تھی۔

"تمہیں یوں نکاح کے لئیے کہنا، پھر یہ سب۔۔۔ مجھے گلٹی سا محسوس ہو رہا ہے

کایان!"اس کا لہجہ بھرا گیا تھا۔

"ہمم۔۔۔ تو تم اپنے اس گلٹ کی وجہ سے وہ کمفرٹ، وہ سکون جو ایک دوسرے کی

قربت میں ہم نے حاصل کیا تھا سب برباد کر دو گی؟"کایان نے نرمی سے سوال کیا۔

"اگر میں کہوں کہ میں بھی شرمندہ ہوں تو کیا تم بہتر فیل کرو گی؟"ں وہ اس کی

مٹھیوں سے چادر چھڑوا کر نرمی سے اس کی ہتھیلیوں کو دباتے ہوئے سوال کر رہا تھا۔

"کیا تم۔۔۔ تم شرمندہ ہو؟"ارینا نے بمشکل سوال کیا۔

"رات ہمارے درمیان جو بھی ہوا وہ بہت خوبصورت تھا، ایک عہد تھا، ایک پاک

رشتے کو نبھانے کا عہد وفا، ایک مستقبل کی بنیاد۔ تمہارے، پریسا اور میرے مستقبل کی

مضبوط بنیاد۔ اتنی اداس مت ہو قلب کایان!"اس نے ارینا کے چہرے کو اوپر اٹھایا۔

"باشو داداب تمہارے نزدیک آنا تو دور کی بات تمہیں نقصان پہنچانے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ وہ اب اتنا بھی پاورفل نہیں ہے۔ ہم اسے آسانی سے ہرا سکتے ہیں، اور اپنی بیٹی کو بھی واپس لائینگے۔" اس نے ارینا کی آنکھوں پر اپنے لب رکھ کر آنکھیں موندلی تھیں۔

-------------*

وہ پرسکون سا آنکھیں بند کیئے ارینا کے سنہری سلکی بالوں پر بڑے حق سے اپنے لب رکھے ہوئے تھا جنہیں چھونے کی تمنا نہ جانے کتنے برسوں سے اس کے دل میں تھی ۔ گھڑی پر بجتی بیپ نے اسے وقت کا احساس دلایا۔ ابھی اس کا جانا بہت ضروری تھا لیکن وہ یوں ارینا کو سوچوں میں گھرا چھوڑ کر جانا نہیں چاہتا تھا۔

"اداس مت ہو سوئیٹ ہارٹ ! سب ٹھیک ہو جائے گا۔" وہ نرمی سے اس کے بالوں کو اپنی کھردری انگلیوں سے سہلاتے ہوئے سرگوشی میں بولتے ہوئے آہستگی سے اس سے الگ ہوا اور بستر سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"تمہاری ساری فکریں، ساری پریشانیاں اب میری ہیں۔ تم آرام کرو۔ جتنی دیر تک مزید سو سکتی ہو سو جاؤ۔ میں تب تک باہر کا ایک چکر لگا کر آتا ہوں۔" وہ نرمی سے اس کی پیشانی کو لبوں سے چھوتا ہوا اسے آرام کرنے کی تلقین کرتا کمرے سے نکل گیا۔ اس کا ارادہ پہلے باہر جاگنگ کرنے اور آس پاس کہیں کوئی نگرانی تو نہیں کر رہا نہیں چیک کرنے کا تھا۔

"قلب کا یان۔" اس کے جانے کے بعد ارینا نے رات اس کا خود کو دیا ہوا لقب دہرایا، پھر مسکرا کر اپنی آنکھیں بند کر لیں۔

"وہ ٹھیک ہی تو کہہ رہا تھا۔ یہ پیار، یہ کیئر، یہی تو میرا حوصلہ بڑھائے گا۔" وہ دوبارہ سر تک کمفرٹر اوڑھ سونے لیٹ گئی تھی۔ دل میں خود بخود ایک اطمینان سا اتر آیا تھا۔ کایان تھا تو اب اسے کوئی ڈر نہیں تھا۔

"میں، تم اور ہماری بیٹی۔" کایان کے الفاظ سوچتی ہوئی وہ آنکھیں موند گئی تھی۔

------------*

صبح کے دس ساڑھے دس کا وقت تھا۔ سفید ڈینم کی پینٹ اور سفید ہی اسکن ٹائٹ شرٹ میں ملبوس، پیروں میں مہنگے برانڈڈ جوتے پہنے، بالوں کو جیل سے سیٹ کیئے وہ کچن کے کاؤنٹر کے پاس کھڑا اپنی گن کو لوڈ کرنے کے لیے کمر سے بندھے ہولسٹر سے نکال کر رکھ رہا تھا۔ سامنے کاؤنٹر پر میگزین (گولیاں)، پستول، چاقو رکھا ہوا تھا جب اسے ایک دلفریب سی خوشبو کچن کی سمت آتی محسوس ہوئی۔ ایک مسکراہٹ اس کے لبوں پر آکر معدوم ہوئی تھی۔

تازہ دم، فریش سی، چہرے پر گلال لیئے، نازک سی کمر پر اپنے نم بال بکھرائے ارینا اندر داخل ہوئی۔

اس نے سکون سے گن واپس اندر شرٹ پر پہنے ہولسٹر میں رکھ کر تیز دھار چاقو اٹھا کر اپنے سفید موزے کے اندر اڑسام

"ڈونٹ ٹیل می کہ جیسے کوئی گھڑی سیل سے چلتی ہے ویسے ہی تم اس گن سے چلتے ہو۔" ارینا بے ساختہ بول اٹھی تھی کہ اس نے کبھی بھی کایان کو گن کے بغیر نہیں دیکھا تھا۔

"جہاں میں وہیں میری گن۔ اس کے بغیر میں خود کو مکمل محسوس نہیں کرتا۔" وہ مصروف انداز میں اپنی تیاری کرتے ہوئے بولا۔

ارینا بنا کچھ کہے اسٹوو کے پاس آئی اور چائے کا پانی رکھ کر فریج سے دودھ نکالنے لگی۔

"چائے۔" وہ لیدر جیکٹ پہن کر کلائی میں گھڑی باندھ رہا تھا جب ارینا نے اس کے

آگے چائے کا کپ رکھا۔

"کیسا محسوس کر رہی ہو؟" وہ چائے کا کپ اٹھاتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔

"اچھا۔" وہ بلش کر گئی۔

ارینا کا بلش کرنا کایان کے دل میں پھول کھلا گیا تھا۔

"مائی پلیژر میم!" وہ خوشدلی سے بولا۔

کچن میں ایک سناٹا سا چھا گیا تھا۔ وہ دونوں خاموشی سے اپنی اپنی چائے پی رہے تھے۔

اب سے بہتر (72) گھنٹے پہلے تک اس کے اوپر کوئی ذمہ داریاں نہیں تھیں۔ وہ چھڑا

چھانٹ تھا۔ اس دنیا میں کوئی رشتہ ایسا نہیں تھا جو اس کے پیروں کی زنجیر بن سکے، اسے

اپنے ساتھ باندھ سکے۔ مگر اب اس لمحے اسٹوو پر ناشتے کی تیاری کرتی ارینا کو دیکھتے ہوئے اسے احساس ہو رہا تھا کہ اب اس کے اوپر ایک بھاری ذمہ داری تھی۔

ارینا علوی جواب مسز کایان سعدی تھی، جو حقیقتاً قلب کایان تھی، اسے خوش رکھنے کی ذمہ داری، اسے محبت دینے کی ذمہ داریز اس کی حفاظت اپنی جان سے بڑھ کر کرنے کی زمہ داری۔ وہ نکلنے لگا تھا۔

"میں نے وہ وائس میج دوبارہ سنا تھا۔" ارینا کی آواز سن کر اس نے پلٹ کر دیکھا۔

"میں امیجن کرنے کی کوشش کر رہی تھی کہ یہ سب کہتے ہوئے پریسا کی کیا فیلنگز ہو نگیں، مگر پھر میں رک گئی۔" ارینا خاموش ہوئی۔ ایک گہرا سانس بھرا، دوسری طرف کایان اسے بغور دیکھ رہا تھا۔

"ایک بار جب میں تین یا شاید چار سال کی تھی، ڈیڈی اور ماں کے ساتھ ہاکس بے گئی تھی۔ وہاں بہت بھیڑ تھی۔ میں اس بھیڑ میں گم ہو گئی تھی۔ چھوٹی بچی تھی، مجھے صرف

لوگوں کے گھٹنے اور جوتے نظر آرہے تھے۔ سب ایک سے لگ رہے تھے۔ میں بہت ڈر گئی تھی، اتنا کہ مجھ سے رویا بھی نہیں جا رہا تھا۔" ارینا سر جھکا کر آنکھوں میں اترتی ہوئی نمی کو روکنے کی کوشش کرنے لگی جب کایان دو قدم آگے بڑھ کر اس کے نزدیک آیا اور آہستگی سے اس کا گلاب چہرہ اپنی شہادت کی انگلی سے اوپر اپنے مد مقابل اٹھایا۔

"پھر تم نے کیا کیا؟" وہ بے تاثر چہرے کے ساتھ پوچھ رہا تھا۔

"میں وہاں کونے پر ایک پتھر کے اوپر چڑھ کر بیٹھ گئی۔ ماں نے کہا تھا کہ پانی اور مٹی سے اپنے کپڑے اور جوتے خراب مت کرنا۔" وہ اپنی ماں کو یاد کر کے مسکرائی۔

"اس وقت مجھے یہی خیال تھا کہ ماں نے کپڑے اور جوتے خراب کرنے سے منع کیا تھا۔" وہ سادگی سے بتا رہی تھی۔ کایان کا دل چاہا کہ اسے اپنی پناہ میں لیکر ساری پرانی یادیں بھلا دے۔ مگر اس نے خود کو روکا کہ وہ خود بھی تو جس فیلڈ سے منسلک تھا جتنے اس کے دشمن تھے وہ تو خود اس کے لئیے ایک یاد بری یا شاید اچھی بن کر رہ سکتا تھا۔ اور

یادیں اچھی ہوں یا بری دونوں ہی بچھڑ جانے والوں کو بہت دکھ دیتی ہیں۔اگر وہ کسی دشمن کی انجان گولی کا شکار ہو کر مر گیا تو؟اس نے لمحے میں سوچ لیا تھا کہ ارینا کو خود سے اتنا اٹیچ نہیں کریگا کہ اس کے مرنے کے بعد وہ ایک بار پھر درد سے گزرے۔

"تم ایک اچھی بچی تھیں جو اپنے پیرنٹس کی بات کو فالو کرتی تھیں۔"کایان نے اسے اپنے سینے میں چھپالینے کی خواہش کو دباتے ہوئے سرسری انداز میں کہا۔

"یس! میں ہمیشہ ماں اور ڈیڈی کی بات مانتی تھی۔۔۔۔پھر اس دن کچھ دیر بعد ہی میرے ڈیڈی نے مجھے ڈھونڈ لیا تھا۔انہوں نے کہا کہ تم بہت اسمارٹ بچی ہو جو ایک سیف جگہ پر رک کر ان کا انتظار کر رہی تھیں۔انہوں نے کہا کہ میں بڑی ہو کر ایک بہت اچھی اٹارنی بن سکتی ہوں۔کیونکہ میں لاجک بہت اچھی طرح سے سمجھ جاتی ہوں۔"وہ مسکرائی،ایک دکھ بھری اداس مسکراہٹ۔۔۔

"اس وقت تو مجھے اٹارنی یا لاجک دونوں کا ہی مطلب تک نہیں پتا تھا۔" ارینا کی مسکراہٹ معدوم ہوئی تھی۔

"میرے ابا کہتے تھے کہ کوشش کرو سب کو پیار سے سمجھاؤ، نرمی سے بڑے بڑے بدل جاتے ہیں لیکن۔۔۔۔" وہ اس کے پاس کھڑا کاؤنٹر ٹاپ پر اپنی انگلیاں بجا رہا تھا۔

"احمر عباس۔۔۔ وہ بھی انہیں باتوں پر اور لاجکس پر یقین رکھتا تھا۔" کایان نے سنجیدگی سے ارینا کو دیکھا۔

"وہ صرف ستائیس سال کا تھا جب اسے شہید کیا گیا۔ ایک آئیڈلسٹ جو اس ملک کے سسٹم پر، قانون پر یقین کرتا تھا۔" کایان رکا ارینا کی سبز آنکھوں میں جھانکا۔

"بالکل تمہاری طرح!" کایان نے بات مکمل کی۔

"میں نے اسے سمجھایا تھا کہ کبھی بھی اپنے پارٹنر کے علاوہ کسی پر بھروسہ مت کرنا۔ مگر اس نے میری بات نہیں سنی اور۔۔۔ اس بچے کی باتوں میں آگیا جو اسے موت کے

شکنجے تک لے گیا۔ وہ چودہ سال کا بچہ جسے اپنی دانست میں وہ بچا رہا تھا حقیقتاً باشو کا مخبر تھا۔ اس نے ہی باشو کو ہمارے سیف ہاؤس کی ٹپ دی اور پھر۔۔۔۔۔" کایان کی آنکھیں لہو رنگ ہو گئی تھیں۔

ارینا نے جھجکتے ہوئے آگے بڑھ کر اپنا ہاتھ اس کے کاندھے پر رکھا۔ کایان نے سنجیدگی سے اسے دیکھا تھا۔ اس کی آنکھیں خالی ویران تھیں۔ ارینا کو افسوس ہوا۔

"کایان! احمر عباس تمہارا پارٹنر، ایک سمجھدار اور میچیور آدمی تھا۔ غلطی اس نے کی تھی، تم نے نہیں۔ خدا کے لئیے یوں خود کو بلیم کرنا بند کر دو۔ مت ختم کرو خود کو۔ اس سب میں تمہارا کوئی قصور نہیں تھا۔" وہ اسے سچے دل سے سمجھا رہی تھی۔ کایان نے اپنی انگلیوں سے اس کے چہرے پر آتے بال ہٹائے۔

"میرے بہت سارے دوست نہیں تھے۔ ایک انڈر کوور ایجنٹ کے طور پر ٹرینڈ ہونا، پھر ورک کرنا، یہ پرائیوٹ لائف ختم کر دیتا ہے۔ نہ فیملی رہتی ہے نہ دوست بنتے ہیں۔

اگر کچھ بنتا ہے تو صرف دشمن بنتے ہیں۔ وہ میرا جونیئر تھا اور دل کے بہت قریب تھا۔

میں شاید اسے مس کرتا ہوں اسی لیئے افسوس ہوتا ہے کہ کاش میں اسے بچا پاتا۔" وہ

سپاٹ لہجے میں بات کر رہا تھا اور ارینا کا دل اس کے درد سے بھرا جا رہا تھا۔ اس نے

آہستگی سے کایان کے ہاتھ کو تھاما۔

کایان نے اپنے ہاتھ کو تھامنے والے نازک مومی شفاف ہاتھ کو دیکھا اور اپنی انگلیاں ارینا

کی انگلیوں میں پھنسائیں۔ اب وہ اس کے ہاتھ کی نرمی محسوس کر رہا تھا۔

"میں سمجھ سکتی ہوں، ایک جج کی زندگی بھی کچھ کچھ ایسی ہی ہوتی ہے۔ میں جب سے جج

بنی ہوں تب سے آج تک میں نے اپنے اٹارنی کولیگز، فرینڈز کو نہیں دیکھا کہ کہیں اقربا

پروری کا الزام نہ لگ جائے۔ تو کچھ حاسد بن گئے، رشتے دار بھی دور ہو گئے کہ یہ جج

ہے، اس کے نہ جانے کتنے دشمن ہونگے جو انہیں بھی نقصان پہنچا دیں۔ کایان یہ دنیا جو

ہے نا یہ صرف اپنا نفع نقصان دیکھتی ہے۔" وہ اس کے مضبوط، کھردرے ہاتھ کو

مضبوطی سے تھامے اسے سمجھا رہی تھی جب کایان کی آنکھوں میں اس کی باتوں سے

ایک گرم جوشی سی، ایک چمک سی ابھری تھی جو ارینا کو مسحور کر گئی تھی۔ وہ سخت دل اور پتھر آدمی تھا جس کا جذبات سے، احساسات سے دور دور تک کوئی واسطہ نہیں تھا لیکن "ارینا کایان سعدی" نے اس کے دل کو چھو لیا تھا۔ اور اب یوں ہاتھ تھام کر اسے بچوں کی طرح سمجھانے کی کوشش کرنا، اسے اداسی سے نکالنے کی کوشش کرنا۔۔۔ وہ برسوں بعد دل سے مسکرایا۔ وہ ارینا کی انگلیوں میں پھنسے ہاتھ کو اٹھا کر اپنے لبوں تک لے گیا۔

"کاش تم مجھے بہت پہلے مل گئی ہوتیں قلب کایان!" اس نے بڑی نرمی سے اس کے مومی ہاتھ کی پشت پر بوسہ دیا تھا۔

کایان کا لمس۔۔۔ ارینا کے دل میں بہت سے ان کہے ان سنے جذبات سر اٹھانے لگے تھے۔

"یہ محبت تو نہیں؟ نہیں نہیں یہ محبت نہیں ہو سکتی۔" اس نے خود کو ڈپٹا مگر اسے کایان کا دکھ محسوس ہو رہا تھا۔ وہ اسے اداس نہیں دیکھ پا رہی تھی۔ ان دونوں کے درمیان کا رشتہ بھی کچھ عجیب سا تھا۔ وہ دونوں ہی ایک دوسرے سے بہت الگ الگ تھے۔ جن باتوں پر وہ یقین رکھتی تھی وہ ان کے خلاف تھا مگر۔۔۔

اس نے ارینا سے شادی صرف اس کی پروٹیکشن کے لیئے کی تھی جسے وہ نکاح سے پہلے ہی جتا چکا تھا۔ نہ وہ اس سے محبت کرتا تھا اور نہ ہی ارینا اس سے محبت کرتی تھی۔ اور کوئی بھی ریلیشن شپ بنا محبت کے ورک آؤٹ نہیں کرتی۔ تو یہ رشتہ صرف ایک کیس تک تھا؟ رات ان دونوں کے بیچ جو کچھ ہوا وہ دونوں ہی میچیور تھے اور انہیں ایک دوسرے کی ضرورت تھی، وہ صرف ایک ضرورت تھی؟ ارینا کا دل دکھا۔

"بریک فاسٹ کے بارے میں کیا خیال ہے؟ چلو آج میں تمہیں کسی اچھے سے ریسٹورنٹ میں بریک فاسٹ کرواتا ہوں۔" کایان جو کافی دیر سے اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ کو سکون سے دیکھ رہا تھا اچانک سے بولا تو وہ اپنی سوچوں سے باہر نکلی۔

"آفر اچھی ہے لیکن مجھے ریڈی ہونا ہو گا۔" وہ زبردستی بشاشت کا مظاہرہ کرتی ہوئی مسکرائی تھی۔

کایان نے دھیرے سے اس کا ہاتھ دبا کر چھوڑ دیا تھا۔ وہ اپنا چائے کا کپ اٹھا کر ڈائننگ روم میں چلی گئی تھی۔ کایان نے باہر برآمدے کا رخ کیا اور صحن میں پڑا اتوار کا اخبار اٹھا کر اندر آیا اور پہلا صفحہ اٹھا کر باقی اخبار ارینا کے سامنے میز پر رکھ دیا جو اداسی سے اخبار میں کارٹون سیکشن کھول کر دیکھ رہی تھی۔

"کیا ہوا؟" کایان نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"سنڈے مارننگ ہمارا اسپیشل ٹائم ہوتا تھا، میرا اور پریسا کا۔" وہ اداسی سے پیپر پر کارٹونز کی پکس دیکھ رہی تھی۔

کایان کے جوتوں کی دھمک فرش پر ابھری تھی۔ وہ کرسی گھسیٹ کر اس کے پاس بیٹھ گیا تھا۔

"مجھے بتاؤ میں سننا چاہتا ہوں۔"

ارینا نے اپنے چائے کے مگ کے کناروں پر انگلیاں پھیریں۔

"میں رات کو ہی کپ میں دودھ چاکلیٹ ڈال کر اس کی چھوٹی میز پر رکھ دیتی تھی۔ وہ اسے میری کافی سمجھتی تھی۔ صبح اٹھ کر وہ پہلے میرے لئیے اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں میں کافی لے کر آتی تھی۔ پھر ہم دونوں ماں بیٹی بستر میں لیٹ کر اخبار پڑھتے تھے۔ اسے کارٹون سیکشن پسند تھا، پڑھنا تو اسے ابھی نہیں آتا مگر وہ تصویریں دیکھتی تھی پھر تیار ہو کر ہم باہر جاتے تھے۔ ادھر سند باد میں وہ بریک فاسٹ کرتی تھی۔ ہماری ٹیبل وہ لوگ ہر اتوار کو بک رکھتے تھے۔" وہ بولتے بولتے چونک کر رکی۔

"مجھے انہیں کال کر کے بکنگ کینسل کر دینی چاہیئے تا کہ ان کا لاس نہ ہو۔" وہ اٹھنے لگی تھی۔ کایان نے اس کے ہاتھ پر اپنا بھاری ہاتھ رکھ کر اسے روکا۔

"کینسل مت کرو۔ مجھے بھی عرصہ ہو گیا ہے کہیں باہر ناشتہ کیئے۔ ہم دونوں چلتے ہیں۔ اس سے تمہارا اسٹریس بھی کم ہو گا اور ہر اتوار کی پریکٹس بھی رہے گی، کیونکہ اگلی بار پریسا کو لیکر جانا ہو گا۔ "کایان نے نرمی سے اس کے ہاتھ کی پشت کو سہلایا تھا۔

"مگر۔۔۔" وہ الجھی۔

"اگر ادھر کسی نے پریسا کا پوچھا تو کور اسٹوری یاد ہے نا؟ وہ اپنے ننھیال لندن وزٹ پر گئی ہوئی ہے۔ اور اس طرح تمہاری پریکٹس بھی ہو جائے گی لوگوں کو پریسا کی غیر موجودگی کے بارے میں بتانے کی۔ اوکے؟" اس نے ارینا کو دیکھا۔

"اوکے۔" وہ دھیمے لہجے میں بولی۔

"میں دس منٹ میں شاور لیکر کپڑے بدل کر آتا ہوں۔ پھر چلتے ہیں۔" وہ اس کا ہاتھ چھوڑتا ہوا کھڑا ہوا۔ اس کی نظریں سفید اور ہلکے پیلے رنگ کی شلوار سوٹ میں ملبوس ارینا پر رکیں۔

"اگر تمہیں دس منٹ سے زیادہ وقت لگے تو بھی میں انتظار کر لونگا۔" اس کی بات سن کر ارینا کے لبوں پر مسکراہٹ ابھری تھی۔

"دس منٹ پرفیکٹ ہیں۔" وہ بھی اخبار سمیٹ کر کھڑی ہوگئی تھی۔

----------*

وہ دونوں اس وقت سندباد کے اندر بنے ریسٹورنٹ کے فیملی کیبن میں موجود تھے۔

"کیا لو گی؟" کایان نے مینیو کارڈ کھولا اور وہ شیشے سے باہر نظر آتی سیاہ شیشیوں والی گاڑی کو دیکھ رہی تھی جو ابھی ریسٹورنٹ کے احاطے میں پارک ہوئی تھی۔

"ادھر مت دیکھو۔" کایان نے سنجیدگی سے مینیو پر نظریں جمائے اسے ٹوکا۔

"وہ۔۔۔وہ ہمیں فالو کر رہے ہیں۔" وہ ہکلائی۔

"جانتا ہوں۔" وہ سکون سے بولا تھا۔اس وقت وہ ایک رف جینز کے اوپر وہی سفید شرٹ اور جیکٹ پہنے ہوئے تھا جس کی ویسٹ میں اس کا ریوالور اور شرٹ کے اوپر ہوسلسٹر میں گن موجود تھی جو جیکٹ سے کوور تھی۔

"کم آن جج! آرڈر کرو۔" کایان نے سنجیدگی سے کہا کہ ویٹر آچکا تھا۔

"گھر چلتے ہیں۔" ارینا کا دل گھبرانے لگا تھا۔

"دو کافی، پین کیک اور چیز آملیٹ۔" کایان نے ان دونوں کے لئیے آرڈر کیا۔

"تم ٹھیک ہو؟" ویٹر کے جانے کے بعد وہ اس سے مخاطب ہوا۔

"یس!" ارینا نے دھیمے لہجے میں جواب دیا۔

"ارینا کایان سعدی!" کایان نے نزدیک ہو کر اس کے شانے پر اپنا بازو پھیلاتے ہوئے اسے اپنے حصار میں لیا۔

"جب تک میں زندہ ہوں تمہیں یوں پریشان ہونے یا کسی سے بھی ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے. ایسا کر کے تم میری توہین کرو گی۔ میں ایسا مرد نہیں جو اپنی عورت کو پریشانی میں اکیلا چھوڑ دے۔ ٹرسٹ ہے نا مجھ پر؟" وہ گہرے لہجے میں سوال کر رہا تھا۔ ارینا نے اپنی نظریں اٹھائیں۔

پہلی بار ان دونوں کی نظریں آپس میں ٹکرا کر ایک دوسرے پر جم سی گئی تھیں۔ کایان اس کی آنکھوں سے دل میں اتر رہا تھا۔ وہ اسے پور پور پڑھ رہا تھا۔

"مجھے لگا۔۔۔" وہ چپ ہو گئی۔

"مجھے بھی۔۔۔۔" کایان نے دھیرے سے اس کے ہلتے لبوں کو چھوا تو وہ سرخ پڑ گئی تھی۔

ویٹر ناشتہ لے آیا تھا۔

"ناشتہ کر لو، پھر ان لوگوں سے بھی نمٹ لینگے۔" کایان نرمی سے الگ ہوا۔

کایان نے ارینا کے آگے رکھی پلیٹ سیدھی کر کے اس میں چیز آملیٹ اور پین کیک رکھ کر فورک ارینا کی سمت بڑھایا۔

"تھینکس!" وہ اسے قدم قدم پر حیران کر رہا تھا۔اس کی اتنی کیئر تو ڈیڈی کے گزر جانے کے بعد کسی نے بھی نہیں کی تھی۔

وہ اس سے چھوٹی چھوٹی باتیں کرتے ہوئے خود بھی ناشتہ کر رہا تھا اور اسے بھی کروا رہا تھا۔

"ناشتے کے بعد جھولوں پر چلنا ہے؟" کایان کے سوال پر ارینا کی آنکھوں میں حیرت ابھری۔

"ہم بچے تھوڑی ہیں جو جھولے لینگے۔وہ تو پریسا۔۔۔۔" وہ چپ ہو گئی۔

"بہت جلد پریسا کو لیکر آؤں گا۔پھر ہم ریس ٹریک پر بھی جائیں گے۔" وہ اطمینان سے اس کی پلیٹ میں سیب کی کاشیں رکھتا ہوا بولا۔

"بس پلیز! اب اور نہیں۔" ارینا نے اسے منع کیا جو وقفے وقفے سے اس کی پلیٹ میں کچھ نہ کچھ ڈالے جا رہا تھا۔

"کچھ نہیں ہوتا تم کھاؤ۔" وہ لاپرواہی سے بولا۔

"ایک جینٹلمین کو لیڈی کی بات ماننی چاہیئے۔" وہ روٹھے ہوئے لہجے میں بولی۔

"ہم دونوں ہی جانتے ہیں کہ میں جینٹلمین نہیں ہوں۔ کیوں جانتے ہیں نا؟" وہ خود آگاہ تھا۔

"تم ایک بہترین انسان ہو کایان!" ارینا نرمی سے بولی تو وہ ہنس پڑا۔

"قلب کایان! تم ہر چیز بہت اسپیشل بنا دیتی ہو۔" کایان نے شہادت کی انگلی سے اس کے نرم چہرے کو چھوا۔

"تمہاری موجودگی نے تو مجھ جیسے میٹل ہیڈ ہارڈ اسٹون مرد کو بھی اسپیشل فیل کرا دیا ہے۔ میں نے آج تک ایسا محسوس نہیں کیا جتنا اچھا میں تم سے نکاح کے بعد سے کر رہا ہوں۔" وہ پوری سچائی سے بولا تھا۔

"تم اسپیشل ہو کایان! بس تھوڑے سے کامپلیکیٹڈ ہو۔" وہ نظریں چرا گئی۔

"میں کامپلیکیٹڈ نہیں ہوں ارینا! میں جانتا ہوں کہ کیا کرنا چاہیئے اور میں کر گزرتا ہوں۔ زیادہ سوچ بچار میں وقت برباد نہیں کرتا۔ اور دنیا کیا سوچے گی مائی فٹ! مجھے اس کی پرواہ نہ تھی، نہ ہے اور نہ ہی کبھی ہو گی۔" وہ سکون سے بول رہا تھا۔ اس کی گہری بولتی ہوئی آنکھوں میں کچھ کر گزرنے کا عزم تھا، ایک انجانی سی کشش تھی۔

------------*

وہ سکون سے ارینا کی سیٹ کے پیچھے اپنا بازو پھیلائے اسے اپنے حصار میں لیئے چائے پی رہا تھا اور ارینا سانس روکے اسے دیکھے جا رہی تھی۔ جب سے وہ اس سے ملی تھی ہر لمحے ہر موڑ پر وہ اسے حیران کر رہا تھا اور رات کے بعد۔۔۔ گزری رات میں کایان کی شدتوں کو سوچتے ہوئے اس کا چہرہ سرخ پڑا تھا۔

"کایان!" اس کے لبوں سے سرگوشی سی نکلی۔

"کیا ہوا؟" وہ چائے کا کپ میز پر رکھ کر اس کی طرف متوجہ ہوا۔

"تم بہت اچھے ہو۔" ارینا نے جھجکتے ہوئے اس کی تعریف کی۔

"اوہ بے بی! اب تم اس طرح کرو گی تو میں خود پر اختیار نہیں رکھ پاؤں گا اور ایسا میں کرنا نہیں چاہتا۔" وہ جھک کر اس کے کان میں سرگوشی کرتا اسے مزید سرخ کر گیا تھا۔

"تم۔۔۔" وہ مزید کچھ کہنے لگا تھا جب اس کی نظر ریسٹورنٹ کی کھڑکی سے باہر نظر آتے پارکنگ لاٹ پر گئیں جہاں باشو دادا کا خاص آدمی اپنی گاڑی پارک کر رہا تھا۔

"شٹ!" وہ تیزی سے سیدھا ہوا۔

"کیا ہوا؟" ارینا پریشان ہوئی۔

"اٹھو ہمیں فوراً یہاں سے نکلنا ہوگا۔" وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے ساتھ لگاتا ہوا تیزی سے باہر نکل کر پارکنگ کی مخالف سمت کی جانب بڑھ گیا تھا۔

"کایان ہماری گاڑی ادھر ہے۔" ارینا نے اسے ٹوکا۔

"جانتا ہوں ن" وہ سنجیدگی سے بولتا ہوا اسے ریسٹورنٹ کی بیک سائیڈ پر لے آیا تھا۔

"تم یہیں رکو، ایک انچ بھی یہاں سے ہلنا مت۔ میں گاڑی لاتا ہوں۔" وہ اسے ایک محفوظ مقام پر چھوڑ کر محتاط انداز سے چاروں اطراف دیکھتا ہوا پارکنگ سے گاڑی لانے چلا گیا تھا۔

"بیٹھو۔" تین چار منٹ بعد ہی وہ گاڑی ارینا کے پاس لا کر روک چکا تھا۔

"اب اس کھیل کو ختم ہو جانا چاہئیے اسی لیئے میرا ارادہ آج شام میں شرمین سے جا کر ملنے کا ہے۔اس بار میں اس بیچ کا منہ کھلوا کر رہونگا۔" وہ سکون سے گاڑی چلاتا ہوا بولا۔

"نہیں تم ایسے کیسے کسی عورت کو ٹارچر کر سکتے ہو؟ یہ مناسب نہیں ہے۔میں تمہیں ایسا کچھ کرنے نہیں دونگی۔" ارینا نے فوری انکار کیا۔

" قلب کایان شاید تم بھول گئی ہو۔خیر میں یاد دلا دیتا ہوں کہ تم مجھے اس کیس میں مکمل فری ہینڈ دے چکی ہو۔" کایان نے سنجیدگی سے اسے یاد دلایا۔

"ہاں مگر۔۔۔دیکھو میرے ذہن سے اس بیچاری عورت کا روتا ہوا چہرہ نہیں نکل رہا۔وہ بھی ایک وکٹم ہی ہے جسے باشودادا نے استعمال کیا اور۔۔۔اس کا ایک بچہ بھی تو ہے جسے اپنی ماں کی ضرورت ہے تو تم۔۔۔۔۔" وہ بولتے بولتے چپ ہو گئی کہ کایان کے ماتھے پر پڑتے بل اس نے دیکھ لیئے تھے۔

"پلیز کایان! ٹرائے ٹو انڈر اسٹینڈ!" ارینا نے بیچارگی سے اسے دیکھا جو کچھ سننا ہی نہیں چاہتا تھا۔ جس کے ماتھے کی تیوریاں صاف بتا رہی تھیں کہ اسے ارینا کا اس معاملے میں بولنا پسند نہیں آیا تھا۔

"یہاں مجھے نہیں تمہیں سمجھنے کی ضرورت ہے یور آنر! میں اسے ہرٹ نہیں کرونگا نہ ہی اس کو جان سے مارونگا۔ بس اسے ڈراؤں گا، تھوڑا دھمکاؤں گا، جھوٹا یقین دلاؤں گا کہ اگر اس نے زبان نہیں کھولی تو وہ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے گی ل۔ بس ڈرانا دھمکانا ہے اور کچھ نہیں۔" وہ سکون سے بولا۔

ارینا اس کی بات سمجھ رہی تھی مگر ابھی بھی اس کی آنکھوں میں وہ منظر تھا جب شرمین کو دیوار سے لگائے، چہرے پر بلا کی کرختگی لئیے کایان نے اس کی گردن پر چاقو رکھا ہوا تھا۔

"کیا تم پریسا کو اس عورت کی مدد کے بغیر تلاش نہیں کر سکتے؟" ارینا کے لبوں سے پھسلا۔

"دیکھو مجھے یقین ہے کہ تم کر سکتے ہو۔" وہ یقین دلاتے انداز میں بولی تو کایان نے گردن موڑ کر ساتھ بیٹھی ارینا کو دیکھا جو اپنی سبز آنکھوں میں التجا لیئے اسے دیکھ رہی تھی۔

"میں واقعی الو کا پٹھا ہوں۔ کس گدھے نے کہا تھا کہ محبت کرو۔" وہ اس کی سبز آنکھوں کو دیکھتا ہوا بڑبڑایا کہ اسے اپنے معاملات میں دخل اندازی پسند نہیں تھین

"اوکے صرف تمہارے لیئے میں اس عورت کو انٹیروگیٹ نہیں کرونگا۔" وہ ارینا کے آگے اپنے مزاج کے برخلاف جاکر ہار مان گیا تھا۔

"تھینک یو!" وہ مسکرائی۔

ارینا کے چہرے کی مسکان نے کایان کے اندر ایک سکون کی لہر دوڑادی تھی۔وہ خاموشی سے گھر کی طرف ڈرائیو کر رہا تھا۔

"پریسا ہوتی تو وہ یہ لانگ ڈرائیو بہت انجوائے کرتی۔" ارینا نے کھوئے کھوئے انداز میں کھڑکی سے باہر جھانکا۔

گھر پہنچتے ہی ارینا اتر کر اندر پریسا کے کمرے میں چلی گئی تھی اور وہ۔۔۔وہ گاڑی لاک کر کے اسی سے ٹیک لگا کر جیب سے سگار نکال کر لبوں سے لگاتا ہوا لائیٹر سے سلگانے لگا تھا۔اس کے چہرے پر سوچ کی گہری لکیریں نمایاں تھیں۔

ارینا علوی کے گھر میں رہنا۔۔۔۔

اس سے نکاح کرنا۔۔۔۔

نکاح کر کے رشتے کو آگے بڑھا دینا۔۔۔۔۔

کہیں یہ سب کوئی غلطی تو نہیں تھی؟

وہ چاہ کر بھی خود کو ارینا سے دور نہیں رکھ پارہا تھا۔ایک بار کی قربت مزید کی خواہش بیدار کر گئی تھی۔

کایان نے سگار کا گہرا کش لگا کر اسے زمین پر پھینک کر اپنے بوٹ سے مسلا اور چاروں اطراف چوکنے انداز سے دیکھتا ہوا گھر کے اندر داخل ہو کر دروازہ لاک کر کے آگے بڑھ گیا۔ارینا علوی اس وقت پریسا کے کمرے میں تھی۔وہ کمرے کے دروازے کے پاس رکا۔

وہ پریسا کے بیڈ پر بیٹھی اس کی تصویر اپنے ہاتھوں میں لیئے اس پر پیار سے انگلیاں پھیر رہی تھی۔

کایان کے چہرے کے عضلات تن گئے تھے۔

ارینااور اس کی بیٹی پریسا کو اس کے لئیے صرف ایک کیس ہونا چاہئے تھا، بس ایک کیس! اسے باشو کو مار کر پریسا کو اس کی قید سے آزاد کرانا تھا۔ پھر اریناس کی شکر گزار ہوتی، شکریہ ادا کرتی اور بس کہانی ختم! مگر۔۔۔۔

سچائی یہ تھی کہ وہ ارینا علوی کو اپنی دسترس میں دیکھ کر ایک گھر کا خواب دیکھ بیٹھا تھا۔

پیارا سا گھر، نازک سی بیوی اور ایک کیوٹ سی بیٹی۔

وہ بھول گیا تھا کہ وہ ایک ایکس ایجنٹ تھا جس کی اب نہ کوئی جاب تھی نہ اسٹیٹس۔ وہ ارینا اور پریسا کو کچھ بھی تو نہیں دے سکتا تھا۔ تو پھر کیا اسے یہ رشتہ مزید آگے بڑھانا چاہیے تھا؟

کیا ارینا علوی، دی جج ارینا علوی کے قابل تھا وہ؟ کیا زندگی میں کبھی ارینا کو اس کے ساتھ رشتہ بنانے پر افسوس نہیں ہوگا؟ اس کے ماتھے کی رگیں پھول گئی تھیں۔ وہ اس وقت

یہاں سے، اس گھر، اس مقام حتی کہ ارینا سے کہیں دور چلا جانا چاہتا تھا تا کہ کچھ دیر اکیلے تنہائی میں بیٹھ کر اپنا کتھارسس کر سکے، کوئی راہ متعین کر سکے۔

ایک گہری نظر ارینا پر ڈال کر وہ جانے کے لیئے پلٹا ہی تھا جب اس کے قدموں کی آہٹ محسوس کر کے ارینا کھڑی ہوئی اور اسے جاتا ہوا دیکھ کر حیرانگی سے پکار اٹھی۔

"کایان!" ارینا کی پکار پر وہ رکا مگر پلٹا نہیں کہ وہ اسے باندھ لینے کے سارے ہتھیار رکھتی تھی۔

"کیا ہوا؟" ارینا اس کے نزدیک آئی۔

"میں کچھ دیر کے لیئے باہر جا رہا ہوں۔ تم دروازے لاک کر کے سو جانا۔" وہ جس نے کبھی اپنی پوری زندگی میں کسی کو اپنے آنے جانے کا حساب نہیں دیا تھا اس وقت بڑے تحمل سے سامنے کھڑی لڑکی کو اپنے جانے کا بتا رہا تھا کہ وہ محسوس کر سکتا تھا کہ ارینا اس

وقت اپنی بیٹی کو لیکر ڈیپریشن میں تھی۔اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کی غیر موجودگی میں وہ کچھ الٹا سیدھا سوچتی، روتی یا اسے لے کر پریشان ہوتی۔

"میں بھی تمہارے ساتھ چلتی ہوں۔" وہ اپنے ہاتھ میں پکڑی تصویر سائیڈ میز پر رکھ کر آگے آئی۔

"جانا کدھر ہے؟ بتا دو تا کہ میں اسی حساب سے ڈریس اپ ہو جاؤں۔" وہ نرمی سے پوچھ رہی تھی۔اس کے چہرے کی ملائمت، سبز آنکھوں کی چمک، یہ سب کایان کے لیئے نظر انداز کرنا بہت مشکل تھا۔لیکن وہ نہیں چاہتا تھا کہ صرف نکاح۔۔۔وہ بھی پروٹیکشن کے لیئے کیئے گئے نکاح میں ارینا اس کے ساتھ زبردستی بندھن جوڑنے پر مجبور ہو۔

"یہ سولو ٹرپ ہے یور آنر! تم گھر پر رکو۔" کایان نے اپنے جذبات مارتے ہوئے اسے انکار کیا۔

"مگر۔۔۔"

"اگر مگر کچھ نہیں! مجھے کچھ کام ہے اور تم وہاں میرے ساتھ نہیں آسکتیں۔" اس کی بات سن کر ارینا کی آنکھوں میں غصہ اترنے لگا تھا جسے دیکھ کر وہ مطمئن ہوتا ہوا اسے وہیں کھڑا چھوڑ کر باہر چلا گیا تھا۔

"کم سے کم اب وہ مجھ پر غصے کرتی ہوئی، پریسا کے بارے میں سوچ سوچ کر روئے گی نہیں۔" کایان نے سکون سے سوچا تھا۔

------------*

اتوار کی شام کو شہر کے مشہور کلب میں رونق لگی ہوئی تھی۔

کایان کو ملی اطلاع کے مطابق باشو دادا آج ادھر ہی تھا۔ وہ ہر اتوار ادھر باقاعدگی سے آکر کارڈز کھیلا کرتا تھا۔

کایان کلب کے اندر داخل ہوا ہی تھا کہ دائیں ہاتھ پر لمبا دراز قد مضبوط جسامت فرنچ کٹ داڑھی میں صاف رنگت والا بمشکل پینتالیس سال کی عمر قیمتی برانڈڈ کوٹ پینٹ میں ملبوس باشوادا اسے ایک میز پر کارڈ کھیلتا ہوا نظر آگیا جس کی پشت پر اسلحہ بردار باڈی گارڈز چوکنا کھڑے تھے۔

وہ سنجیدگی سے باشوادا کو دیکھتا ہوا اس کی مخصوص میز کے پاس آیا تو باشوادا کے چوکس کھڑے گارڈز نے تیزی سے اس پر گنز تانی تھیں۔

" ویل ویل ویل۔۔۔۔۔۔" باشوادا اسے دیکھ کر مسکرایا۔

"سو مسٹر مارخور! میں درست تھا۔ تمہارا وہ فینسی جنازہ، فوجیوں کے ہاتھوں میں اٹھا تابوت سب جھوٹ تھا۔" باشوادا کی بھاری طنزیہ آواز ابھری۔

"کہہ سکتے ہو۔" کایان ڈھٹائی سے مسکراتا ہوا کرسی گھسیٹ کر بیٹھنے لگا تھا جب گارڈ نے باشوادا کی آنکھ کے اشارے پر کایان کی کنپٹی پر گن رکھ کر اسے روکا۔

"تمہیں کیا لگتا ہے اس کلب میں اتنے لوگوں کی موجودگی میں میں تمہیں شوٹ کروں گا؟" کایان نے طنزیہ انداز میں سوال کیا۔

باشوودا نے ہاتھ اٹھا کر گارڈز کو پیچھے ہونے کا اشارہ کیا اور خود کایان کی طرف متوجہ ہوا۔

"تم مجھے جو پیغام دینا چاہتے تھے وہ میں اچھی طرح سمجھ گیا تھا۔" باشوودا سخت لہجے میں بولا۔

"کیسا پیغام؟" کایان نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے ابرو اچکا کر پوچھا۔

"تمہارے اور اس جج کے درمیان ناجائز تعلقات کے بارے میں۔۔۔"

"زبان سنبھال کر! میں اپنی بیوی کے خلاف ایک لفظ بھی برداشت نہیں کرونگا۔"

کایان غرایا۔ "بیوی ہے وہ میری۔"

"میرے آدمیوں نے بتایا ہے کے تم اور جج آج کل کافی ہاٹ ٹائم ایک ساتھ گزار رہے ہو۔ ویسے آپس کی بات ہے وہ جج سالی خوبصورت بہت ہے، کھل کرانجوائے کرنا اسے۔" باشوداداایک آنکھ مارتے ہوئے گھٹیاانداز میں بولا۔

"میں تو تین چار سال پہلے جب تیرا ٹرائل چل رہاتھااسی وقت بھانپ گیاتھاکہ تواس پر فلیٹ ہوچکاہے۔" باشو کی باتیں اسے غصہ دلارہی تھیں مگر وہ اپنے کھولتے ہوئے خون پر قابو رکھتے ہوئے ڈھٹائی سے مسکرارہاتھا۔

"اپنی اپنی قسمت ہے۔ اب ہر کوئی تو میری طرح لکی نہیں ہوسکتاکہ جسے چاہے اسے پا لے۔" کایان نے اسے چڑایا۔

"ویسے جج کو میں خاصاپسند ہوں۔" کایان نے آنکھ ماری۔

"اگر وہ تمہیں اور تم اسے اتناپسند کرتے ہو تو تین سال سے تم کہاں چھپے بیٹھے تھے؟ کیوں اسے اکیلاچھوڑا؟" باشودادانے سنجیدگی سے سوال کیا۔

"تمہیں ایسا کیوں لگا کہ میں نے اپنی زندگی کو اکیلا چھوڑا ہو گا؟" کایان نے الٹا سوال کیا

ہے۔

"یہ سب چھوڑو اور کام کی بات کرو۔ ادھر کیوں آئے ہو؟" باشودا نے جانچتی ہوئی

نگاہوں سے اسے دیکھا۔ مچھلی کانٹے میں پھنس رہی تھی۔ کایان سیدھا ہوا۔

"مجھے پیسوں کی ضرورت ہے اور وہ تم مجھے دو گے۔" کایان نے اسے دیکھا

"کیوں؟" باشودا نے ابرو اچکا کر پوچھا۔

"تمہیں اپنے کیس سے باعزت بری ہونا ہے جو آسان کام نہیں ہے۔ سارے ثبوت

تمہارے خلاف ہیں اور تمہارے کیس کی جج میرے اوپر فدا ہے۔ ہم شادی کر چکے

ہیں۔ میں ہر وقت چوبیس گھنٹے اس کے ساتھ رہتا ہوں تو ظاہر ہے تمہارے بہت کام

آسکتا ہوں۔ اگر کورٹ میں تمہارے خلاف جو ہو رہا ہو تمہیں پسند نہ ہو، جج کو ڈرانے

دھمکانے کے لئیے خفیہ پیغام رکھوانے ہوں تو میں بس ایک کروڑ کے لئیے یہ کر سکتا

ہوں۔ کسی کو پتہ بھی نہیں چلے گا اور اگر کوئی فائل وغیرہ چرانی ہو تو دو

کروڑ۔۔۔" کایان سعدی نے اس کا ٹرسٹ حاصل کرنے کے لئیے لالچی انداز اپنایا تھا

۔

"تمہاری آفر اچھی ہے۔ میں سوچ کر بتاؤں گا۔" باشوداد نے پر سوچ نظروں سے اسے

دیکھا۔

"اوکے میں چلتا ہوں۔" کایان کھڑا ہوا۔

"ایک اہم بات تو رہ گئی۔" باشوداد کی آواز ابھری۔ وہ طنزیہ انداز میں کایان کو دیکھ رہا

تھا۔

"کیا؟" کایان کے اعصاب تن گئے تھے۔

"تمہاری جج! کیا وہ جاننا نہیں چاہتی کہ اس کی بیٹی محفوظ ہے کہ نہیں؟ محفوظ سمجھتے ہو نا

؟" وہ کمینگی سے کہتا ہوا کایان کا خون کھولا گیا تھا مگر اسے خود کر قابو رکھنا تھا۔

"مجھے دونوں گواہوں کے بیان کی کاپی چاہیئے۔"

"مل جائیگی۔" کایان نے ترشی سے اس کی بات کاٹی۔

"مگر تم بھی ایک بات کا خیال رکھنا اب جج کو مزید کوئی کیوٹ میسج اس بچی کی آواز میں نہیں ملنا چاہیئے۔ اگر جج کا نروس بریک ڈاؤن ہو گیا تو وہ تمہارے کسی کام کی نہیں رہے گی اور تمہارا کیس فوجی عدالت میں چلا جائیگا۔" وہ اسے وارن کر کے بنا اس کی سنے وہاں سے نکل گیا تھا۔

----------*

پیر کی صبح وہ چھ بجے کا الارم لگا کر سوئی تھی۔ مگر حقیقت یہ تھی کہ وہ رات بھر سوئی جاگی کیفیت میں گھری رہی تھی اور ابھی بھی خاصی نروس تھی۔ اسے ڈر تھا کہ کایان اکیلا نہ جانے کدھر گیا تھا ہے۔ کہیں اسے کچھ۔۔۔ وہ سر جھٹک کر

بستر سے اتر کر فریش ہونے کے بعد بیڈ روم سے نکلی۔ پورے گھر میں سناٹا چھایا ہوا تھا۔

وہ آہستگی سے چلتی ہوئی برابر والے کمرے کا دروازہ بہت آہستگی سے کھول کر اندر داخل ہوئی۔ سامنے ہی بیڈ پر کایان سویا ہوا تھا۔

"یہ یقیناً رات بہت دیر سے آیا ہوگا اسی لیئے ادھر سو گیا۔" وہ آہستگی سے دبے پیر چلتی ہوئی کمرے سے باہر نکل کر نیچے کچن میں آگئی۔

چولہے پر چائے کا پانی رکھ کر وہ ناشتے کی تیاری کر رہی تھی جب کایان کچن میں داخل ہوا۔

"اندر آئی تھیں تو مجھے جگایا کیوں نہیں؟" وہ نزدیک آ کر اس کے ہاتھ میں پکڑا پانی کا گلاس تھام کر اس کا جھوٹا پانی بڑے آرام سے پی گیا تھا۔

"کیا تم پاگل ہو؟ رات اتنی دیر تک کہاں تھے؟ جانتے بھی ہو باشو دادا کے آدمی تمہارے لیئے گھات لگائے بیٹھے ہیں۔" وہ پھٹ پڑی۔

" ڈونٹ وری یور آنر! میں اتنی جلدی تمہیں چھوڑ کر مرنے والا نہیں ہوں۔" وہ

اسے نرمی سے بازو

سے پکڑ کر چولہے کے پاس سے ہٹاتے ہوئے خود چائے بنانے لگا تھا۔

"تم جلدی سے ریڈی ہو جاؤ میں ناشتہ بناتا ہوں۔ پھر کورٹ بھی جانا ہے۔" وہ نرمی سے

بولا کہ آج سے اریناواپس کورٹ جوائن کر رہی تھی۔

"کورٹ تو دس بجے جانا ہے۔ ابھی وقت ہے۔" ارینا تھوڑی نروس تھی۔

"میں چیف کاظم پاشا سے مل کر صبح چار بجے ہی گھر آیا تھا۔ تم سو رہی تھیں تو جگانا

مناسب نہیں لگا۔"

"تم۔۔۔ تم کاظم سے ملے؟ سب ٹھیک تو ہے؟" وہ پریشان ہوئی۔

"اسے ہمارے پلان کی متعلق بتانا تھا کہ اب میں تمہارے باڈی گارڈ اور شوہر کی حیثیت سے کورٹ میں، ہر جگہ، ہر لمحے تمہارے ساتھ رہوں گا تاکہ رسک فیکٹر کم سے کم رہے۔"

"تو کیا چیف ایگری ہے ہمارے اس پلان سے؟" ارینا نے پوچھا۔

"وہ متفق ہے لیکن وہ ہمارے رشتے اور تمہارے ساتھ ایز آ باڈی گارڈ چوبیس گھنٹے رہنے والی بات کی پبلسٹی کے خلاف تھا۔ مگر میں نے اسے منا لیا ہے۔ یہ پبلسٹی ہونا ضروری ہے تاکہ مخالفین تم تک پہنچنے کے لئیے مجھ سے رابطہ کریں۔ اور میں پیسوں کا لالچی ان کے خیال میں ان کے ساتھ مل کر تمہیں دھوکا دونگا۔" وہ اپنے ٹراؤزر کی جیب میں ہاتھ ڈال کر سکون سے بولا۔

"اس وقت میرا تمہارے شوہر اور باڈی گارڈ کی حیثیت سے سب کی نظروں میں آنا ضروری ہے۔"

"مگر۔۔۔" ارینا الجھی۔

"کیا؟" کایان نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"تمہیں زندہ دیکھ کر میڈیا اخبارات سب جگہ ایک ہنگامہ مچ جائیگا۔

کایان سکون سے اپنے ٹراؤزر کی جیب میں ہاتھ ڈالے اسے دیکھ رہا تھا جس کے چہرے پر الجھنیں صاف نمایاں تھیں جو رات بھر ایک لمحے کو سکون سے نہیں سوئی تھی.

"دیکھو یور آنر! میرے حساب سے اس وقت ہمارا بیسٹ ڈیفینس میرا سب کے سامنے آنا ہے اور کھل کر آنا ہے، تاکہ تم تک پہنچنے سے پہلے سب کو مجھ سے گزرنا پڑے اور رہی بات میڈیا کی م۔۔۔" وہ رکا اور اپنی بات غور سے سنتی ہوئی ارینا علوی کو غور سے دیکھا۔

"انہیں ایک ایجنٹ سے زیادہ ایکٹر، ایکٹریسز، ٹک ٹاک آرٹسٹس میں دلچسپی ہوتی ہے۔

اس کیس میں مجھے تمہارے باڈی گارڈ کے روپ میں زندہ دیکھ کر چند ایک چونکیں

گے، دو چار سوال پوچھیں گے اور بس۔۔۔"کایان دو قدم آگے چل کر اس کے نزدیک

آیا اور ارینا کے دونوں شانوں پر ہاتھ رکھ کر اس کی سبز آنکھوں میں اپنی آنکھیں

ڈالیں۔

"یہ جو دنیا ہے نا یہ چڑھتے سورج کی پوجا کرتی ہے۔چند ہزار معمولی کمانے والے مارخور

کی ان کی نظر میں کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔اور میں سب کو بتادونگا کہ کچھ عرصے کے لئیے

میں چھٹی پر تھا۔اور اب اپنی پرائیوٹ سیکیورٹی ایجنسی کھول کر تم سے رابطہ کیا، اپنی

سروسز آفر کیں اور تم نے مجھے اپنا باڈی گارڈ ہائر کرلیا سمپل!"

"مگر تم۔۔۔تم میرے باڈی گارڈ تو نہیں ہو۔"ارینا الجھی۔

"تو پھر کیا یوں یور آنر؟"کایان سعدی نے گھمبیر لہجے میں سوال کیا۔

"ہمارا نکاح ہوا ہے۔ تم میرے ہسبنڈ ہو۔" ارینا نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔

"وہ نکاح میڈیا یا دنیا کے سامنے ہم نے ڈسکلوز نہیں کیا ہے، اور میں سمجھتا ہوں کرنا بھی نہیں چاہیئے۔" کایان کے لہجے میں ایک عجیب سی یاسیت تھی خالی پن کا احساس تھا۔

"کیوں؟" ارینا کی آنکھوں میں تحیر ابھرا تھا۔

"وہ نکاح تم نے خود کو باشوداد اسے بچانے کے لئیے مجبوراً کیا تھا اور باشوداد اچھی طرح سے جان چکا ہے کہ ہم ریلیشن میں ہیں۔ اب ساری دنیا میں ڈھنڈورا پیٹ کر میں اپنے اور تمہارے لئیے مشکلات پیدا نہیں کرنا نہیں چاہتا۔" وہ رکھائی سے بولتا ہوا ارینا کو شاک دے گیا تھا۔ کیا وہ اس کے لئیے صرف ایک ڈھونڈورا تھی؟ ارینا کو دکھ ہوا۔

"اس وقت تمہاری ایک غلطی سارا کھیل بگاڑ سکتی ہے۔" کایان نے شاکڈ کھڑی ارینا کو تاسف سے دیکھتے ہوئے کہا کہ اتنا آسان نہیں تھا اپنی من پسند عورت سے رشتہ بنا کر

اسے خود سے دور کرنا۔ لیکن شاید ارینا کے حق میں یہی بہتر تھا۔ وہ صرف اس کی بھلائی چاہتا تھا۔

"باشو کا وکیل اس وقت کا مہنگا ترین وکیل مانا جاتا ہے۔ سنا ہے اس نے آج تک ایک کیس بھی نہیں ہارا۔ اسی لیئے اس وقت میں نہیں چاہتا کہ ہمارے رشتے کی وجہ سے تمہارے لیئے کوئی اسکینڈل کھڑا ہو یا لوگ تمہارے اوپر انگلیاں اٹھائیں، گوسپ کریں کیونکہ۔۔۔۔" وہ رکا۔ اس کی آنکھوں میں سرخی ابھرنے لگی تھی۔ اس نے بے اختیاری سے ارینا کو اپنی گرفت میں لیا اور اپنی گہری نظریں اس کے چہرے پر جمائیں۔

"تمہاری طرف اٹھنے والی ہر بد نگاہ، ہر انگلی، ہر ہاتھ کو میں توڑ کر رکھ دوں گا۔ اگر تم نہیں چاہتی کہ میرے ہاتھوں خون خرابہ ہو تو مجھے دنیا کے سامنے صرف اپنے باڈی گارڈ کی حیثیت سے پیش ہونے دو۔" وہ بلا کے سرد لہجے اس کی سبز آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اپنی بات مکمل کر کے سیدھا ہوا اور اسے اپنی گرفت سے آزاد کیا۔

"یہ تو اچھی بات ہے نا۔" ارینا ہموار لہجے میں بولتی ہوئی کایان کو حیران کر گئی۔

"میرا لوگوں کو قتل کرنا؟ مارنا پیٹنا؟" اس نے ابرو اچکا کر پوچھا۔

"نہیں! میرا مطلب اگر میرا کوئی اسکینڈل یا ایشو سامنے آتا ہے تو سو فیصد مجھے جج کے عہدے سے سسپنڈ کر کے انکوائری بٹھا دی جائیگی، اور باشو دادا کا کیس بھی پھر کسی اور جج کو دے دیا جائے گا۔ اس طرح جب میں ہی اس کے کام کی نہیں رہوں گی تو پریسا کو یرغمال بنا کر رکھنا اس کے لئیے بیکار ہو گا اور وہ اسے چھوڑ دے گا۔" ارینا نے بات مکمل کر کے کایان کو دیکھا جس کا چہرہ اس وقت سپاٹ تھا۔ وہ کیا سوچ رہا تھا، کس موڈ میں تھا یہ اندازہ کرنا ناممکن تھا۔

"کیوں ایسا ہو سکتا ہے نا؟" ارینا نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"ہاں!" کایان نے جواب دیا۔

"مگر میں ایسا ہونے نہیں دونگا۔" وہ پلٹا اور کچن سے باہر نکلتے ہوئے دروزے پر رکا۔

"وقت کم ہے یور آنر! جلدی سے ریڈی ہو جاؤ، ہمیں کورٹ جانا ہے۔اور آج میں ہر لمحے تمہارے ساتھ سائے کی طرح رہوں گا۔اگر کسی بھی مقام پر تمہیں کچھ بھی غلط محسوس ہو تو بس مجھے آنکھ سے اشارہ کر دینا۔میں سب سنبھال لوں گا، تم سمیت۔"وہ اپنی بات مکمل کر کے اس کی سنے بغیر کچن سے نکل کر اپنے کمرے میں تیار ہونے چلا گیا تھا کہ آج جج ارینا علوی کورٹ جوائن کر رہی تھی اور اس کی عدالت میں آج باشو دادا کا ٹرائل شروع ہو رہا تھا۔

وہ جاتے ہوئے کایان کی پشت پر نظریں جمائے ساکت کھڑی تھی۔

کایان سعدی! ایک ایسا مرد جسے وہ ہزار کوششوں کے باوجود کبھی بھی سمجھ نہیں سکتی تھی۔وہ کسی پزل باکس سے کم نہیں تھا۔

--------------*

سفید کاٹن کے کلف لگے قمیض شلوار سوٹ میں ملبوس، اپنے بالوں کا جوڑا بنائے، سفید دوپٹہ سر پر اوڑھے، کالا مخصوص گاؤن پہنے، ایک ہاتھ میں نازک سی کالے پٹے والی گھڑی، پیروں میں سیاہ کورٹ شوز پہنے وہ باہر نکلی۔

سامنے ہی گاڑی سے ٹیک لگائے سفید شرٹ بلیک ڈریس پینٹ، ہولسٹر میں دو پستول لٹکائے، اوپر بلیک کوٹ پہنے، گلے میں ٹائی اور بالوں کو جیل سے سیٹ کیئے کایان سعدی اس کا انتظار کر رہا تھا۔ ارینا کے نزدیک آتے ہی اس نے پیچھے کا دروازہ کھولا۔

"میں آگے بھی بیٹھ سکتی ہوں۔" ارینا نے ٹوکا۔

"یور آنر اس وقت میں آپ کا شوہر نہیں بلکہ باڈی گارڈ ہوں اور آپ پیچھے ہی بیٹھیں گی۔" وہ اسے اندر بٹھا کر دروازہ بند کر کے خود آگے ڈرائیونگ سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا تھا۔

گاڑی تیزی سے اندرون شہر ہائی کورٹ کی طرف دوڑ رہی تھی۔ تقریباً چالیس منٹ کی مسافت کے بعد وہ گاڑی کو عدالت کے مخصوص پارکنگ لاٹ میں پارک کر کے اترا

اور بڑے چوکنا انداز میں چاروں اطراف دیکھنے کے بعد ارینا علوی کی سائیڈ پر آکر گاڑی کا دروازہ کھولا۔

"کم مائی لیڈی!" اس نے ادب سے ارینا کو اترنے کا کہا اور خود اس کے ساتھ چلتے ہوئے اس کے ساتھ اوپر اس کے آفس میں آیا جہاں کلرک جمشید صاحب ان دونوں کا انتظار کر رہے تھے۔

کورٹ میں کسی بھی قسم کے ہتھیار لانے پر پابندی تھی۔ سویلین کی باقاعدہ اندر داخل ہونے سے پہلے سخت چیکنگ کی جاتی تھی۔

ارینا نے جمشید صاحب سے کہہ کر سب سے پہلے کایان کے لئیے گن رکھنے کی پرمیشن الاٹ کرائی۔ پھر جمشید صاحب نے اسے آج کی پیشیوں کے متعلق بریف کیا۔

"آپ تیار ہیں یور آنر؟" کلرک جمشید نے باشوادا کی فائل ارینا کی سمت بڑھائی۔

"یس!" وہ نروس تھی پر ظاہر نہیں کر رہی تھی۔

"چلیں پھر کورٹ میں چلتے ہیں۔ آج سے باشو دادا کا ٹرائل شروع ہو رہا ہے۔ آپ کی پہلی سماعت اسی کی ہے۔" وہ سنجیدگی سے بولے تو ارینا اثبات میں سر ہلاتی ہوئی ان کے ساتھ کایان کی ہمراہی میں اپنے آفس سے نکل کر کمرہ عدالت کی طرف بڑھ گئی تھی۔

ادھیڑ عمر اور دراز قد سفید بالوں والے باوردی بیلف نے ارینا کی آمد پر باآواز بلند سب کو کھڑے ہونے کا کہا۔

ارینا کے داخل ہوتے ہی مچھلی بازار بنے کورٹ میں سناٹا چھا گیا تھا۔ وہ باوقار طریقے سے چلتی ہوئی اوپر اپنی سیٹ پر جا کر بیٹھی۔ کرسی پر بیٹھ کر اس نے میڈیا، نیوز پیپرز کے افراد سے کھچا کھچ بھرے کورٹ پر ایک طائرانہ نظر ڈالی۔ عدالت کا اکلوتا پنکھا مناسب ہوا دینے سے قاصر تھا۔ سگریٹ، سگار کی بو ماحول میں رچی ہوئی تھی۔ وہ نروس تھی۔ اسے اپنی بیٹی کا بھی خیال تھا۔ اس کے عین سامنے والے بینچ پر کایان سعدی مستعد بیٹھا ہوا تھا۔ نظریں ملتے ہی کایان نے اسے ریلیکس رہنے کا آنکھوں سے اشارہ کیا تھا۔

جج ارینا علوی کے کرسی پر بیٹھتے ہی سب افراد اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے تھے۔

لکڑی کی اونچی میز کو انگلیوں سے بجاتے ہوئے ارینا نے اپنی نروسنیس کو کنٹرول کرنے کی کوشش کی تھی۔

سامنے بائیں جانب اپنے وکیلوں کے جھرمٹ میں اونچا لمبا، سوٹ کوٹ میں ملبوس باشو دادا بیٹھا ہوا تھا۔

اس کی اکلوتی بیٹی اس آدمی کے قبضے میں تھی جو اپنے ٹرائل کے پہلے دن ہی باعزت بری ہونا چاہتا تھا اور یہی وہ کر نہیں سکتی تھی۔

بیلف ارینا کے آگے فائلز رکھ رہا تھا اور سامنے بیٹھے کایان کو اپنے ٹرائل کے دن یاد آرہے تھے جب وہ مجرموں کے کٹہرے میں کھڑا ہو کر وکیل کو اپنی عزت اتارتے ہوئے دیکھتا تھا۔ پھر اس کے ہاتھوں ایک نیا مشغلہ لگ گیا تھا۔ وہ سب سے بے نیاز بس جج ارینا علوی کو گھورتا رہتا تھا کہ یہ چہرہ اسے سب بھلا دیتا تھا۔

"ڈرومت میں یہیں ہوں۔" اس کے کانوں میں کایان کی سرگوشی ابھری تھی، جیسے وہ اس کے بہت پاس ہو۔ ارینا نے سامنے کایان کو دیکھا تو وہ آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے تسلی دے کر اسٹارٹ کرنے کا اشارہ کر گیا تھا۔

دل ہی دل میں اللہ کا نام لے کر ارینا نے ایک گہری سانس بھری اور ٹرائل شروع کرنے کا حکم دیا۔

باوردی بیلف نے باآواز بلند کیس کی ہائی لائٹ پڑھیں اور پرچہ ارینا کی ڈیسک پر رکھ کر اپنی جگہ پر جا کر بیٹھ گیا۔

"مسٹر خواجہ کیا آپ تیار ہیں؟" ارینا نے نرمی سے باشودادا کے وکیل سے سوال کیا۔

"یس یور آنر! ریڈی فار ڈیفینس۔" ساٹھ سال کے سینیر پراسیکیوٹر نے کھڑے ہو کر جواب دیا تو ارینا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ڈسٹرکٹ اٹارنی کی طرف دیکھا۔

"طارق صاحب آپ تیار ہیں؟"

"جی یور آنر! ریڈی فار پراسیکیوشن۔" وہ بمشکل اپنا وزن سنبھالتے ہوئے اٹھے۔

"مقدمہ پیش کیا جائے۔" ارینا کی صاف اونچی باوقار آواز ابھری۔

"یور آنر! ملزم اسمگلر باشوداد پر دو صحافیوں کو کھلے عام بیدردی سے قتل کرنے کا الزام ہے۔" پراسیکیوٹر نے تمہید باندھنی شروع کی۔

"آبجیکشن یور آنر! میرے ساتھی وکیل بنا کسی ثبوت کے میرے کلائنٹ کو اسمگلر کہہ رہے ہیں۔"

"آبجیکشن اوور رولڈ! آپ بات مکمل کریں۔" ارینا نے پراسیکیوٹر کو اشارہ کیا۔

باشوداد کے خلاف پنڈورا باکس کھل چکا تھا اور وہ بڑے اطمینان سے ٹانگ پر ٹانگ رکھے ارینا کو گھورے جا رہا تھا جیسے اسے پورا یقین ہو کہ اس سب فضول بکواس کے بعد وہ اسے باعزت بری کر دے گی۔

ارینا کو خود پر جمی باشوداد کی نظروں کا بھرپور احساس تھا۔

دونوں وکیلوں کے درمیان گھمسان کا رن پڑا ہوا تھا۔ ارینا کی پوری توجہ پراسیکیوٹر کی طرف سے پیش کیئے جانے والے سوالات پر تھی۔

شام پانچ کے قریب جا کر ارینا نے عدالت برخواست کرنے کا اعلان کیا کہ کافی وقت ہو چکا تھا۔

"تمام بیانات سننے کے بعد عدالت اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ ابھی اس کیس میں بہت کچھ دونوں اطراف سے سامنے آنا باقی ہے۔ کل اس کیس کی سماعت دوبارہ کی جائیگی۔" وہ عدالت برخواست کر کے باشوداد کی خونخوار نظروں کو نظر انداز کرتی ہوئی پچھلے دروازے سے کمرہ عدالت سے نکل کر کوریڈور سے گزرتی ہوئی اپنے آفس میں جا رہی تھی جہاں جمشید صاحب اس کا انتظار کر رہے تھے۔ اس کے اندر آتے ہی کلرک جمشید نے بوتل سے پانی کا گلاس بھر کر اس کے سامنے رکھا۔

"تھک گئی ہیں آپ؟" کلرک جمشید نے اس کے پھیکے پڑتے چہرے کو دیکھ کر سوال کیا

۔

"تھکی تو نہیں ہوں مگر یہ ٹرائل۔۔۔کیا میں انصاف کر پاؤں گی؟" وہ الجھی ہوئی تھی۔

"سب بہتر ہو گا۔آپ اللہ پر بھروسہ رکھیں۔" کلرک جمشید نے اسے تسلی دی جس پر

ارینا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے پانی کا گلاس اپنے لبوں سے لگایا ہی تھا کہ اس کے

آفس کا دروازہ کھٹکھٹایا گیا۔

"میں دیکھتا ہوں۔" کلرک جمشید نے چیک کیا تو دروازے پر کایان تھا۔انہوں نے

دروازہ ان لاک کر کے اسے اندر آنے کا راستہ دیا۔

"چلیں؟" کایان نے سنجیدگی سے ارینا سے سوال کیا۔

"بس ایک منٹ۔۔۔۔" ارینا نے دو گھونٹ پانی پی کر گلاس واپس رکھا اور اپنی میز پر سے اپنا پرس اور فائل اٹھائی۔ پھر کلرک جمشید سے اگلے دن کی تفصیلات لیکر وہ انہیں خدا حافظ کہتی ہوئی کایان کی ہمراہی میں آفس سے نکل گئی۔

"آگے پریس ہے۔" کایان نے چلتی ہوئی ارینا کو کہنی سے پکڑ کر روکا۔

"ہم پچھلی سیڑھیوں سے باہر نکلیں گے تاکہ کسی کی نظر میں نہ آئیں م" وہ ارینا کو ساتھ لئیے مخالف سمت مڑا اور کافی آگے جاکر سیڑھیوں کی طرف آیا۔ چاروں طرف محتاط انداز سے چیک کر کے وہ ارینا کو اپنے محفوظ حصار میں لئیے نیچے اترا اور دور کھڑی اپنی گاڑی کی طرف بڑھا۔

گاڑی کے نزدیک پہنچ کر اس نے ارینا کے لئیے پچھلا دروازہ کھولا۔ وہ بنا کچھ کہے خاموشی سے بیٹھ گئی تو دروازہ بند کر کے وہ ڈرائیونگ سیٹ پر آیا اور گاڑی گھر کی طرف روانہ ہو گئی۔

ارینا گاڑی کی پشت سے ٹیک لگائے آنکھیں موندے بیٹھی تھی۔

ٹرائل شروع ہو چکا تھا۔

اس کی پریسا باشو دادا کے قبضے میں تھی۔

وہ اپنے پیشے سے ناانصافی نہیں کرنا چاہتی تھی اور نہ ہی اپنی بیٹی کو کھونا چاہتی تھی۔یہ ٹرائل اتنی جلدی ختم ہونے والا نہیں تھا۔اس میں کئی ہفتے،انفیکٹ مہینے بھی لگ سکتے تھے۔تو کیا اتنا عرصہ اس کی بیٹی اس سے دور رہے گی؟

ارینا کا ذہن کئی سوالوں میں الجھا ہوا تھا جن کے جوابات اس کے پاس نہیں تھے۔سر چکرانے لگا تھا۔وہ بیٹھے بیٹھے گاڑی میں نیم بیہوش ہو چکی تھی۔

------------*

"پریسا!" رات کا نہ جانے کون سا پہر تھا جب اچانک سے ارینا کی آنکھ کھلی تھی۔ اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ حلق خشک ہوا پڑا تھا۔ شاید اس نے کوئی ڈراؤنا خواب دیکھا تھا۔

"میں یہاں۔۔۔" اپنے حواسوں پر قابو پا کر اس نے حیرت سے خود کو اپنے بیڈ روم میں بیڈ پر لیٹے ہوئے دیکھا۔

"کایان! کایان کدھر ہے؟" وہ تیزی سے کمفرٹر ہٹاتی ہوئی بستر سے اتری۔ باہر لابی کی لائٹ جل رہی تھی۔ وہ آہستگی سے چلتی ہوئی آگے بڑھی۔ پورا گھر خالی تھا۔ کایان سعدی کہیں نہیں تھا۔ وہ ایک ایک کمرہ دیکھتی ہوئی کچن میں آئی۔ سامنے میز پر ایک پلیٹ میں بریانی ڈھکی ہوئی رکھی تھی۔ ساتھ ہی اسپرائٹ کا کین اور کین کے نیچے پھڑ پھڑاتا ہوا پرچہ۔

"مجھے ایک لیڈ ملی ہے، میں تھوڑی دیر تک واپس آجاؤں گا۔ تم نے صبح سے کچھ نہیں کھایا۔ تم یہ ڈنر کرو، تب تک میں واپس آتا ہوں۔ کایان!"

وہ پرچہ وہیں رکھ کر کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔ اس وقت رات کے گیارہ بج رہے تھے۔ بڑی ہی بے دلی سے اس نے چند لقمے بریانی کے کھائے تھے۔

وقت گزر رہا تھا۔ اب رات کے دو بج رہے تھے اور کایان کا کچھ پتہ نہیں تھا۔ ارینا کے دل کی دھڑکنیں تیز ہوتی جا رہی تھیں۔

"اگر وہ واپس نہیں آیا تو؟"

"اگر اسے باشو کے آدمیوں نے پکڑ لیا ہوا تو؟ تو وہ کیا کرے گی؟" اتنی رات گئے وہ اکیلی اسے ڈھونڈنے بھی نہیں جا سکتی تھی۔

وہ ایف آئی اے کے چیف کاظم پاشا سے مدد لے سکتی تھی مگر۔۔۔کایان نے اسے ایف آئی اے، پولیس، انٹیلیجنس سب سے سختی سے دور رہنے کا حکم دیا تھا کہ کالی بھیڑیں کہیں بھی ہو سکتی تھیں۔

"کہاں ہو تم کایان ؟ڈیم یو! میرے ساتھ ایسا مت کرو۔" وہ بڑبڑاتی ہوئی اٹھی اور ننگے پیر ہی باہر صحن میں آ کر تاروں کی روشنی میں ٹہل کر اس کا انتظار کرنے لگی۔

-----------*

وہ اضطراری کیفیت میں ننگے پیر نم ٹھنڈی گھاس پر ٹہل رہی تھی جب اسے سرسراہٹ سی سنائی دی۔

"کایان!" ارینا نے پکارا مگر چاروں جانب جامد سناٹا تھا۔ اس سناٹے میں صرف اس کے دل کی تیز دھڑکن ہی واحد جواب تھا جسے وہ سن سکتی تھی۔ ادھر کوئی ذی روح نہیں تھا۔

وہ مایوس ہو کر پلٹی۔ ارادہ گھر کے اندر جانے کا تھا جب باہر سے کسی گاڑی کا انجن گڑگڑانے کی آواز سنائی دی۔ ارینا نے پلٹ کر دیکھا اس کے گھر کے دروازے کے پار آہستگی سے چلتی ہوئی ایک انجان گاڑی آکر رکی تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ اگلا سانس لے پاتی اور وہاں سے بھاگ کر خود کو گھر کے اندر لاک کر لیتی باہر سے ٹائرز چرچرانے کی آواز ابھری۔ وہ گاڑی تیزی سے ریورس ہوئی تھی۔ اس کے انجن کی آواز کا شور ابھرا اور پھر وہ لمحے میں پھاٹک نما دروازہ توڑتی ہوئی اندر ڈرائیوے میں داخل ہو گئی۔ اس کی تیز ہیڈلائٹس سے بچنے کے لیئے ارینا نے بازو سے اپنا چہرہ ڈھک لیا تھا۔ شاید اس کا وقت آگیا تھا۔ وہ کلمہ پڑھنے لگی تھی۔

"نیچے جھکو۔"کایان سعدی کی چلاتی ہوئی آواز ابھری جسے پہچان کر اس نے سکون کا سانس لیا ہی تھا کہ وہ نہ جانے کس کارنر سے بھاگتا ہوا اس کی سمت آیا اور اس کے گرد اپنا آہنی بازو لپیٹے ہوئے اسے ساتھ لیتا ہوا زمین پر ایسے گرا تھا کہ ارینا اس کے اوپر گری تھی۔اس نے پوری کوشش کی تھی کہ ارینا کو ذرہ برابر چوٹ نہ لگ سکے۔

وہ ارینا کے گرد اپنا حصار مضبوط کرتا ہوا رول کرتا گھر کی سیڑھیوں کے نیچے کھسک گیا تھا جہاں ایک خانہ سا بنا ہوا تھا جو تھوڑا سیف تھا۔

ارینا کا خوف سے برا حال تھا۔ماتھے پہ پسینہ چمک رہا تھا۔دل الگ زور زور سے دھڑکے چلا جا رہا تھا۔عدالت میں جج کی کرسی پر بیٹھ کر کرائم سین سننا، گرافک دیکھنا اور یوں اصل زندگی میں ان کا سامنا کرنا یہ بہت مختلف تھا، بہت خطرناک! باشو دادا نے اپنے غنڈے بھیج دیئے تھے، اب بچنے کے کوئی چانسز نہیں تھے۔آگے کنواں پیچھے کھائی والی سچویشن تھی۔وہ لوگ اگر فائر کھول دیتے تو وہ اور اس کے ساتھ کایان بھی۔۔۔

"وہ ہمیں مار دینگے۔" اس کے لبوں سے الفاظ پھسلے تھے۔

"شش!" کایان نے اس کے لبوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش کراتے ہوئے اپنی جیب سے پستول نکالا۔ اسی وقت اس گاڑی کا شیشہ اترا تھا اور ایک لوہے کا باکس اس گاڑی سے ان کی طرف اچھالا گیا تھا۔

باکس پھینکتے ہی وہ گاڑی تیزی سے ریورس ہو کر وہاں سے نکل گئی تھی۔

وہ سلیٹی رنگ کا چھوٹا سا لوہے کا باکس ان کے پاس آکر گرا تھا۔

"کیا یہ بم ہے؟" ارینا کا لہجہ کپکپا رہا تھا۔ وہ اس وقت خوف سے سرد ہوئی پڑی تھی۔ پورے جسم پر ایک لرزہ سا طاری تھا جسے کایان نے بخوبی محسوس کیا تھا۔ اس نے آہستگی سے ارینا کی خوفزدہ آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بڑی نرمی سے ان کو چھوا۔ پھر آہستگی سے اسے خود سے الگ کیا۔

"ہوپ ناٹ!" وہ احتیاط سے چاروں طرف دیکھتا ہوا سیڑھیوں کے نیچے سے نکلا اور پاس پڑا باکس اٹھایا۔

اسے باہر نکلتا دیکھ کر ارینا نے بھی ہمت پکڑی اور سر باہر نکال کر دیکھا۔ وہ گاڑی جا چکی تھی اور ابھی تک وہ خود اور کایان دونوں زندہ تھے، سانس لے رہے تھے۔ وہ غنڈے انہیں مارے بغیر چلے گئے تھے۔ یہ ایک عجیب سا تجربہ تھا۔ وہ بری طرح سے خوف سے لرز رہی تھی جب کایان نے وہ باکس زمین پر رکھ کر اسے دیکھا۔ پھر نزدیک آ کر اسے اپنے حصار میں لیتا ہوا سینے سے لگا گیا۔

"اٹس اوکے!" کایان نے چند لمحے بعد اس کی کان میں سرگوشی کی۔

"تم سیو ہو۔" وہ آہستگی سے اس کی نازک سی کمر سہلا رہا تھا جیسے تسلی دے رہا ہو۔

"یہ دوسری بار ہم پر اس گھر میں حملہ ہوا ہے اور۔۔۔" کایان نے اسے خود سے الگ کیا۔

"منع کیا تھا نا باہر نکلنے سے؟" وہ خفگی سے بولا۔ارینا کی ایک غلطی اس کی جان لے سکتی تھی۔

"مجھے لگا تم مجھے چھوڑ کر چلے گئے ہو۔" ارینا علوی نے بمشکل کہا۔اس کی بات سن کر کایان کے تنے ہوئے چہرے پر ایک سیکنڈ کو مسکراہٹ ابھری تھی۔

"چھوڑنے والے کبھی بھی رشتے نہیں بناتے یور آنر!" کایان نے سنجیدگی سے کہا۔

"اب مادام اجازت دیں تو میں یہ باکس چیک کر لوں؟" اس نے زمین پر رکھے ڈبے کی طرف اشارہ کیا۔

"اگر اس میں بم ہوا تو؟" ارینا کی بات سن کر اس کے باکس اٹھاتے ہاتھ رکے۔

"تو پھر ہم دونوں۔۔۔۔" کایان نے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔

"کیونکہ مجھے بم ڈفیوز کرنا نہیں آتا۔" وہ بولتا ہوا وہ باکس اٹھا گیا تھا۔

"بم اتنا ہلکے وزن کا نہیں ہوتا۔" کایان نے باکس کو الٹ پلٹ کر دیکھا۔

"بہت ہلکا ہے، ایسا لگ رہا ہے کہ اس میں جیسے کوئی پرچہ ہو۔" وہ باکس کو الٹ پلٹ کرتا ہوا بولا۔

"کہیں ایسا تو نہیں کہ باشو دادا نے ہمیں کوئی پیغام یا دھمکی بھیجی ہو؟" ارینا نے اسے دیکھا۔

"ہو سکتا ہے۔" کایان بولتے بولتے جھکا اور ارینا کے ننگے پیروں کے پاس بڑے کنکروں کو ہٹایا۔

"یور آنر تم اندر جاؤ اور جوتے پہن کر آؤ۔ یہاں کنکر اور کانچ کے ٹکڑے پڑے ہیں، تمہارے پیر زخمی ہو سکتے ہیں۔" اس نے ارینا کے گلابی گلابی پیروں پر سے نظریں ہٹائیں۔

"بیفکر رہو تمہارے آنے سے پہلے میں یہ باکس نہیں کھولوں گا۔ شاباش جاؤ شوز پہن کر آؤ، میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔"

وہ بہت کائیاں آدمی تھا بھانپ گیا تھا کہ ارینا سمجھ رہی ہے کہ وہ اسے ٹالنا چاہ رہا تھا، اور وہ بھی اچھی طرح سے جانتی تھی کہ اگر اس باکس میں کوئی خطرناک چیز ہوئی تو وہ اسے کبھی بھی دیکھنے نہیں دیگا، غائب کر دیگا۔

"اٹس اوکے! تم میرے پیر زخمی ہونے کی فکر مت کرو۔ اسے کھولو میں اسے دیکھنا چاہتی ہوں۔ ویسے بھی جلد یا بدیر مجھے یہ سب فیس تو کرنا ہوگا تو ابھی کیوں نہیں؟"

ارینا چند لمحے کے توقف کے بعد مضبوط لہجے میں بولی۔

"ٹیپیکل جج ارینا علوی! خیر یہ ایٹیٹیوڈ تمہیں سوٹ بھی کرتا ہے۔" کایان سر ہلاتا ہوا جھک کر اپنے موزے سے کڑکڑاتا ہوا چاقو نکال کر سیدھا ہوا اور احتیاط سے اس باکس کے اوپری حصے کو کھولنے لگا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس کے چہرے کے تنے ہوئے تاثرات تھوڑا نرم پڑے تھے۔ اس نے باکس کے اندر رکھا ہوا سیل پیک خاکی رنگ کا لفافہ نکالا۔

"مجھے نہیں لگتا اس پر ہمیں کسی قسم کے فنگر پرنٹس مل سکیں گے۔ یہ لوگ بہت پروفیشنل قسم کے غنڈے ہیں۔" وہ لفافہ الٹ پلٹ کر دیکھ رہا تھا۔

" اس میں پولیرائڈ فوٹو گراف ہے۔" وہ اب لفافہ کھول رہا تھا۔

"پریسا؟" ارینا کے لبوں سے سرگوشی نکلی جسے سن کر اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کایان نے لفافے سے نکلی تصویر اس کی سمت بڑھائی۔

ارینا کی آنکھوں میں تصویر دیکھتے ہوئے آنسو اترنے لگے تھے جنہیں پیچھے دھکیلنے کی، روکنے کی وہ بھرپور کوشش کر رہی تھی۔

پریسا نے وہی پنک ڈورا والی شرٹ اور جینز پہنی ہوئی تھی جو وہ اس دن ڈے کیئر پہن کر گئی تھی۔ اس کا چہرہ خفا خفا سا پھولا ہوا تھا۔ وہ کیمرے کی طرف بہت ناراضگی سے دیکھ رہی تھی۔ اس کے ہاتھ میں کل کا اخبار ایسے پکڑوایا گیا تھا کہ دن اور تاریخ صاف نظر آ رہا تھا۔ وہ ایک کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی اور پیچھے دیوار بالکل سیاہ رنگ کی تھی۔ مزید

کوئی بھی فرنیچر یا کچھ بھی ایسا نظر نہیں آرہا تھا جس سے اس جگہ کے بارے میں کوئی بھی کلیو مل سکے۔

"میں نے باشوادا سے کہا تھا کہ تمہیں وہ وقفے وقفے سے ایسے ثبوت بھیجتا رہے جس سے ہمیں پریسا کی خیریت اور اس کے بخیر و عافیت رہنے کا ثبوت ملتا رہے۔" کایان نرمی سے کہتا ہوا زمین پر بکھرے کانچ کے ٹکڑے ارینا کے سامنے سے ہٹاتا ہوا اسے بغور دیکھتے ہوئے بولا۔ ارینا جو اپنی شہادت کی انگلی پریسا کی تصویر پر پھیرے جا رہی تھی جیسے اپنی بیٹی کو غائبانہ پیار بھیج رہی ہو۔ جیسے اسے یقین ہو کہ پریسا یہ محسوس کر رہی ہو گی۔ وہ کایان کی بات سن کر چونکی۔

"تم۔۔۔ تم باشوادا سے ملے تھے؟ کب؟ کدھر؟ کیسے؟" وہ جھک کر کایان کے مقابل فرش پر بیٹھتی ہوئی اس کے گریبان کو جکڑ چکی تھی۔

"دو دن پہلے کلب میں ملا تھا۔ میں چاہتا تھا کہ وہ جان جائے کہ تمہارے سارے معاملات اب مجھ سے ہو کر گزریں گے۔" کایان نے سنجیدگی سے اس کے ہاتھوں کو دیکھا جو اس کا گریبان تھامے ہوئے تھے۔ اتنی جرات تو آج تک بڑے سے بڑے دہشت گرد نے نہیں کی تھی لیکن۔۔۔ مسز کایان سعدی کو یہ حق حاصل تھا۔

"اوہ! تو اسی لئیے اس دن تم مجھے اپنے ساتھ لے کر نہیں گئے تھے۔" ارینا بمشکل مسکراتے ہوئے اس کا گریبان اپنی مٹھیوں سے آزاد کر گئی تھی۔ اب وہ تصویر کو پلٹ کر دیکھ رہی تھی جس پر سرخ رنگ کی کلر پینسل سے پریسا کی بچوں جیسی الٹی سیدھی رائٹنگ میں "آئی مس یو ممی!"

----------I Miss You Mommy-------

لکھا ہوا تھا۔

اس نے آہستگی سے پڑھا۔

"آئی مس یو ٹو سویٹی!" وہ تصویر اپنے سینے سے لگاتی ہوئی رو پڑی۔

"ڈونٹ کرائے ارینا!" کایان نے اسے ٹوکا۔

"اس طرح تم اپنے آپ کو بیمار کر لو گی اور یہ میں نہیں چاہتا۔" وہ اسے اپنے ساتھ لگاتا ہوا کھڑا ہوا اور اسے اپنے بازوؤں میں بھر کر اوپر اٹھایا۔

"کہا تھا نہ ادھر کانچ بکھرا ہوا ہے جوتے پہن آؤ۔" وہ اسے لے کر اندر گھر کی جانب بڑھا۔

ارینا نے اپنا چہرہ اس کے مضبوط ورزشی سینے میں چھپا لیا تھا۔ وہ اس کے آنسوؤں کی نمی محسوس کرتا بے چین ہو رہا تھا۔

"میں رونا نہیں چاہتی مگر مجھے رونا آ جاتا ہے۔" وہ روتے ہوئے اس کے سینے میں منہ چھپائے بولی۔

"تم تو اچھے اچھوں کو رلانا جانتی ہوں یور آنر!" وہ ہنستا ہوا اس کے کان میں سرگوشی کر رہا تھا۔

"شکر ہے تم میرے ساتھ ہو، میں تمہارے پاس ہونے سے خود کو، پریسا کو بہت محفوظ سمجھتی ہوں۔ایک اسٹرانگ سیفٹی زون کا احساس ہوتا ہے تم سے۔" وہ اسے اپنے احساسات بتا رہی تھی جب وہ اسے لئیے بیڈ روم میں داخل ہوا اور اسے بستر پر بٹھا کر پلٹ کر کمرے کی لائٹس آن کی۔

"خون؟" ارینا نے اس کی پیٹھ سے رستے ہوئے خون کو اب نوٹس کیا تھا۔

"تم۔۔۔ تم تمہیں گولی لگی ہے؟ دیکھو کتنا خون بہہ رہا ہے۔۔۔" وہ پریشان ہو کر اٹھی اور تیزی سے اس کے نزدیک آئی۔

"معمولی زخم ہے یور آنر! اتنا تو چلتا ہے۔" وہ لاپرواہی سے بولا کہ گولی اسے چھوتی ہوئی نکل گئی تھی۔

"زخم زخم ہی ہوتا ہے۔ تم ادھر بیٹھو!" وہ اسے بازو سے پکڑ کر بیڈ کے پاس رکھی کرسی کے نزدیک لائی۔

"شرٹ اتارو، میں فرسٹ ایڈ باکس لاتی ہوں۔" وہ اسے حکمیہ انداز میں کہتی ہوئی تیزی سے کمرے سے نکل کر کچن کی طرف گئی۔ اس وقت اس کے ذہن میں کوئی خوف، کوئی ڈر نہیں تھا۔ بس کایان کا زخم اور اس سے رستا خون۔۔۔

وہ کیبنٹ سے فرسٹ ایڈ باکس نکال کر تیزی سے کمرے میں آئی جہاں بنا شرٹ کے کایان سعدی کرسی پر ٹانگیں پسارے بڑے اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا۔ مضبوط ورزشی بازو، چوڑا سینہ۔۔۔ وہ نظریں چراتی ہوئی فرسٹ ایڈ باکس لیئے گھٹنوں کے بل اس کے نزدیک بیٹھ گئی اور کمر کی سائیڈ پر موجود زخم کو روئی سے صاف کرنے لگی۔

وہ لرزتے ہوئے ہاتھوں سے اس کے زخم سے رستے خون کو صاف کر کے اب اس پر آیوڈین لگا کر پٹی کر رہی تھی اور کایان۔۔۔ اس کے لیئے تو یہ ایک معمولی خراش تھی،

مگر یوں ارینا کا اس کے لئیے پریشان ہونا، اس کی تکلیف سے ارینا کی آنکھوں میں آنسو آنا۔۔۔

"تم پہلے کہاں تھیں؟" وہ اس کی لرزتی پلکوں کو دیکھتے ہوئے بڑبڑایا۔

"دیکھو تمہارا بہت خون بہہ گیا ہے۔ تم ادھر آرام سے بیٹھو میں دودھ گرم کر کے ہلدی ڈال کر لاتی ہوں۔" وہ اس کے آنکھوں سے چھلکتے جذبات سے نظریں چراتی ہوئی کھڑی ہونے لگی تھی جب اچانک سے کایان نے جھک کر اس کے لبوں کو چھوا۔

"تمہارا ہی ہوں، جو دل چاہے کرو۔" اس کی گرم سانسوں کی تپش نے ارینا کے چہرے پر لہو چھلکا دیا تھا۔ وہ سرخ چہرہ لئیے تیزی سے کھڑی ہوئی اور تیزی رفتاری سے کمرے سے نکل کر کچن کا رخ کیا۔ اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ وہ کوئی ٹین ایج نہیں تھی لیکن کایان۔۔۔

کایان اسے شرمانے پر، چھپ جانے پر، سب بھلا دینے پر مجبور کر رہا تھا۔ ایسا تو اس نے آج تک محسوس نہیں کیا تھا۔

کپکپاتے ہوئے ہاتھوں سے اس نے فریج سے دودھ نکال کر چولہے پر رکھا اور گلاس میں ہلدی ڈال کر دودھ ابلنے کا انتظار کرنے لگی جب کچن کے دروازے پر آہٹ ہوئی۔ وہ پلٹی تو سامنے ہی شرٹ لیس کایان کھڑا ہوا تھا۔

ارینا ساکت سی کھڑی تھی جب وہ آہستگی سے قدم اٹھاتا ہوا چولہے کے نزدیک آیا اور چولہا بند کر کے ارینا کی طرف متوجہ ہوا۔

"یور آنز! ذہنی اور جسمانی طور پر تم بہت تھک چکی ہو۔ لیٹس اسکپ دا ملک ہلدی۔ تمہیں آرام کی ضرورت ہے، لیٹس ٹیک یو ٹو بیڈ۔" وہ سکون سے بولتا ہوا اسے اپنے بازوؤں میں بھر کر اٹھا چکا تھا۔

"کایان تمہارا زخم۔۔۔۔" ارینا اس کی پٹی سے خون رستا دیکھ کر چلا اٹھی۔

"مجھے یقین نہیں آرہا کہ تم اتنے معمولی سے کٹ پر اتنا پریشان ہو رہی ہو۔ جبکہ پچھلے چند دنوں سے جس صورت حال سے ہم گزر رہے ہیں یہ تو اس کے آگے کچھ نہیں۔"

وہ اسے بانہوں میں اٹھائے بھاری قدم اٹھاتا ہوا کچن سے نکل گیا تھا۔

"آئی ہیٹ بلڈ!" ارینا کی بات سن کر ایک لمحے کو وہ ٹھٹکا، پھر روم میں داخل ہوا۔

"می ٹو!" وہ اسے لئیے بیڈ کی سمت بڑھ گیا تھا۔

"میں بہت تھک گیا ہوں قلب کا یان!" وہ ارینا کو آہستگی سے بیڈ پر لٹا کر اس کے نزدیک نیم دراز ہوا۔

"مجھے سکون چاہیئے۔" وہ لیمپ آف کر کے اسے کسی قیمتی متاع کی طرح اپنی دسترس میں لے گیا تھا۔

کھڑکی سے چاند کی روشنی جھلک کر اندر کمرے میں آرہی تھی۔

"تم چاند کی روشنی میں کسی دیوتا کی مانند لگتے ہو۔" ارینا نے آہستگی سے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔

"اندھیرا میرے زخموں کے داغ چھپالیتا ہے۔" کایان کی بات سن کر ارینا کی انگلیاں تھمیں۔

"اور اندر کے زخم؟" اس نے کایان سے سوال کیا۔

"انہیں کوئی نہیں دیکھتا۔"

اس کی بات سن کر ارینا نے اپنا سر اٹھا کر اپنے لب اس کے شانے کر رکھے۔

"میں دیکھتی ہوں۔" وہ اس کے مضبوط شانے کو چومتی ہوئی آنکھیں بند کر گئی تھی۔

"جانتا ہوں۔" کایان نے اپنی گرفت اس پر مضبوط کرتے ہوئے اس پر اپنی نگاہیں جما دیں تھیں۔ یہ رشتہ، یہ لڑکی اس کے لئیے خدا کا ایک عطیہ تھی، ایک بہترین تحفہ!

‹‹‹‹‹‹‹‹‹‹‹‹‹‹‹‹

"سنو!" ارینا کی آواز ابھری۔

"ہمم؟" کایان نے اس کی بند لرزتی پلکوں پر پھونک ماری۔

"ایک بات پوچھ سکتی ہوں؟" ارینا نے اپنی آنکھیں نیم وا کیں۔ سبز نگینے جن پر کایان برسوں پہلے دل ہار چکا تھا۔

"تمہیں۔۔۔۔۔۔" ارینا نے ہاتھ اٹھا کر اس کے چہرے پر چاقو سے لگے لمبے ابھرے نشان پر پھیرا۔

"تمہیں یہ زخم کیسے لگا؟" وہ سنجیدگی سے پوچھ رہی تھی۔

"تمہیں اچھا نہیں لگتا نا میرا چہرہ؟" کایان سیدھا ہو کر لیٹ گیا۔

"تم محافظ ہو، نا صرف میرے بلکہ اس وطن عزیز کے۔ تمہاری وجہ سے ہم سب اطمینان کی نیند سوتے ہیں۔ تم ہو تو ہم ہیں۔ تمہارا ہر زخم ہمارے دل پر لگتا ہے مسٹر مارخور!" ارینا کروٹ لے کر اس کے سینے پر سر رکھتی ہوئی مضبوط لہجے میں بولی۔

"سب کی چھوڑو یور آنر! اپنی بات کرو۔" کایان اپنے ازلی اکھڑ انداز میں بولا۔

"میری بات؟ کیا واقعی مجھے تمہیں کچھ بھی بتانے کی ضرورت ہے؟" ارینا کے لہجے میں ایک مان تھا، خفگی کا اظہار تھا۔ کمرے میں سناٹا سا چھا گیا تھا۔ کایان اپنی آنکھیں موندے لیٹا ہوا تھا اور اس کے چوڑے بالوں سے بھرے سینے پر ارینا سر رکھے آرام کر رہی تھی۔

"موسٰی۔۔۔۔ کیا وہ بچہ تمہاری پہلی بیوی سے ہے؟" اچانک سے ارینا کی آواز ابھری۔

"نہیں!" کایان نے یک لفظی جواب دیا۔

"پھر وہ۔۔۔؟ ارینا نے اپنا سوال ادھورا چھوڑا۔

"میری پہلی بیوی سے میری ایک ہی اولاد ہے پریسا کایان علوی۔ اور رہا موسیٰ۔۔۔ وہ تو میری جان ہے۔ ایک مارخور ساتھی کا بیٹا جس نے اپنی اور اپنی بیوی کی جان ٹیرسسٹ اٹیک کو ناکام بنانے میں وار دی۔ "کایان نے سختی سے لب بھینچے۔ اس کی آنکھوں میں وزیرستان میں ہوا خودکش حملہ اور چاروں طرف اڑتے انسانی اعضاء، خون کی بارش سب گھومنے لگا تھا۔

"ریلیکس کایان! سب ٹھیک ہے۔ "ارینا اس کے جسم میں ابھرتا تناؤ بھانپ کر اس کے سینے پر اپنی انگلیاں پھیرتی ہوئی اس سکون دینے لگی۔

"قلب کایان! "کایان نے سرگوشی کی۔ اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ ارینا علوی کا لمس، اس کی موجودگی اس کے لیئے دوا تھی، یا شاید اس کی مرحومہ ماں کی دعا تھی کہ وہ اپنے سارے خواب، ساری پریشانیاں بھول جاتا تھا۔ یاد رہتا تھا تو بس ارینا علوی، اس کی پور

آئز! اس نے برسوں اس کا انتظار کیا تھا۔ وہ اس کے زندہ رہنے کی وجہ تھی۔ اس کے نازک لبوں کی ایک مسکان اسے اپنے سارے غم بھلا دیتی تھی۔ ہاں ارینا کایان سعدی کی موجودگی میں وہ بھول جاتا تھا کہ اپنی آدھی سے زیادہ زندگی اس نے تنہا اور اکیلے گزاری تھی۔

کایان نے کروٹ لی اور ارینا کے چہرے کو اپنی دونوں ہتھیلیوں میں بھرا۔

"میں اب مزید انتظار نہیں کر سکتا۔ مجھے تمہاری ضرورت ہے۔ آئی نیڈ یو ناؤ!" وہ گھمبیر آنچ دیتے لہجے میں بولا تو ارینا کی پلکیں اٹھیں۔ اس کی آنکھوں کے سبز نگینوں کو دیکھتے ہوئے وہ بے خود ہوا تھا۔ اسے اپنے خون میں روانی محسوس ہوئی تھی۔

"مائی لائف!" وہ گھمبیر لہجے میں کہتا اس پر کسی ابر کی طرح چھاتا چلا گیا تھا۔

--------*

پردوں سے ہلکی ہلکی مدھم سی سورج کی روشنی چھلکتی ہوئی اندر آرہی تھی جب ارینا علوی نے آہستگی سے اپنی آنکھیں کھولیں۔ رات وہ کافی عرصے بعد ایک پرسکون نیند سوئی تھی سب کچھ بھلا کر۔ اور آج اسے اپنے اس سکون پر کوئی ندامت، کوئی پشیمانی نہیں تھی کہ وہ جان گئی تھی کہ اس کی پریسا کو اس کا ڈیڈی کایان واپس لے آئیگا۔

ارینا نے کایان کے بازو پر سے سر اٹھا کر اس کی سمت کروٹ لی جو اپنا ایک بازو ارینا کے اوپر ایسے رکھ کر سویا تھا جیسے نیند میں بھی اس کی حفاظت کے لیئے چوکنا ہو۔ وہ اس وقت گہری نیند میں تھا۔ اس کا چہرہ پرسکون تھا۔ دہانہ تھوڑا سا کھلا ہوا تھا۔

ارینا اس وقت اطمینان سے اس کے مزید نزدیک کھسک کر بنا پلکیں جھپکیں اس کا بغور جائزہ لے رہی تھی۔

زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا۔ بس کچھ ہفتے پہلے تک یہ آدمی اس کے لیئے ایک ڈسٹرب کرنے والی یاداشت سے زیادہ اور کچھ نہیں تھا اور اب۔۔۔۔ارینا نے اپنی پلکیں جھپکیں اور اپنے اندر اپنے آپ کو ٹٹولا۔

اب وہ اس کا شوہر تھا۔ وہ تھوڑی کنفیوز بھی تھی، انفیکٹ کنفیوز کم اور خوفزدہ زیادہ تھی۔ اور اس کے خوف کی وجہ کایان سعدی کی وہ طاقت تھی جس سے وہ اس پر حاوی ہو رہا تھا، حواسوں پر چھا رہا تھا۔ اس نے ارینا کی اپنے گرد بنائی تمام حفاظتی دیواریں گرا دی تھیں، اسے اپنا بنا لیا تھا، اس کی رگ رگ میں اتر گیا تھا۔

اس نے ارینا کو اپنے انداز و اطوار سے احساس دلایا تھا کہ وہ اس کے لیئے اس دنیا میں سب اہم عورت ہے، سب سے اہم رشتہ ہے۔

کایان سعدی اسے پڑھنا جانتا تھا۔ وہ اس دنیا میں واحد ایسا انسان تھا جس سے وہ کبھی بھی چاہ کر بھی کچھ بھی نہیں چھپا سکتی تھی۔

"وومین ود آؤٹ سیکرٹ۔" ارینا نے ایک گہری سانس لی۔

دن کی روشنی میں کایان کا چہرہ اور بھی سخت اور مضبوط لگ رہا تھا۔ سوتے میں بھی اس کی بھنوئیں تنی ہوئی تھیں۔

"کایان!" ارینا کے لبوں سے مدھم سی سرگوشی ابھری۔

وہ اب کہنی کے بل اٹھ کر اس کی بھنوؤں کو اپنی انگلیوں سے چھو کر سیدھا کرنا چاہتی تھی۔ اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا اٹھایا۔ ارادہ کایان کے ماتھے کی رگوں کو چھونے اور اس کی تنی اکڑی ہوئی بھنوؤں کو سیدھا کرنے کا تھا مگر اچانک سے اس نے اپنا ہاتھ ہوا میں ہی روک لیا۔

اسے یاد آگیا تھا آخری بار جب اس نے کایان کو اٹھانے کی کوشش کی تھی تو کس طرح کایان نے ری ایکٹ کیا تھا۔ وہ اپنا ہاتھ واپس کھینچ رہی تھی کہ اچانک سے کایان نے اپنی آنکھیں کھول کر اس کا ہاتھ اپنی گرفت میں لیا۔

"گڈ مارننگ یور آنر!" اس کی بھاری آواز ابھری۔

"جلدی سے اٹھو ہمارے پاس صرف ایک گھنٹہ ہے۔ تیار ہو کر بریک فاسٹ کر کے نکلنا ہے۔" وہ دھیمے لہجے میں اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتی ہوئی اٹھنے لگی تھی۔

اس کی نرم ٹھنڈی انگلیوں کا لمس کایان کی نیند بھگا گیا تھا۔ اس نے ارینا کو بازو سے پکڑ کر اٹھنے سے روکا تھا۔

"آئی وش تم نے ایسا نہ کیا ہوتا۔" کایان کی نگاہیں ارینا پر جمی ہوئیں تھیں۔ وہ ابرو کے اشارے سے اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرنے والی حرکت پر اشارہ کر رہا تھا۔

"کیوں؟" ارینا کی سانسیں تھمی تھیں۔

"تم مجھے ختم کر رہی ہو یور آنر! میں اس سب کا عادی نہیں ہوں۔" اس کی آواز تلخ تھی

۔

"سوری!" ارینا نے دوبارہ اٹھنے کی کوشش کی جسے کایان نے ناکام بنا دیا۔

"ارینا سعدی! میں کوئی اچھا کامیاب انسان نہیں ہوں۔ تم مجھ جیسا آدمی ڈیزرو نہیں کرتیں۔" اس نے ارینا کے ہاتھوں میں اپنا ہاتھ پھنسا کر اس کی انگلی میں پہنی ڈائمنڈ کی رنگ کو چھیڑا۔

"میں تمہیں ایسی جیولری دینا افورڈ نہیں کر سکتا۔" وہ کھرے صاف لہجے میں اپنی اوقات بتا رہا تھا یا جتانے کی کوشش کر رہا تھا، پر اس کی بات سن کر ارینا نے اپنی سبز رنگ آنکھیں اس کی آنکھوں میں ڈال کر اپنی نرم بانہیں اس کے گلے میں ڈالیں۔ یہ ارینا کے لئیے ایک بولڈ اسٹیپ تھا مگر وقت کی ضرورت تھا، ورنہ اتنی بولڈ تو وہ ہرگز نہ تھی۔

"میں تم سے مانگ بھی نہیں رہی۔" وہ مضبوط لہجے میں بولی۔

"جانتا ہوں۔" کایان اس کی روشن تابناک پیشانی پر اپنے لب رکھ کر ایک لمحے کو آنکھیں موند گیا تھا۔

"سوئیٹ ہارٹ!" اس نے آنکھیں کھول کر ارینا کے سرخ چہرے کو دیکھا جو سو فیصد اس کی نزدیکی، اس کی قربت کے احساس سے سرخ تھا۔

"پہلے تم مجھے بہت سرد لگتی تھیں، جذبات سے عاری۔ مجھے لگتا تھا تم میں جذبات ہی نہیں ہیں، نہ ہی محبت کے جراثیم ہیں۔ پھر بھی میں تمہارے اس خوبصورت چہرے پر فدا تھا مگر اب۔۔۔" وہ اس پر جھکا۔

"میں غلط تھا۔ تم تو جذبوں سے بھرپور ایک دلکش، لچکدار پھولوں کی ڈال جیسی عورت ہو جو کسی مردے میں بھی جان ڈال سکتی ہے۔" اس کی بات سن کر پہلی بار ارینا کو ٹوٹ کر شرم آئی تھی۔ اس کی پلکیں لرز اٹھیں تھیں۔

"ڈیم اٹ! ایسا مت کرو، میں خود پر قابو نہیں رکھ پاتا۔" وہ اسے ایک بار پھر سب بھلاتا ہوا اپنی دنیا میں لے گیا تھا۔

کایان سعدی نے اس کے اندر جیسے نئی رنگوں سے بھرپور روح پھونک دی تھی۔ وہ اس کے لئیے کسی ڈرگ کی طرح سے ہو چکا تھا جس کے حوالے اپنی ساری پریشانیاں، سارے مسائل کر کے وہ سکون سے آنکھیں موند سکتی تھی۔ وہ اس کے ساتھ اپنی ساری زندگی بانٹنے کو تیار تھی۔

"کیا یہ محبت ہے؟" ارینا نے بند پلکوں سے سوچا۔

"ہاں مجھے کایان سعدی سے محبت ہے۔ میں جو ہمیشہ یہ سوچتی تھی کہ پیار محبت صرف کتابوں میں یا موویز میں ہوتا ہے، آج تسلیم کرتی ہوں کہ مجھے پیار ہو گیا ہے۔ آئی ایم ان لوو کایان سعدی!" ارینا نے اپنے دل و دماغ میں جاری کشمکش کو ختم کرتے ہوئے محبت کے ہاتھوں سرینڈر کر دیا تھا۔

محبت کایان سعدی سے؟ کیا میں درست کر رہی ہوں؟ کہیں اس سے محبت کرنا مجھے درد تو نہیں دیگا؟

ارینا نے ایک گہری سانس بھری۔اب اس کے پاس کوئی چوائس نہیں تھی۔اسے کایان سے محبت سے بڑھ کر الفت سی ہو گئی تھی۔اور کیوں نہ ہوتی؟ وہ اس کا شوہر تھا.اور سب سے بڑھ کر پریسا کو اس وقت سب سے زیادہ کایان سعدی کی ضرورت تھی۔اسے پریسا کی اور کایان کو ان دونوں کی۔

"ہم ایک فیملی ہیں،اور جب پریسا تمہارے ساتھ ہو گی تو تم بھی مسکرانا سیکھ لو گے۔"

ارینا کے لب مسکائے تھے۔

"یور آنر!" کایان سنجیدگی سے اسے پکارتے ہوئے بستر چھوڑ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

"ہمیں ٹھیک تین گھنٹے میں کورٹ میں پہنچنا ہے۔تم ریڈی ہو کر آؤ" وہ اسے ہدایات دیتا ہوا گیسٹ روم کی طرف بڑھ گیا تاکہ خود بھی فریش ہو کر تیار ہو جائے۔

----------*

تین پیشیاں بھگتا کر وہ کایان کے ہمراہ اپنے چیمبر میں آئی۔

"تم مینٹیننس والوں سے کہہ کر یہاں کا ائیر کنڈیشن ٹھیک کراؤ۔" اکایان اپنا کوٹ اتار کر ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتا ہوا شرٹ کے اوپری بٹن کھولتا ہوا بولا۔

"سرکاری اداروں میں ائیر کنڈیشن کی سہولت آسان نہیں ہوتی۔ یہاں کا اے سی تو تین سال سے خراب پڑا ہے۔" ارینا اپنی کرسی پر بیٹھ کر فائل کھولتی ہوئی بولی۔

اوپر پرانے زمانے کا سیلنگ فین چل رہا تھا۔ گرمی کی شدت سے ارینا کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ ماتھے پر پسینے کی بوندیں صاف نظر آ رہی تھیں۔ اس نے سائیڈ سے ٹشو پیپر اٹھا کر پسینہ صاف کیا۔

"اگر اگلی پیشی تک ائیر کنڈیشن ٹھیک نہیں ہوا تو آئی سوئیر میں عدالت پارکنگ لاٹ میں لگوادونگا۔ کم سے کم ادھر ہوا تو ہو گی۔" وہ وارننگ دینے والے انداز میں بولا۔

"ہم وکیلوں کو عادت ہے گرم چلچلاتی ہوئی دھوپ، گرمی میں گھنٹوں پروسیڈنگ کرنے کی۔" وہ لاپرواہی سے بولی۔

"مجھے اور وکیلوں سے کوئی لینا دینا نہیں ہے مگر تمہیں یوں گرمی سے بے حال میں نہیں دیکھ سکتا۔" وہ سنجیدگی سے بولا۔

"تم مار خور سخت سے سخت موسموں میں ہمارے لئیے کام کرتے ہو تو ہم قانون کے رکھوالے اتنا بھی نہیں کر سکتے؟ اب ہمیں اتنا نازک بھی مت سمجھو۔" وہ نرمی سے بولی۔

"واقعی مجھ جیسے اسٹون مین کو پگھلا دینے والی جج نازک تو ہر گز نہیں ہو سکتی۔" کایان نے سر اثبات میں ہلاتے ہوئے اسے دیکھا۔

"آج کی ساری پروسیڈنگ گواہوں کی تھی مگر باشو دادا اپنی رکھیل کے ساتھ آیا ہوا تھا۔ تم نے دیکھا اسے؟" کایان یک لخت سنجیدہ ہوا۔

"نہیں!" ارینا نے فائل بند کی۔

"میں پروسیڈنگ کے دوران مجمعے کی طرف توجہ نہیں کرتی۔اپنا فوکس جیوری اور ڈیفنس پر رکھتی ہوں تاکہ کوئی ڈسٹریکشن نہ ہو۔" وہ بولتے بولتے رکی۔

"کیا وہ دونوں ایک ساتھ آئے تھے؟"

"ہاں وہ ایک ساتھ آئے تھے اور پچھلی رو میں بیٹھے تھے۔اگر تم مجھے اس روز روکتی نہیں تو میں کب کا یہ کھیل ختم کر چکا ہوتا۔"کایان کا اشارہ اس روز کی طرف تھا جب ارینا نے زبردستی باشوداد کی رکھیل کو اس کے عتاب سے بچایا تھا۔

"ہر بار جب اسے کٹہرے میں کھڑا کیا جاتا ہے تو وہ مجھے ایسے مسکراتے ہوئے دیکھتا ہے جیسے جتا رہا ہو کہ میں بے بس ہوں۔یہ سب بس ایک تماشہ ہے جسے وہ جس وقت چاہے ختم کر سکتا ہے۔"

"اور میں بس یہی سوچتی رہ جاتی ہوں کہ کیا میری پریسا محفوظ ہو گی؟"ارینا علوی کی آنکھوں میں نمی ابھری جسے کایان نے اپنی کھردری انگلیوں پر سمیٹ لیا تھا۔

"میں سوچتی تھی کہ ہر پرابلم کا، مسئلے کا حل قانون میں ہے۔"

"کیا واقعی؟"کایان نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"اگر میں قانون کی پاسداری کرتی ہوں تو سچ یہ ہے کہ میری بیٹی جان سے جائیگی۔

یہ۔۔۔یہ کیسا سسٹم ہے کہ ہم چاہ کر بھی انصاف نہیں کر سکتے۔"ارینا کی آواز کنٹرول

کرنے کے باوجود بھرا گئی تھی۔

"مجھے اس سے شدید نفرت ہے۔ وہ اس کی قیمت ادا کریگا، اپنے تمام شیطانی کارناموں کا

حساب دیگا۔ کیسے؟میں نہیں جانتی۔ کب؟میں نہیں جانتی مگر۔۔۔۔"ارینا بولتی

بولتی رکی اور ایک گہرا سانس لیا۔

"میری بات سنو یور آنر! تم اس وقت بالکل۔۔۔"کایان نے اسے ٹوکنا چاہا۔

"تمہاری زبان میں بات کر رہی ہوں، جانتی ہوں۔"ارینا کے گال سرخ ہوئے تھے۔

کایان اس وقت ارینا کے سامنے والی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ڈارک بلیو بلیزر پر لائٹ بلیو

شرٹ جس کے اوپری بٹن کھلے ہوئے تھے۔ڈھیلی سی ٹائی، وہ اس وقت ایک ایگزیکیٹیو

لگ رہا تھا۔ارینا نے نظریں چرائیں۔

"بات سنو یور آنر!"کایان نے سنجیدگی سے بولتے ہوئے آگے کو کھسک کر اس کے

ہاتھوں پر اپنے چوڑے کھردرے مردانہ ہاتھ رکھے۔

"نفرت کرنا بہت آسان ہوتا ہے۔ہر کوئی نفرت کر سکتا ہے۔تم بھی، اگر تم بری طرح

سے ہرٹ ہوئی ہو تو۔مگر میری ایک بات یاد رکھنا۔جب ہم کسی سے لڑنے کی بجائے

نفرت کرنا شروع کر دیتے ہیں تو پھر ہم وہ نہیں رہتے جو ہم ہیں۔"وہ اس کے نازک

ہاتھ سہلاتے ہوئے دھیمے لہجے میں بول رہا تھا۔

"میں نہیں چاہتا تم کسی سے بھی نفرت کرو چاہے وہ باشو دادا ہی کیوں نہ ہو۔کیونکہ یہ

نفرت ہمیں اندر سے بدل دیتی ہے۔ہمیں سرد اور کھوکھلا کر دیتی ہے۔ہمارے دنیا کو

دیکھنے سمجھنے کے انداز کو بدل دیتی ہے۔ یہ ایک ایسا زہر ہے جس کا کوئی تریاق نہیں۔ اس لئیے کسی سے بھی نفرت مت کرو۔ اس سے لڑو، اس سے اپنا حق چھینو، اسے سزا دو۔ پھر چاہے وہ موت کی سزا ہی کیوں نہ ہو۔" وہ اسے سمجھاتا ہوا کرسی کھسکا کر کھڑا ہو گیا۔

"بریک ختم! اب ہمیں کورٹ میں چلنا چاہئیے۔" وہ اسے اٹھنے کا اشارہ کر رہا تھا۔

"کاش! اللہ نے مجھے یہ کیس نہیں دیا ہوتا۔" ارینا نے شکوہ کیا۔

"سب ٹھیک ہو گا۔" کایان نے اس کے کالے مخصوص جج والے گاؤن کی ڈوری پکڑ کر اسے اپنی سمت کھینچ کر اس کا گاؤن درست کیا۔ سر پر سفید دوپٹہ کو بڑے انہماک سے جمایا۔

"تم ایک جج ہو، بس یہ یاد رکھو۔ باقی پریسا کے لئیے اس کا ڈیڈی زندہ ہے۔ لیٹس گو!" وہ اسے ساتھ لئیے کورٹ روم کی طرف بڑھ گیا تھا۔

««««««««««««««

پورادن کیس کی سماعت کرتے کرتے دوپہر دو بجے کے قریب وہ ٹھیک ٹھاک تھک چکی تھی۔

باشوداداکا وکیل شہاب الدین ایک نامی گرامی بیرسٹر تھااور اس نے اتنے نکات اٹھائے تھے کہ لگتا تھا باشوداداجیسا معصوم آدمی تو دنیا میں ڈھونڈنے سے نہیں ملے گا۔اس کے خلاف لگے الزامات جیسے دہشت گردی، قتل،اسمگلنگ، منی لانڈرنگ، سب کچھ اس کے وکیل نے جھوٹا ثابت کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگادیا تھا۔اس نے اتنے قانونی نکات اٹھائے تھے کہ خودارینا کادماغ گھوم چکا تھا۔وہ اتنا کانفیڈنٹ تھا کہ

جیسے اسے پتہ ہو کہ جج کی کرسی پر بیٹھی ارینا نے اسی کے کلائنٹ باشوداد کے حق میں ہی فیصلہ دینا ہے۔

باشوداد کے وکیل کے بیٹھنے کے بعد اب پراسیکیوشن کی باری تھی جو گواہان کو پیش کرنے کی ارینا علوی سے اجازت طلب کر رہا تھا۔

پہلا ہی گواہ جو ایک پولیس آفیسر تھا وہ اپنے پرانے دیئے گئے بیان سے منحرف ہو گیا تھا۔اسے سنتے ہوئے باشوداد کے وکیل کے چہرے پر ایک طنزیہ مسکراہٹ ابھری تھی جیسے کہنا چاہ رہا ہو کہ دیکھ لو تمہارے گواہ بھی اب تمہارے نہیں رہے۔

"کتنے پیسوں میں آپ نے اپنا ایمان بیچا ہے؟"پراسیکیوشن نے کڑے لہجے میں کٹہرے میں کھڑے پولیس آفیسر سے سوال کیا۔

"آبجیکشن یور آنر! یہ ہمارے کلائنٹ پر گواہ خریدنے کا جھوٹا الزام لگا رہے ہیں۔" باشو داد کے وکلاء کی ٹیم سے ایک کاؤنسلر نے کھڑے ہو کر احتجاج کیا

جس پر پلٹ کر پراسیکیوشن نے اسے خونخوار نظروں سے گھورا۔ پھر سیدھا ہو کر جج کی

کرسی پر بیٹھی ارینا علوی کو عزت سے مخاطب کیا۔

"یور آنر سوال جواب کرنا میرا حق ہے۔"

"آبجیکشن اوور رولڈ!" ارینا نے سنجیدگی سے باشو دادا کے کاؤنسلر کو بیٹھنے کا اشارہ

کرکے پراسیکیوشن کو سوالات کا سیشن جاری رکھنے کا حکم دیا۔

کمرہ عدالت اس وقت ٹھیک ٹھاک مچھلی بازار سا بن گیا تھا۔ جب پروسیکیوشن نے گواہ

کی رشوت لیتے ہوئے بنی ہوئی وڈیو کا ثبوت کے طور پر ذکر کیا جس پر باشو دادا کے وکلاء

کی ٹیم نے شور مچانا شروع کر دیا تھا۔

۔

"آرڈر آرڈر!" ارینا نے سنجیدگی سے سب کو چپ کرانا چاہا پر وہ آپس میں جھگڑنے پر

اترنے لگے تھے۔

اس طوفان بدتمیزی کو روکنے کے لئیے ارینا نے سنجیدگی سے جھوٹے گواہ کو پولیس ریمانڈ میں دینے کا حکم دیتے ہی بنا کسی کی سنے اگلی پیشی کی تاریخ دے کر عدالت برخواست کر دی تھی۔

اپنا فیصلہ سنا کر وہ فوری کمرہ عدالت سے نکل گئی جہاں دروازے پر چوکس کھڑا کایان سعدی اس کا انتظار کر رہا تھا۔

ارینا کے کمرہ عدالت سے نکلتے ہی شور تھم گیا تھا۔اب سب باہر کا رخ کر رہے تھے۔

----------*

کایان کی ہمراہی میں اپنے آفس پہنچ کر اس نے اپنا سیاہ ججز والا گاؤن اتار کر ایک طرف رکھا اور ہاتھ میں پکڑی کیس فائل لاک کر کے پلٹی۔

"چلیں؟" اس نے دروازے کے پاس مستعد کھڑے کایان سے پوچھا تو وہ اثبات میں سر ہلا کر اسے وہیں رہنے کا اشارہ کر کے پہلے خود کاریڈور میں نکلا۔ گردن گھما کر چاروں اطراف دیکھا۔ دور دور تک کوئی نہیں تھا۔

"لیٹس گو!" اس نے ارینا کو باہر آنے کا اشارہ کیا تو وہ باہر نکلی اور سیڑھیوں کی جانب بڑھنے لگی تھی کہ کایان نے اسے بازو سے پکڑ کر روکا۔

"کیا ہوا؟" ارینا نے ابرو اچکا کر پوچھا۔

"ادھر سے نہیں۔" وہ سنجیدگی سے بولا۔

"کیوں؟" ارینا نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"وہ ادھر۔۔۔" کایان نے بنا بولے بھنوؤں کی جنبش سے کھڑکی سے نظر آتے باہر کے منظر کی طرف اشارہ کیا جہاں کئی رپورٹرز کے جھمگٹے میں باشو دادا اور اس کے وکلاء

کی ٹیم گھرے ہوئے ان کے ساتھ کھڑے باتیں کر رہے تھے، ان رپورٹرز کے سوالات کا جواب دے رہے تھے۔

باشوادا کے چہرے پر ایک فاتح کی سی مسکراہٹ تھی کہ یہ کیس اس کے لیئے بہت اہم تھا۔ اسے اپنے سارے کالے کرتوتوں سے کلین چٹ لیکر فیڈرل الیکشن میں اسے کھڑا ہونا تھا، چیف منسٹر بننا تھا۔

"مت دیکھو اسے۔" کایان نے ارینا کو ٹوکا جو ٹکٹکی باندھے آنکھوں میں بلا کی نفرت بھرے اس مجرم باشوادا کو گھورے جا رہی تھی۔

"ہم پچھلی سیڑھیوں سے اتر کر خاموشی سے اپنی گاڑی کی طرف جائیں گے۔" کایان اسے بازو سے پکڑ کر ساتھ لیئے پچھلی تاریک سیڑھیوں سے نیچے اترا۔

وہ دونوں خاموشی سے چلتے ہوئے پارکنگ میں کھڑی اپنی گاڑی کی طرف بڑھ رہے تھے۔

"جج صاحبہ ! ہم سے ملے بغیر کدھر کی تیاری ہے؟" اچانک سے باشوداد، اپنے اٹارنی اور اس کی چار وکلاء کی ٹیم اور اپنے باڈی گارڈز نما غنڈوں کی ٹولی کے ساتھ ان کے سامنے آگیا تھا۔

ان سب کو یوں اچانک سے سامنے دیکھ کر ارینا کے بازو پر کایان کی انگلیوں کی گرفت میں سختی سی آگئی تھی۔ ارینا کو اس کی انگلیاں اپنے بازو میں دھنستی ہوئی سی محسوس ہوئی تھیں۔ اس نے اپنے ساتھ لگ کر کسی مضبوط چٹان کی مانند کھڑے کایان کو دیکھا جس کا چہرہ بالکل سادہ تھا۔ کوئی تاثر نہیں تھا۔ بس پتھروں کی سی سختی نمایاں تھی۔ ورزشی جسم کسی چوکس مارخور کی طرح چوکنا ہو چکا تھا۔ وہ ہر قسم کے حالات کو فیس کرنے کے لئیے اس وقت تیار تھا۔

"جج ارینا علوی !" باشوداد نے طنزیہ انداز میں اسے مخاطب کرتے ہوئے تالی بجائی جیسے داد دینے لگا ہو۔

"ماننا پڑے گا کہ تم واقعی ایک قابل جج ہو۔ آج جس طرح کمرہ عدالت میں تم نے

میرے خلاف بھونکتے اپنے پراسیکیوٹر کو کنٹرول کر کے کیس کا فیصلہ نہیں سنایا اور اگلی

پیشی کی تاریخ دی وہ قابل تعریف ہے۔ ورنہ میرے خلاف اتنے ثبوتوں پر بھی تم

میرے حق میں فیصلہ دے دیتیں تو میڈیا میرے خلاف ہو جاتا لیکن۔۔۔۔" بولتے

بولتے باشو دادا کے چہرے پر سرد تاثرات اترے م

"اب اگلی دو پیشیوں میں میرے حق میں فیصلہ ہو جانا چاہیئے ورنہ۔۔۔" وہ سرد لہجے

میں بولتے ہوئے ارینا کا بغور جائزہ لے رہا تھا۔

ارینا نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو کچھ بھی کہنے سے روکا تھا۔ وہ کورٹ کے احاطے

میں کوئی بھی تماشہ نہیں چاہتی تھی اس لیئے اس نے باشو دادا کو سیدھا جواب دینے کی

بجائے اس کے ساتھ کھڑے اٹارنی کو مخاطب کیا۔

"کاؤنسلر آپ اپنے کلائنٹ کو سمجھادیں کہ کورٹ روم کے باہر وہ کوئی اسٹیٹمنٹ نہ دیں

توان کے حق میں بہتر ہو گا۔" وہ مضبوط لہجے میں بولی۔

"آف کورس یور آنر! کاؤنسلر نے تائید میں سر ہلا کر باشو دادا کو دیکھا۔

"چلیں سر؟ ڈرائیور ہمارا ویٹ کر رہا ہے۔" اٹارنی باشو دادا سے بات کر رہا تھا جس کی

نظریں اریناپر جمی ہوئی تھیں۔

"ماننا پڑے گا کہ تم حسن کے ساتھ ساتھ عقل بھی رکھتی ہو۔ مگر تمہارا مردوں کا

ٹیسٹ دیکھ کر مجھے بہت مایوسی ہوئی ہے ن" وہ بڑی مکاری سے بولتا ہوا اب کایان کو

گھور رہا تھا۔

"تمہیں اپنی عدالت میں آئے ملزم سے شادی شدہ ہوتے ہوئے بھی پیار ہو گیا تھا۔ ہاؤ

ڈسگسٹنگ!" باشو نے نفرت سے تھوک زمین پر پھینکا۔

"یہ۔۔۔یہ بھگوڑا مار خور؟ یہ جو تمہارا محافظ، تمہارا باڈی گارڈ ہونے کا دعویدار بن کر تمہارا ہیڈ شئیر کر رہا ہے، یہ تمہاری کیا حفاظت کرے گا؟ یہ تو آج تک اپنے ساتھی کی موت کا بدلا نہیں لے پایا۔ یہ کیا کرلے گا؟" وہ مخاطب ارینا سے تھا لیکن نظریں کایان پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ کایان سعدی کی ل گہری پر اسرار آنکھوں میں دیکھتا ہوا جج ارینا علوی سے جان کر بد تمیزی کر رہا تھا تاکہ کایان کو بھڑکا کر تماشہ کھڑا کر سکے۔ پر اس کا وار خالی گیا تھا کہ کایان اپنے چہرے پر بنا کوئی بھی تاثر دیئے ساکت کھڑا تھا۔

"ویسے تمہیں یوں کسی عورت کا کیپ بن کر رہنا کیسا لگتا ہے ایکس میجر کایان؟" اب کے باشو دا نے کایان کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے ایک ایک لفظ چبا چبا کر ادا کیا۔

اس کی گھٹیا بات سن کر کایان کا خون کھول اٹھا تھا۔ اس نے ارینا کی کمر کے پیچھے موجود اپنے بائیں ہاتھ کی سخت مٹھی بنائی کہ سامنے کھڑا باشو دا اس کے صرف ایک پنچ کی مار تھا مگر پھر اس کے بعد کیا؟ یہ ایک پنچ باشو کا منہ توڑ کر اسے تو سکون پہنچا دیتا لیکن پھر ارینا کا کیا ہوتا؟ پریسا کا کیا ہوتا؟ کایان نے اپنی بند مٹھی آہستگی سے واپس کھول دی۔ وہ

اپنی بے عزتی برداشت کر گیا تھااور باشو کی گیم سمجھ گیا تھا۔وہ اسے جان کر عدالت کے احاطے میں گارڈز، پولیس، وکلاءاور جج کے سامنے طیش دلا رہا تھا تا کہ وہ اس پر حملہ کرے اور سیدھا جیل چلا جائے۔اور پھر ارینا باشو دادا کے لیئے ایک آسان ٹارگٹ ثابت ہو گی۔مانا وہ مضبوط اعصاب کی مالک تھی لیکن تھی تو ایک عورت ہی، جس کی بیٹی اس عفریت کے قبضے میں تھی۔ صرف ارینا کی خاطر، اس کے بارے میں سوچ کر وہ اس وقت باشو دادا کی بکواس برداشت کر گیا تھا۔

ارینا نے اچھی طرح سے اپنے نزدیک کھڑے کایان کی باڈی لینگویج اور اپنے بازو پر رکھے کایان کے ہاتھ میں بے پناہ کر ختگی اور سختی پھر چند لمحوں میں ہی نرمی محسوس کی تھی۔وہ اچھی طرح سے اس کے اندر ہوتے اتار چڑھاؤ کو سمجھ رہی تھی، کایان نے اپنے غصے پر قابو پایا تھا یہ وہ جانتی تھی کہ اتنی واہیات بکواس سن کر کم غصے میں تو وہ بھی نہیں تھی۔ کایان تو پھر بھی ایک مرد تھا۔ارینا نے ایک گہرا سانس لیا۔

"اب آگے ایک اور لفظ بھی آپ نے بولا مسٹر باشو تو میں آپ پر توہین عدالت کی دفع لگا دوں گی۔ اور آپ اپنا باقی کا ٹرائل پھر پولیس کسٹڈی میں اٹینڈ کرینگے۔" وہ سختی سے بول رہی تھی۔ وہ جج تھی ایسا باآسانی کر سکتی تھین

"سر چلیےں م" باشو دادا کے وکیل نے بات بگڑتی دیکھ کر اسے بازو سے پکڑا اور گھسیٹا۔

باشو دادا کے ساتھی اسے گاڑی کی طرف لے جا رہے تھے مگر الٹے قدموں گھسیٹتا ہوا باشو دادا۔۔ کایان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے ہوئے تھا۔

"کایان ہم پھر ملیں گے لم" وہ گاڑی میں بیٹھتے ہوئے سرد لہجے میں چلایا تھا۔ باشو کے بیٹھتے ہی اس کی گاڑی تیزی سے اسٹارٹ ہو کر احاطے سے نکل گئی تھی۔

--------*

"کایان سعدی!" باشودادا کے جاتے ہی ارینا نے اپنا بازو اس کی گرفت سے چھڑایا۔ وہ اس وقت بڑی مشکل سے خود کو کنٹرول اور کمپوزر کھے ہوئے تھی جبکہ اس کے اندر درد کی، کرب کی شدید لہریں اٹھ رہی تھیں۔

کایان کے جبڑے اس وقت سختی سے بھینچے ہوئے تھے۔ آنکھوں میں قہر تھا۔ وہ سختی سے اپنے دانت آپس میں جمائے سامنے کھڑی ارینا کو دیکھ رہا تھا جو باشودادا کی وجہ سے اس سے متنفر ہو رہی تھی۔

"کیا تم نے اس سے ہمارے بارے میں بات کی تھی؟ میرے بارے میں؟ میرے ساتھ تمہارے ریلیشن کے بارے میں؟" ارینا نے سنجیدگی سے سوال کیا۔ اس کا انداز بہت ٹھہرا ہوا تھا۔

کایان اس کی سبز آنکھوں میں جھانکتا ہوا اس کی سوچوں کو پڑھنے کی کوشش کر رہا تھا مگر وہ اپنی آنکھیں پھیر گئی تھی اور یہ کوئی اچھا سائن نہیں تھا۔

"ہاں میں نے بات کی تھی اور تمہیں بتایا بھی تھا۔" وہ چند لمحوں کے توقف کے بعد سنجیدگی سے بولا۔

"تم نے کہا تھا کہ تم نے اس سے صرف پریسا کے بارے میں بات کی تھی اور ہمارا نکاح ابھی سب سے چھپا کر رکھنا تھا۔ تو یہ ایسی بکواس کیوں کر رہا تھا؟ یہ مجھے تم سے۔۔۔۔" وہ چپ ہوئی اور سامنے کھڑے کایان کو گھورا۔

"مسٹر کایان سعدی! کیا آپ بتا سکتے ہیں یہ مجھے آپ کے ٹرائل کے دنوں سے کیوں آپ کے ساتھ اسکینڈلائز کر رہا تھا؟" وہ سوال کر رہی تھی۔ اس کی روح اندر سے بین کر رہی تھی، کر لا رہی تھیم وہ سب سمجھ رہا تھا۔

کایان کے چہرے پر ارینا کی بات سن کر ایک وحشت بھری جھنجھلاہٹ ابھری تھی۔

"گھر چلیں۔ یہ جگہ بحث کے لیئے مناسب نہیں ہے یور آنر!" وہ ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولا۔

"مجھے ابھی جاننا ہے۔ تمہارے اور باشو کے درمیان کیا بات ہوئی تھی؟" وہ بھی ڈٹی ہوئی تھی۔

کایان نے اس کا رویہ بغور نوٹ کیا تھا۔ وہ اپنی بات پر اڑی ہوئی تھی اور ہار ماننے کو تیار نہیں تھی۔

وہ اس کی سبز غصے سے بھری خوبصورت آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔ ان آنکھوں کے سامنے وہ خود کو بے بس محسوس کرتا تھا۔ ابھی بھی وہ خود کو کمپوز کرتا ارینا سے جھوٹ بولنے کے لئیے اپنا دماغ تیار کر رہا تھا مگر وہ چاہ کر بھی اس سے جھوٹ نہیں بول پا رہا تھا کہ محبت میں جھوٹ نہیں ہوتا۔

"سمپل سی بات ہے ارینا!" وہ دھیمے مضبوط لہجے میں بات شروع کرتا ہوا اس کے عین سامنے آ کر رکا۔

"جب میں تمہارے ساتھ تمہارے گھر میں شفٹ ہوا تھا تو باشو سے کلب میں ملا تھا۔

اسے میں نے کہا تھا کہ میں اور تم ایک دوسرے سے پیار کرتے ہیں۔" وہ رکا۔

"باشو ماننے کو تیار نہیں تھا۔ اسے لگا کہ تم نے مجھے اسپیشلی پریسا کی جان بچانے کے لیئے

ہائر کیا ہے۔ اس لیئے وہ انتقامی کارروائی کرنا چاہتا تھا۔ اسے یقین دلانے کے لیئے میں

نے جھوٹ بولا کہ میرے ٹرائل کے دنوں سے، کئی سالوں سے ہم ایک دوسرے

سے پیار کرتے آرہے ہیں، اور اگر وہ میری محبت کو نقصان پہنچائے گا تو میں اسے

چھوڑوں گا نہیں۔" وہ اسے سکون سے اس روز کلب میں ہوئی باشو دادا سے ملاقات

کے بارے میں بتا رہا تھا۔

وہ شاکڈ سی اسے دیکھ رہی تھی۔ اس کے پیٹ میں گرہیں پڑنے لگیں تھیں۔ ایک تیز

درد سا اٹھا جو اس کے حلق تک آ گیا تھا۔

وہ واقعی بہت بڑی احمق تھی، بیوقوف تھی جس نے کایان سعدی پر بھروسہ کیا۔ نہ صرف بھروسہ بلکہ۔۔۔اس کی سبز آنکھوں میں نمی ابھرین

کتنی بڑی احمق تھی وہ۔ اس نے اپنا آپ تک اس آدمی کو سونپ دیا جس نے۔۔۔اس نے لمحوں میں خود کو کمپوز کیا۔

"تو اسی لیئے تم مجھے اپنے نکاح میں لے کر مجھے اپنے بیڈ تک لے جانا چاہتے تھے کہ اپنی گھڑی کہانی میں رنگ بھر سکو؟ سب کو بتا سکو کہ ایک جج تمہارے عشق میں پاگل ہے؟ بہت خوب مسٹر کایان! بہت خوب۔" ارینا نے تالی بجا کر اسے داد دی۔

ارینا کے بات سنتے سنتے کایان کا چہرہ نرم سے سخت پڑنے لگا تھا۔ اس کی سرد آنکھوں میں ایک طنزیہ چمک ابھر آئی تھی۔

"تم واقعی میں مجھ پر بہت زیادہ بھروسہ کرتی ہو۔ کیا یہی تمہارا بھروسہ تھا؟ تم نے وعدہ کیا تھا میرے کام میں مداخلت نہیں کروگی۔ کیا ہوا وہ وعدہ؟ وہ بھروسہ؟" وہ سرد برف سے لہجے میں سوال کر رہا تھا۔

"میں تم پر ٹرسٹ کرنے لگی تھی مگر اب نہیں۔" ارینا علوی ذرہ برابر بھی شرمسار نہیں تھی۔

"اور میرے بارے میں کیا؟ کیا تم جان سکتی ہو کہ مجھے کیسا لگا ہوگا یہ جان کر کہ باشو دادا جیسا شخص سوچتا ہے کہ میں۔۔۔۔ میں ایک۔۔۔" کایان نے سختی سے اپنے جبڑے بھینچے۔

"I am no better than ...Than a Whore "?

اس نے اذیت سے اپنی بات ختم کی۔ دل تو کر رہا تھا کہ سامنے کھڑی ضدی جج کو سختی سے اپنی بانہوں میں جکڑ کر اس کے چہرے پر اتنے بوسے لے کہ اس کے چہرے پر

چھائی تکلیف درد سب ختم ہو جائے۔ وہ سمجھ سکے کہ اس کے پاس کوئی چوائس نہیں

تھی اسی لئیے اس نے یہ سب کور اسٹوری بنائی تھی ورنہ باشو نے اسے اکیلی عورت سمجھ

کر کھا جانا تھا۔

وہ نرمی سے اس کو بازوؤں سے تھام گیا۔

"باشو دادا کیا سوچتا ہے کیا نہیں، کیا اس سے واقعی ہمیں کوئی فرق پڑتا ہے؟" وہ ارینا

نے سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔

"آف کورس پڑتا ہے۔" وہ اس کے بازوؤں کو ہٹاتی ہوئی پیچھے ہٹی۔

"وہ آدمی اب میری ساکھ، میرے کردار کو نشانہ بنا کر، گالیاں دے کر مجھے بدنام

کرے گا۔" وہ چیخی۔

"آئی سی! اب سمجھا۔" کایان طنزیہ انداز میں بولتا ہوا سکون سے پیچھے ہٹا۔

"کہنا کیا چاہتے ہو؟" ارینا چیخی۔

" تمہارے لئیے تمہاری ساکھ، تمہاری ریپوٹیشن زیادہ اہم ہے۔اپنی بیٹی کی زندگی سے بھی زیادہ تمہیں اپنی ساکھ پیاری ہے۔" اس کی بات سن کر ارینا کا چہرہ تیزی سے سفید پڑا تھا جیسے پورا خون نچڑ گیا ہو۔

" ہر گز نہیں !تت۔۔۔ تم ایسا سوچ بھی کیسے سکتے ہو؟" وہ کپکپاتے ہوئے لہجے میں بولی۔اس کی آواز میں ایک خوف سا تھا۔

کایان نے اس کے چہرے پر پھیلتے درد اور خوف کو دیکھ کر خود کو مضبوط کیا۔وہ اسے صرف احساس دلانا چاہتا تھا کہ اس نے وہ ساری بکواس صرف کور اسٹوری کے لئیے کی تھی۔وہ اسے شرمندہ نہیں کرنا چاہتا تھا مگر۔۔۔۔کایان نے ایک گہرا سانس بھرا۔

سامنے کھڑی جج۔۔۔وہ ہر گز بھی کچھ سننے سمجھنے کے موڈ میں نہیں تھی۔

"میں نے تمہیں شروع میں ہی بتادیا تھا کہ یہ کیس کوئی پکنک نہیں ہے۔اور ظاہر ہے تم نے اس وقت میری کسی بات کو سنجیدگی سے نہیں لیا ورنہ آج یہاں عدالت کی پارکنگ لاٹ میں مجھ سے یہ فضول بحث نہ کر رہی ہوتیں۔" اس نے ارینا کو کہنی سے جکڑا۔

"شٹ اپ !ایک لفظ بھی نہ نکلے تمہارے منہ سے۔" ارینا کے لب کچھ کہنے کے لیئے ہلکے سے وا ہوئے تھے کہ کایان نے سرد ترین لہجے میں اسے ٹوکا اور اسے لیئے سیدھا گاڑی کی طرف آ کر دروازہ کھول کر اسے اندر دھکیلا۔

"Now let's get the hell out of here ".

اس کی آنکھوں کا تاثر سرد تھا اور لب سختی سے آپس میں بھینچے ہوئے تھے۔

وہ گاڑی اسٹارٹ کر کے ڈرائیو کرنا شروع کر چکا تھا۔

چند منٹس شاک میں رہنے کے بعد ارینا علوی ہوش میں آئی۔اس نے شرارہ اگلتی نگاہوں سے برابر میں بیٹھے ڈرائیو کرتے کایان کو دیکھا۔

"گاڑی روکو۔"

"کیوں؟" کایان نے ابرو اچکا کر اسے دیکھا۔

"میں تمہیں اس کیس سے، اس باڈی گارڈ کی نوکری سے برخواست کرتی ہوں۔ نہیں چاہئیے تمہاری مدد۔ تم میرے گھر سے، میری زندگی سے دور چلے جاؤ۔" وہ اندر سے زخمی تھی، بہت زخمی۔ پر خود کو مضبوط بناتی ہوئی اسے بے دخل کرنے پر تلی ہوئی تھی۔

اس کی بات سن کر اسٹیئرنگ وہیل پر جمے کایان کے ہاتھوں میں سختی ابھر آئی تھی۔ اس نے اتنی سختی سے اسٹیئرنگ وہیل کو جکڑا تھا کہ ہاتھ کی نسیں پھول کر نظر آنے لگی تھیں۔

"ایسا ممکن نہیں ہے۔" وہ ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولا۔

"سب ممکن ہے۔"

"شش!" ایک ہاتھ اسٹیرنگ سے ہٹا کر اس نے بولتی ہوئی ارینا کے لبوں پر رکھ کر اسے خاموش کروایا۔

"جب تم مجھے ڈھونڈتی ہوئی ان کھنڈرات میں پہنچی تھی اس وقت میں نے تمہیں سمجھایا تھا، انکار کیا تھا۔ کہا بھی تھا کہ میں صرف ایک ٹربل ہوں۔ مگر اب تم کیا چاہتی ہو کیا نہیں چاہتی اس سے مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ تم وہ کرو گی جو میں چاہوں گا اینڈ دیٹس فائنل! نو مور آرگیومنٹس!" وہ سختی سے بول کر اپنا ہاتھ ہٹاتے ہوئے تیزی سے ڈرائیو کرنے لگا۔

گھر پہنچ کر اس نے ارینا کو اندر بیٹھے رہنے کا اشارہ کیا اور خود گاڑی سے اتر کر چاروں طرف دیکھنے کے بعد دروازہ کھولا اور واپس گاڑی میں بیٹھ کر گاڑی گھر کے اندر ڈرائیو وے میں لے آیا۔

"سنو!" اس نے گاڑی سے اترتی ہوئی ارینا کے بازو پر ہاتھ رکھ کر اسے روکا۔

"آئی ایم سوری! ہم دونوں لوورز ہیں، تم اس خبیث انسان کی اس بات سے پریشان ہوئیں خاص کراب جب یہ سچ بھی ہوگیا ہے۔" وہ پتھروں سی سختی لہجے میں لئیے بول رہا تھا۔

"یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ تم جیسی باعزت جج اور میرے جیسا بھگوڑا مار خور ایک رشتے میں بندھ گئے ہیں۔ ہمیں پیار ہوگیا ہے۔ تم، میری بیٹی پریسا اور میں۔۔۔ بس یہی میرا خاندان ہے جو میرے اندر دوبارہ جینے کی خواہش بیدار کر چکا ہے۔" وہ اس کا بازو چھوڑ چکا تھا۔

جیسے ہی وہ گاڑی سے اتری وہ تیزی سے گاڑی ریورس کر کے وہاں سے نکل گیا تھا۔ اور جاتے جاتے گاڑی باہر سڑک پر روک کر اس سے اتر کر مین دروازہ لاک کرنا نہیں بھولا تھا۔

تھکے تھکے قدموں سے ارینا نے بند دروازے کو دیکھا اور گھر کے اندر داخل ہوگئی۔

--------*

شام ڈھل چکی تھی پر کایان ابھی تک واپس نہیں آیا تھا۔ اپنے کمرے کو سمیٹ کر بیڈ شیٹ وغیرہ تبدیل کر کے اس نے اگلے دن کورٹ کے لیئے اپنا لباس نکال کر پریس کر کے ہینگر میں لٹکایا۔ وقت تھا کہ گزر ہی نہیں رہا تھا۔ وہ اس وقت صرف اور صرف کایان سے معافی مانگنا چاہتی تھی۔

وہ خاموشی سے گیسٹ روم میں آئی جہاں کایان کا سامان تھا۔ وہ اس کے ساتھ بیڈ روم شئیر کرنے لگا تھا پر اس نے ابھی تک اپنا سامان ارینا کے ماسٹر بیڈ روم میں شفٹ نہیں کیا تھا۔

اس نے کایان کا کمرہ سمیٹا، اس کی بیڈ شیٹ تبدیل کی اور صوفے پر پڑی کایان کی جیکٹ اٹھا کر اپنے سینے سے لگاتی ہوئی اسی صوفے پر بیٹھ گئی تھی۔

اس کے چہرے پر اداسی تھی۔ وہ جب سے گھر واپس آئی تھی پریشان اور شرمندہ تھی۔

اس نے کایان سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اس کے معاملے میں کبھی نہیں بولے گی، اس پر بھروسہ کرے گی۔ مگر اس نے اپنا وعدہ توڑ دیا جیسے پہلے توڑا تھا۔ کایان کا ناراض ہونا بنتا تھا، شاید اسی لئیے وہ اسے چھوڑ کر چلا گیا تھا۔

کافی دیر اس کے کمرے میں بیٹھنے کے بعد وہ کچن میں آگئی اور رات کے کھانے کی تیاری کرنے لگی۔

اس نے دل لگا کر کایان کے لئیے روسٹ مصالحہ لگا کر اوون میں رکھا اور سالن چڑھا کر روٹیاں بنانے لگی۔

کھانا تیار تھا پر وہ ابھی تک نہیں آیا تھا۔

وہ ٹیبل پر کھانا لگا کر بیٹھی اس کا انتظار کر رہی تھی جو نہ جانے کدھر تھا۔

رات نو بجے کے قریب باہر گاڑی آکر رکی اور تھکا ہارا کایان گھر کے اندر داخل ہوا۔

کچن میں جلتی لائٹس دیکھ کر وہ اسی سمت آیا جہاں کھانا ڈائننگ ٹیبل پر سجا ہوا ٹھنڈا ہو چکا تھا اور وہ ٹیبل کر سر جھکائے اونگھ رہی تھی۔

وہ خاموشی سے کرسی گھسیٹ کر بیٹھا تو وہ کرسی کی آواز سن کر سیدھی ہوئی اور کایان کو دیکھ کر اس کی اداس سبز آنکھوں میں چمک سے ابھری تھی۔

"میں گرم کر کے لاتی ہوں۔" وہ ڈش اٹھانے لگی تھی جب کایان سعدی نے اسے روک دیا۔

"رہنے دو ایسے ہی ٹھیک ہے۔" وہ نرمی سے بولا۔

دونوں نے خاموشی سے تھوڑا بہت کھانا کھایا تھا۔

کھانا کھاتے ہی کایان وہاں سے اٹھ کر چلا گیا تھا۔ ارینا نے برتن سمیٹ کر بچا ہوا کھانا فرج میں رکھا اور کمرے میں آئی۔

کمرہ خالی تھا۔ گیسٹ روم، واش روم سب خالی تھا۔ وہ پریشان سی باہر نکلی تو سامنے دالان

کی سیڑھیوں پر کایان بیٹھا ہوا نظر آیا۔

رات کا وقت تھا۔ ہوا میں خنکی سی تھی اور وہ صرف بنیان ٹراوزر میں باہر بیٹھا ہوا تھا۔

وہ پلٹ کر واپس کچن میں آئی اور کافی بنانے لگی۔

دو کپ کافی بنا کر مگوں میں ڈالنے کے بعد وہ خود بھی باہر صحن میں نکل آئی۔

اس کے قدموں کی آہٹ سن کر کایان نے سر اٹھا کر اسے ایک نظر دیکھا تھا جو سادہ

سے سیاہ لباس میں بالوں کو جوڑے میں جکڑے خاصے گھریلو حلیے میں تھی۔

"کافی۔" ارینا نے ایک مگ اس کی سمت بڑھایا۔

"تھینکس!" وہ مگ تھام گیا تھا۔ اس کی سنجیدگی دیکھ کر ارینا کو اپنی رگ رگ میں ایک

سرد لہر سی اٹھتی محسوس ہوئی تھی۔

وہ ٹانگیں پھیلائے سیڑھیوں پر بیٹھا ہوا تھا۔ ارینا نے ہمت کی اور اس کے برابر جگہ بناتی ہوئی خود بھی سیڑھیوں پر بیٹھ گئی۔

"کتنی خوبصورت رات ہے، آسمان پر ٹمٹماتے ہوئے ستارے کتنے پیارے لگ رہے ہیں۔" ارینا کی آواز نے خاموشی کو توڑا۔

"ہمم۔" کافی کا سپ لیتے ہوئے کایان نے ہنکارہ بھرا۔

"کایان!" ارینا نے اسے دیکھا۔

"آئی ایم سوری! مجھے اتنا اوورری ایکٹ نہیں کرنا چاہیئے تھا۔"

"ہمم۔" کایان نے بنا اس کی سمت دیکھے پھر سے ہنکارہ بھرا جیسے وہ یہ موضوع پسند نہ کر رہا ہو یا چاہتا ہو کہ ارینا اس پر بات نہ کرے۔

"میں غلط تھی۔ مجھے تمہیں جاب سے نہیں ہٹانا چاہیے تھا۔"

"غلطی نہیں اسے بے وقوفی کہتے ہیں۔" کایان نے بنا اس کی سمت دیکھے تصیح کی۔

"مجھے غلط، درست یہ ٹرمز پسند نہیں ہیں۔ یہ زندگی کیا درست، کیا غلط اس سب کو تعین کرنے کے لئیے نہیں ہے۔ یہ زندگی صرف جینے کے لئیے ہے۔ اگر غلط اور درست کے چکروں میں پڑنا ہے تو یاد رکھنا یہ زندگی صرف ایک موقع دیتی ہے دوسرا نہیں۔"

اس کی بات سن کر ارینا ساکت سی ہو گئی۔ وہ غلطیاں نہیں کرتی تھی مگر کایان کے معاملے میں وہ بار بار غلطیاں کر رہی تھی۔

"میں تمہیں مرتا ہوا نہیں دیکھنا چاہتی کایان!" اس کی لرزتی ہوئی آواز ابھری جسے سن کر ایک طنزیہ سی مسکراہٹ کایان کے لبوں پر آکر معدوم ہوئی تھی۔

"یہ جان کر مجھے بہت تسلی ہوئی یور آنر!"

کایان کا طنز سن کر غصے کی ایک تیز لہر ارینا کو اپنے اندر اٹھتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔ وہ جان کر اس وقت ماحول کو مشکل بنا رہا تھا یا شاید اب اس سے جان چھڑانا چاہ رہا تھا۔ مانا

کہ اس سے غلطی ہوئی، وہ جذبات میں آکر اس پر شک کر گئی تھی مگر قصور وار کایان بھی اتنا ہی تھا۔

"تم نے مجھے وارننگ کیوں نہیں دی؟ بھروسے کی بات کرتے ہو کیا تم نے مجھ پر بھروسہ کیا؟ کیا کبھی مجھے بتایا کہ تم کیا سوچ رہے ہو؟ کیا کرنے جا رہے ہو؟ کس سے کیا کہہ آئے ہو؟" وہ غصے سے پھٹ پڑی۔

کایان سکون سے اپنے چہرے پر چڑا دینے والی مسکراہٹ لئیے اسے دیکھ رہا تھا۔ اس کا انداز بالکل آگ لگا کر تماشہ دیکھنے والے جیسا تھا۔ اسے یوں خاموش دیکھ کر ارینا کا دل چاہا کہ اس کا سر پھاڑ دے۔

"اگر تم مجھے بتاتے تو میں سمجھ جاتی اور۔۔۔۔۔اور۔۔۔۔۔" اس کی آواز لڑکھڑائی تو کایان نے ابرو اچکا کر اسے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو کہ اور کیا۔

"اور تمہیں سپورٹ کر کے اس باشو دادا کے سامنے تمہاری بات سے اگری کر جاتی۔"

ارینا نے بات مکمل کی تو اس کی گرین آنکھوں میں نمی ابھرتی دیکھ کر وہ سنجیدہ ہوا۔

"یور آنر! اگر تمہیں مجھ سے لڑنے اور بحث کرنے سے فرصت ملتی تو میں تمہیں ضرور بتاتا۔ لیکن ہر بات پر جس طرح تم بحث کرتی ہوں، نکتہ چینی کرتی ہو اس سے میرا کام خراب ہو جاتا ہے اسی لئیے اب میں بہت سی باتیں تمہیں نہیں بتاتا۔ اور یور آنر وہ کسی سیانے نے کیا خوب کہا ہے نا کہ عورتوں کو عقل کی باتیں ذرا دیر سے ہی سمجھ میں آتی ہیں۔" کایان نے اسے شرارت سے چڑاتے ہوئے آنکھ ماری۔

وہ اپنی جگہ درست بات کر رہا تھا مگر ارینا اتنی جلدی ہار ماننے کو تیار نہیں تھی۔ اس نے مشکل سے مشکل کیسز میں سمجھوتہ نہیں کیا تھا تو اب کیسے کر لیتی؟ اسے ہر صورت

کایان سعدی کو اپنے ساتھ باندھ کر رکھنا تھا اسے جانے نہیں دینا تھا۔ مانا کہ وہ باشو دادا کی باتوں سن کر اس پر شک کر گئی تھی مگر اس میں ساری غلطی صرف اس کی نہیں تھی کایان کی بھی تھی۔

"کایان سعدی! میں آئی ایس آئی نہیں ہوں جو مشکل وقت میں تمہیں ڈس اون کر دوں۔ مجھ سے کچھ مت چھپاؤ، میں تمہیں جاننا چاہتی ہوں اور یاد رکھنا میں تمہیں کبھی بھی دھوکہ نہیں دوں گی۔" وہ ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولی۔ آئی ایس آئی کا حوالہ دے کر اس نے کایان کی نبض پر ہاتھ رکھا تھا۔

ارینا کی بات سن کر کایان نے اپنا مگ سائیڈ پر رکھا۔

"یور آنر! میرے اندر کیا ہے تم وہ جان کر کیا کرو گی؟ بہت کچھ ایسا ہے جو بالکل بھی اچھا نہیں ہے۔ اور میں اصل میں کیا ہوں یہ اگر تم جان گئیں تو تمہیں تو میرا وجود بالکل

بھی برداشت نہیں ہوگا۔ میرا اندر بہت گہرا، بہت تاریک ہے، تمہیں یہ تاریکی اچھی نہیں لگے گی اس لئیے مجھ سے دور رہو یہی بہتر ہے۔" وہ سکون سے بولا۔

"مجھے ایک چانس تو دو خود کو جاننے کا۔ پھر میں کیا کروں گی یہ مجھے طے کرنے دینا۔ تم پہلے سے کیسے سوچ سکتے ہو کہ مجھے تمہیں اندر تک جان کر اچھا لگے کہ نہیں؟" ارینا ٹھان چکی تھی کہ کایان سعدی کے بارے میں ایک ایک چیز جان کر رہے گی۔

"کیوں؟" کایان سعدی نے ابرو اچکا کر بے پناہ سنجیدگی سے سوال کیا۔

"کیونکہ ۔۔۔۔۔" ارینا نے اپنے خشک ہوتے لبوں پر زبان پھیری۔

"کیونکہ میں تمہاری پرواہ کرتی ہوں۔ بیوی ہوں تمہاری، اتنے کم وقت میں ہم دونوں ایک دوسرے کے اتنے قریب آچکے ہیں کہ میرے دل میں تمہارے لئیے نرم گوشہ بن چکا ہے اور احترام پیدا ہو چکا ہے۔ تم میرے لئیے اسپیشل بن چکے ہو کایان۔" وہ اس وقت سچ بول رہی تھی۔

ارینا کے اعصاب اس وقت خاصے کشیدہ ہو چکے تھے۔ وہ اپنے مزاج سے ہٹ کر بات کر رہی تھی اور کایان سعدی لاپرواہی سے اپنے دونوں ہاتھ سینے پر باندھے اسے سن رہا تھا۔

اس کے خاموش ہونے پر وہ کچھ دیر بنا کچھ کہے بس خلاؤں میں دیکھتا رہا۔ دونوں کے بیچ موت کا سا سناٹا چھا گیا جسے چند منٹ بعد کایان سعدی کی بھاری آواز نے توڑا۔

"میں نے آج تک کسی بھی عورت کو اپنے اتنے نزدیک نہیں آنے دیا جتنا میں تمہیں لا چکا ہوں۔ مگر تم نے کیا مجھے اپنے قریب کیا؟ جسمانی تعلقات قائم کرنا کوئی بڑی بات نہیں۔ اصل بات تو روحانی تعلق قائم کرنا ہے، ایک دوسرے پر اعتبار کرنا ہے۔ جسم کا کیا وہ تو بازار میں بھی مل جاتے ہیں۔" وہ خاموش ہوا اور جیب سے سگار نکال کر سلگانے لگا۔ اس کا رویہ، اس کا ٹھنڈا سرد انداز ارینا علوی کو ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ اسے پا کر کھو چکی ہے۔ وہ کئی بار اسے کہہ چکا تھا کہ وہ اس کے معاملات میں خاموش رہے مگر ہر بار وہ نہ چاہتے ہوئے بھی کچھ نہ کچھ غلط کر جاتی تھی۔

"مگر تم مجھے سے پیار نہیں کرتے۔" بے ساختہ اس کے لبوں سے شکوہ پھسلا اور کہتے ساتھ ہی اس نے تیزی سے اپنے لب بھینچے کہ اسے کایان سعدی جیسے خشک مار خور سے پیار محبت کی توقع نہیں رکھنی چاہئے کہ یہ سب اس کے اندر ہی نہیں تھا تو وہ دے گا کہاں سے۔

"نہیں۔۔۔۔ میں تم سے پیار نہیں کرتا، کم سے کم ویسا پیار تو ہر گز نہیں کرتا جیسا تم جیسی نائس لیڈی ڈیزرو کرتی ہے۔" وہ بے رحمی سے سچ بول رہا تھا پر اس کے لہجے میں ایک محسوس کی جانے والی اداسی سی تھی جسے محسوس کر کے پہلی بار ارینا علوی کے دل میں اس کیلئے ایک عجیب سی ہلچل مچی تھی۔ وہ دل سے اس وقت اس کی عزت کر رہی تھی کہ وہ کڑوا ضرور تھا پر سچا تھا۔ جو اس کے دل میں تھا وہی لبوں پر تھا۔

"تو پھر۔۔اب۔۔۔۔؟" ارینا نے اسے دیکھا۔

"اب کیا؟"

"ہمارا رشتہ؟ ہم اس کا کیا کرینگے؟ وہ کس کروٹ بیٹھے گا؟" وہ سوال کر رہی تھی۔

"میرے دل میں اب بھی تمہاری خواہش بیدار ہے، تم میری ضرورت ہو قلب کایان! شدید ضروری ہو میرے لئیے جیسے آکسیجن۔ اور آکسیجن تو ساری زندگی چاہئیے ہوتی ہے۔" وہ بولتا ہوا اٹھا اور اس نے ارینا کا ہاتھ تھام کر کھینچ کر اسے اپنے مدمقابل کھڑا کیا۔

"میرے پاس جو بھی تھا وہ میں تمہیں دے چکا ہوں یور آنر!" اس نے ایک گہری سانس بھری۔

"اب میرے پاس تمہیں دینے کے لئیے اور کچھ نہیں، اس لئیے میرا یہاں سے جانا ہی مناسب ہے۔ مگر بے فکر رہو پریسا کا کیس میں ادھورا نہیں چھوڑوں گا۔" وہ اس کی آنکھوں میں اترتے دکھ اور حیرانگی سے نظریں چرا گیا۔ اس نے گھاٹ گھاٹ کا پانی پیا

تھا۔وہ اچھی طرح سے سمجھ رہا تھا کہ ارینا علوی اس کی "قلب کا یان" اس سے شرمندہ ہے۔مانا کہ اسے ارینا کی سبز آنکھوں میں رنج والم دیکھنے سے سخت نفرت تھی مگر اس وقت ارینا کو دکھ دینا اس سے فاصلے قائم کرنا ضروری تھا کہ اس کا اور ارینا کا کوئی میچ نہیں تھا۔وہ نہیں چاہتا تھا کہ پریسا سے ملنے کے بعد ارینا کو اس کے ساتھ پر، پریسا کو اس جیسا باپ دینے پر شرمندہ ہونا پڑے۔

ارینا علوی ساکت کھڑی بس اس کی آنکھوں کو اس کی ایک ایک جنبش کو بغور دیکھ رہی تھی جیسے اسے حرف حرف پڑھ رہی ہو۔

اتنا تو وہ جان گئی تھی کہ یہ اکھڑ سرد مزاج مار خور پیار محبت سے نابلد ہے۔وہ خود اپنے جذبات نہیں پہچانتا،اسے نہیں پتہ پیار، عشق، محبت کیا ہوتا ہے۔گولیوں کی زبان جاننے والے کو ان نزاکتوں کا کیا علم۔

اس نے لمحوں میں ایک فیصلہ کیا تھا۔ وہ کایان سعدی کو ایک چانس اور دینے کا ٹھان چکی تھی۔ اسے اپنی محبت کا جام پلانا چاہتی تھی، اپنی قربت سے نوازنا چاہتی تھی، وہ چاہتی تھی کہ کایان اسے لے کر اپنے جذبات، اپنے احساسات کو سمجھ سکے۔ وہ صرف اس کی ضرورت نہیں بلکہ محبت بننا چاہتی تھی۔

"اندر چلیں؟" اس نے کایان کا کھردرا ہاتھ تھام کر نرمی سے کہا جس پر کایان نے گردن جھکا کر اس کے چہرے کو بغور دیکھا۔ وہ بے پناہ خوبصورت تھی یا شاید اس کی ہی سانسیں اسے دیکھ کر تھمنے لگ جاتی تھیں۔

وہ چاہتا تو اس کا ہاتھ جھٹک سکتا تھا لیکن وہ ایک جنٹلمین تھا جسے اپنی عورت کی عزت و تکریم کرنا آتا تھا۔ وہ کچھ بھی ہو جائے ارینا کا ہاتھ نہیں جھٹک سکتا تھا کہ اس کی اجازت اس کا دل اسے نہیں دیتا تھا۔

"پہلے مجھے ایک بوسہ چاہیئے چیزوں کو بہتر بنانے کے لیئے۔" اس نے سوچ سمجھ کر گہرے پر تپش لہجے میں ڈیمانڈ کی۔ اس کی بات سن کر ارینا نے شاکی نظروں سے اسے دیکھا جو شاید اسے تنگ کر رہا تھا۔ پر اب پریسا کے مل جانے تک وہ اسے یہاں سے جانے کا کوئی موقع نہیں دینا چاہتی تھی۔ اسے اپنے عشق میں گرفتار کر کے خود کو اور اپنی بیٹی کو ایک مضبوط سائبان دینا چاہتی تھی۔

وہ جانتی تھی کہ کایان نے بوسے کی بات اس لیئے کی ہے کہ وہ اس پر عمل نہیں کر سکے گی پر ہر بار اس مارخور کا اندازہ درست ہو یہ ضروری تو نہیں۔ وہ آگے ہوئی۔

"کن چیزوں کو بہتر بنانا ہے؟" اس نے پیار سے کایان کے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے دلربا سے انداز میں سوال کیا۔

"میری ٹوٹی پھوٹی ایگو کو یور آنر!" وہ اپنے سینے پر رکھے اس کے ہاتھ کو اچٹتی ہوئی نگاہ سے دیکھتا ہوا بولا۔

"آہاں !اب یہ تمہاری ٹوٹی پھوٹی ایگو کہاں سے آگئی ہمارے درمیان ؟"ارینا علوی نے پیچھے ہٹتے ہوئے حیرانگی سے پوچھا تو اس کا انداز دیکھ کے کایان سعدی کے چہرے پر ایک موہوم سی مسکراہٹ ابھر کر غائب ہوئی۔

"ادھر واپس آؤ۔"اس نے اپنے سینے کی طرف اشارہ کیا۔

"پھر تمہیں بتاتا ہوں۔"اس کا ذو معنی انداز دیکھ کر ارینا دو قدم آگے آئی تو کایان نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے اپنی طرف کھینچا۔

"چلو یور آنر !جلدی سے میری ٹوٹی پھوٹی ایگو کو ٹھیک کرو۔"اس نے گھمبیر لہجے میں کہا تو ارینا کی پلکیں لرز اٹھیں۔عمر کچھ بھی ہو لیکن حیادار عورت ہمیشہ حیادار ہی رہتی ہے۔

"اگر ایسے ہی کھڑے رہنا ہے تو میں چلتا ہوں۔"کایان سنجیدہ ہوا تو خاموشی سے نظریں جھکائے، اچک کر کایان کی گردن میں اپنے بازوؤں کو ڈالتے ہوئے ارینا علوی

نے آنکھیں میچ کے اپنے لب اس کے گال پر رکھے۔کایان کی بڑھی ہوئی رف شیو اسے بری طرح چبھی۔

"ادھر۔۔۔"کایان نے اس کی لرزتی ہوئی پلکوں کو دیکھتے ہوئے اپنے لبوں پر ہاتھ رکھ کر اشارہ کیا۔

"اب تم فری ہو رہے ہو کایان!"وہ شرمائی تو کایان نے مسکراتے ہوئے بنا کچھ کہے اسے اپنے بازوؤں بھرا۔

اس کے بازو ارینا کے نرم و نازک وجود کے گرد سختی سے لپٹے ہوئے تھے۔وہ ارینا کے گال سے اپنے گال رگڑتے ہوئے گہری سانسیں بھرتا ہوا اس کی خوشبو اپنے اندر اتار رہا تھا۔وہ دونوں ایک دوسرے میں مدغم تھے اور اندھیرا بڑھتا چلا جا رہا تھا۔

ارینا کے بالوں پر بوسہ دے کر اس نے سر اٹھا کر اوپر آسمان پر ٹمٹماتے ہوئے ستاروں کو دیکھا پھر اپنی بانہوں میں قید ارینا علوی کو۔

"قلب کایان!" وہ مدھم مگر مضبوط لہجے میں اس سے مخاطب ہوا جو اس کی سانسوں کے لئیے لازمی ہو چکی تھی۔

"باشو دادا کو جو کہانی میں نے سنائی ہے اسے اس پر یقین کرنا ہو گا، ماننا ہو گا کہ میں سچ بول رہا ہوں۔ آج جو ہوا وہ صرف تمہیں ٹیسٹ کر رہا تھا، کوئی کمزور پوائنٹ تلاش کر رہا تھا جو تم نے اسے دے دیا۔ اسے اب تک پتہ چل چکا ہو گا کہ میں ہر رات انڈرورلڈ رابطہ کرتا ہوں، پریسا کی تلاش میں نکلتا ہوں، اس کے لوگوں سے ملتا ہوں، سوالات پوچھتا پھرتا ہوں، اس کے ٹھکانے تک پہنچنے کی بھرپور کوشش کر رہا ہوں، اب وہ محتاط ہو گیا ہو گا، اس نے سختی اور سیکیورٹی بڑھا دی ہو گی۔" بات کے اختتام تک کایان کے جبڑے آپس میں سختی سے بھینچ گئے تھے۔

"آئی وش کے ہمارے پاس تھوڑا وقت اور ہوتا۔ جلد یا بدیر مجھے کوئی سراغ کوئی لیڈ ضرور مل جانی تھی مگر اب وہ محتاط ہو گیا ہے۔ اب مجھے جلد از جلد پریسا تک پہنچنا ہو گا۔" وہ رکا۔ پھر کچھ یاد آنے پر الجھے ہوئے انداز میں جھنجھلایا۔

"ڈیم اٹ! لگتا ہے مجھے زنگ لگ گیا ہے۔"

ارینا کا دل اس وقت درد سے بھر گیا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ کایان سعدی بھی پریسا کی واپسی

اسی شدت سے چاہتا ہے جتنی شدت سے وہ چاہتی ہے اسی لئیے وہ خود پر غصہ ہو رہا تھا

خود کو کوس رہا تھا۔

"تم اندر چلو۔ گھر لاک کر لینا، میرے آنے تک نہ باہر نکلنا اور نہ ہی کوئی فون اٹھانا۔"

وہ آہستگی سے اسے آزاد کرتا ہوا سیدھا ہوا۔

"تم کہاں جا رہے ہو؟" ارینا فوری بے ساختگی سے بولی تو کایان نے اسے حیرت سے

دیکھا کہ وہ تو ہر رات اندھیرے میں باشودادا کے ٹھکانوں کی تلاشی کے لئیے نکلتا تھا اور

[illegible] جانتی تھی۔

"پچھلے دس دن سے ایک رات بھی ایسی نہیں جو تم کھوج میں نہ نکلے ہو۔رات بھر کسی سراغ کی تلاش میں بھٹکتے رہتے ہو، صبح میرے ساتھ کورٹ چلے جاتے ہو۔اب اور کیا کرو گے ؟"ارینا نے نم لہجے میں کہا۔

"میں شرمین سے ملوں گا۔"اس کی آنکھوں میں ایسی چمک ابھری تھی جیسے کسی چیتے نے اپنے شکار کو دیکھ لیا ہو۔

"شرمین وہ باشو کی مسٹریس؟"ارینا علوی نے چونک کر اسے دیکھا جو بلا کا سنجیدہ تھا۔

"نہیں کایان! تم نے وعدہ کیا تھا۔"

"ڈیم اٹ ارینا! وہ ہماری واحد لیڈ ہے اور اس سے میں باشو کے خفیہ ٹھکانے اگلوا کر ہی چھوڑوں گا۔"وہ جھنجھلایا۔

"پر تم نے وعدہ کیا تھا۔"ارینا نے اسے یاد دلایا۔

"کچھ وعدے توڑنے کے لیئے ہی کیئے جاتے ہیں۔" وہ سرد لہجے میں بولا۔

"مگر مجھ سے نہیں۔ مجھ سے کیئے سارے وعدے تم نبھاؤ گے۔" ارینا علوی ایک ایک لفظ ٹھہر کر بولی تھی۔

کایان نے بنا کچھ کہے سامنے کھڑی ضدی عورت کو دیکھا، اور پھر ایک جھٹکے سے اسے اپنے بازوؤں میں بھر کر گھر کے اندر داخل ہوا۔ پلٹ کر ایک ہاتھ سے اسے تھامتے ہوئے دوسرے سے لاک لگایا اور سیدھا بیڈ روم کا رخ کیا۔

------------*

جمعہ کی شام چار بجے کا وقت تھا۔ کورٹ میں باشوداد کا ٹرائل چل رہا تھا اور سارے ہی ثبوت سارے ہی گواہان سب کے سب باشوداد کے خلاف تھے۔ وہ قتل وغارت گری سے لے کے ہر طرح کے جرم میں ملوث تھا۔

پراسیکیوٹر ایک ایک کر کے کئی ثبوت باشوادا کے خلاف جج ارینا کے سامنے پیش کر چکا تھا اور باشوادا تو یوں پورے کانفیڈینس سے تن کر کھڑا تھا کہ جیسے اسے پورا یقین ہو کہ کورٹ اس کے خلاف فیصلہ سنا ہی نہیں سکتا۔اور یقین کیوں نہ ہوتا آخر جج کی اکلوتی بیٹی اس کے قبضے میں جو تھی۔

دس دن سے باشوادا کے خلاف ٹرائل مسلسل چل رہا تھا۔کافی پرانے کیسز تک کھل گئے تھے۔سارے ثبوت سارے گواہان سب باشوادا کے خلاف تھے۔

باشوادا کے رابطہ کرنے پر وہ اسے صاف صاف کہہ چکی تھی کہ اچانک سے اسے رہا کرنے اور تمام الزامات سے بری کرنے پر شور مچ سکتا ہے اس لئیے ابھی ٹرائل چلنے دو۔باشوادا سمجھ گیا تھا مگر ارینا کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ اس ٹیررسٹ کو کس طرح بے گناہ ثابت کر کے باعزت بری کر دے۔

اسی لیے وہ تاریخ پہ تاریخ دیے جا رہی تھی اور آج جمعہ کے دن شام چار بجے اس نے تھکن سے اپنا ماتھا مسلتے ہوئے ہوئے جیوری سے پیر تک فیصلہ سنانے کا وقت لے لیا تھا۔

"اگر معزز جیوری کو اعتراض نہ ہو تو میں پیر کو فیصلہ سنانا چاہوں گی۔" ارینا کی بات سن کر پراسیکیوٹر اور تمام جیوری ممبرز نے اس کی تائید کی تھی اور یوں عدالت پیر تک کے لیے برخاست کر دی گئی تھی۔

"Court is adjourned untill Monday morning 10 Am "

ارینا نے ہتھوڑا مارا اور کھڑی ہو گئی اور غصے سے بھرے باشوداد پر ایک نظر ڈالتی ہوئی وہ کورٹ روم سے نکل گئی تھی۔

<<<<<<<<<<<<<<<

شام چار بجے وہ کورٹ سے گھر واپس آچکی تھی اور اب اپنے کمرے میں ٹہل رہی تھی۔اس کے چہرے پر ایک اضطراری سی کیفیت طاری تھی۔ سبز آنکھوں میں پریشانی ڈیرہ ڈالے ہوئے تھی۔

ہفتہ اور اتوار بس یہی دو دن اس کے پاس تھے۔ پیر کو اس نے ہر صورت باشوداد کے کیس کا فیصلہ سنانا تھا۔وہ حد درجہ پریشان تھی،ڈیپریس ہو رہی تھی کہ ایک طرف انصاف کا قلم اس کے ہاتھ میں تھا تو دوسری طرف اس کی اکلوتی بیٹی کی جان باشوداد کے ہاتھ میں تھی۔

منصب ہونے کی قیمت ادا کرنا بہت مشکل تھا مگر اسے شاید یہ قیمت ادا کرنی ہی تھی۔

"پریسا۔" اس کے لب ہلے اور سبز آنکھیں اپنی بچی کو یاد کر کے لہو رنگ ہو گئیں۔ وہ مضبوط اعصاب کی عورت تھی، درست فیصلے لینے والی، حق کا ساتھ نبھانے والی۔ پر افسوس کہ اس ملک میں حق کا ساتھ دینا سب سے بڑا جرم تھا۔ ایک جج ہوتے ہوئے اس کی مدد کسی ادارے نے نہیں کی تھی۔ وہ مجبور ہو کر کایان سعدی کے پاس گئی تھی اور اسے اللہ کے بعد اپنی بچی کی بازیابی کے لیے بس اسی پر بھروسہ تھا۔

وہ ہاتھوں کو مسلتی بار بار کمرے کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک چکر لگائے چلی جا رہی تھی۔

----------------*

کایان سعدی کورٹ ختم ہوتے ہی ارینا علوی کو گھر چھوڑ کر سیدھا شرمین باشو دادا کی مسٹریس کے سیکیور فلیٹ میں پہنچا تھا۔

شرمین اپنے بیڈروم میں لیٹی فون پر بات کر رہی تھی جب آہستگی سے بنا آہٹ کیئے کایان سعدی اندر داخل ہوااور اس نے اپنے ریوالور کی نوک شرمین کی پیشانی پر رکھتے ہوئے آنکھ کے اشارے سے اسے فون بند کرنے کا کہا۔

"باشو ڈارلنگ تم جانا چاہتے ہو نا تو جاؤ، مگر رات کو ضرور آنا۔" شرمین نے کایان کی انکھوں میں دیکھتے ہوئے فون بند کیا۔

"تم پھر آگئے مار خور؟ لگتا ہے میرے بنا تمہارا دل نہیں لگتا۔" وہ ایک ادا سے اپنے گاؤن کی ڈوریاں کستی ہوئی اس کے نزدیک ہوئی۔

"باشو نے تمہارا بیٹا نیپال میں چھپایا ہوا تھا۔ میں اسے ڈھونڈ چکا ہوں اور اب وہ محفوظ ہے۔ میں نے تمہارا کام کیا، اب تم مجھے بتاؤ پریسا علوی کو پاشوداد نے کہاں چھپایا ہے۔ یقین کرو اگر باشوداد کو سزا ہو گئی تو تمہیں ملک چھوڑ کر اپنے بیٹے کے ساتھ بھاگنا نہیں پڑے گا۔ بلکہ تم ایک آزاد زندگی گزار سکو گی اور اپنے بیٹے کو ایک اچھا مستقبل دے سکو

گی۔ فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے ورنہ۔۔۔"کایان نے ٹریگر پر اپنی انگلی سے دباؤ بڑھایا۔

کمرے میں سناٹا چھا گیا تھا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں کھڑے تھے۔ شرمین ننگے پیر فرش پر تھی۔ اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ سامنے کھڑا مارخور ایک لمحے میں گولی سے اس کے چہرے کو اڑا دے گا۔ مگر دل میں کہیں ایک اطمینان تھا کہ اس کھیل میں سب کچھ ہار کے بھی کم سے کم اس کا بیٹا محفوظ ہو گیا تھا۔

"میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔ آنسر می وومین!" وہ سرد لہجے میں بولا تو ایک گہری سانس لیتی ہوئی اپنی انگلی سے کایان کی گن کو ہٹاتے ہوئے وہ پیچھے ہٹ گئی.

"سنو! میری معلومات کے مطابق ایک ایسا بندہ جو۔۔۔۔۔۔۔"شرمین سوچ سمجھ کر فر فر بولنا شروع ہو گئی تھی۔

کایان غور سے اس کی ساری باتیں سن رہا تھا۔ شرمین کے خاموش ہوتے ہی اس نے گن اپنی پاکٹ میں رکھی۔

"اپنا سامان پیک کرو۔ صرف ضروری چیزیں، پاسپورٹ اور چند کپڑے بیگ میں ڈالو۔ ہمیں ابھی یہاں سے نکلنا ہو گا۔" اس کی بات سن کر شرمین نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"ابھی اس وقت؟"

"یس! وقت کم ہے۔ اگر اپنی اور اپنے بیٹے کی زندگی عزیز ہے تو نکلو یہاں سے۔ میں تمہیں ایک سیف ہوم میں چھوڑ دوں گا۔ وہاں سے میرا آدمی تمہیں تمہارے بیٹے تک پہنچا دے گا۔ لیکن اگر تم یہاں رکتی ہو اور رات کو باشو دادا کے آنے کا انتظار کرتی ہو تو تم سب کھو دو گی۔"

شرمین لے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جلدی سے ایک بیگ نکالا اور اس میں اپنے چند کپڑے، زیور، پیسے رکھنے کے بعد وہ کپڑے بدلنے چلی گئی۔ کچھ ہی دیر میں ایک چھوٹا سا

ہینڈ کیری نما بیگ لیے، چہرے کو سکارف میں چھپائے وہ کایان کی مدد سے کھڑکی کے راستے پائپ سے اترتی ہوئی باشوداداکی سلطنت سے نکل چکی تھی۔

کایان نے اپنے سور سزا استعمال کر کے شرمین کے بیٹے کو بازیاب کروالیا تھااور اب وہ پانی کے راستے شرمین کو یہاں سے بھیجنے کاانتظام بھی کر چکا تھا۔ شرمین کو محفوظ جگہ پر پہنچا کر وہ گھر آیااور خاموشی سے اندر داخل ہوا۔ کچن میں جھانکا کہ شاید وہ کھانا پکار ہی ہو پر ارینا ادھر نہیں تھی۔ دبے پاؤں بیڈروم میں آیااور دروازے کے پاس رک گیا۔ سامنے اس کی دھڑکنوں کا سب جج، یور آنر

ارینا کایان سعدی نہایت بے چینی سے کمرے میں ٹہل رہی تھی۔اس کی سبز انکھوں میں الجھن تھی،ایک خوف تھا،اداسی سی تھی۔شاید نہیں یقیناً پریسا کو کھودینے کا خوف اس کو بری طرح سے متاثر کر رہا تھا۔

"ڈیم اٹ وومین! تم مجھ پر بھروسہ کیوں نہیں کرتیں کہ میں ہماری بیٹی کو کچھ نہیں ہونے دوں گا۔" وہ اسے یوں دیکھ کر سختی سے جبڑے بھینچتا ہوا بڑبڑایا۔

ارینا کو اس حال میں دیکھ کر اسے دکھ ہوا تھا۔ پر وہ خود کو کمپوز کرتا اگلے مرحلے کا سوچ کر دبے پاؤں آگے بڑھا اور اس کے عین پیچھے جا کر یکدم سے اسے اپنے بازوؤں میں بھر کر اوپر اٹھا لیا کہ اس کے پیر زمین سے اونچے ہو گئے۔

"کایان!" ارینا کے لبوں سے سرگوشی سے بلند ہوئی۔

" یس یور آنر! میرے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے؟" نرمی سے بولتا ہوا اسے اپنے بازوؤں میں بھرے وہ بستر کے پاس لایا اور اسے بیڈ پر بٹھا کر قالین پر دوزانو بیٹھ کر اس کے گھٹنوں پر اپنے ہاتھ رکھ کر اس کی سرخ ڈوروں سے مزین سبز آنکھوں کو بنا کچھ کہے سنجیدگی سے دیکھنے لگا۔

"پیر کو ہر صورت مجھے فیصلہ سنانا ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آرہا کہ میں کیا کروں م کیا

اپنی بیٹی کی خاطر انصاف کی دھجیاں اڑادوں؟ اس قاتل، دہشت گرد، سمگلر، ہر طرح

کے جرم میں ملوث باشوداد کو باعزت بری کردوں؟ میرا ضمیر مجھے اس کی اجازت

نہیں دے رہا۔ میں کیا کروں؟" وہ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد بے بسی سے بولتی

ہوئی اپنے دونوں ہاتھوں میں سر کو تھام گئی۔

"اگر میں نے اس ظالم کو رہا کردیا تو میری بچی تو بچ جائے گی مگر نہ جانے وہ کتنے اور

معصوم بچوں کا، بے گناہ انسانوں کا خون کرے گا۔ میں ایسا کیسے کرسکتی ہوں؟ اپنی بچی کو

بچانے کے لیے باشوداد جیسے خونخوار درندے کو باعزت بری کیسے کرواسکتی ہوں؟" وہ

ہذیانی ہورہی تھی۔

"قلب کایان!" وہ بلا کے پر تپش لہجے میں بولتا ہوا اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھتا اچک

کے تھوڑا اوپر ہوا اور ارینا علوی کی نازک سی گردن کے پاس اپنی ناک لے جاکر اس نے

ایک گہرا سانس بھرا۔

"یہ کیا کر رہے ہو؟" وہ پیچھے کھسکی تو کایان نے اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر اس کی

سبز آنکھوں میں جھانکا۔

"آئی وانٹ یو قلب کایان! رائٹ ناؤ!" پر تپش قطعی لہجے میں بولتا ہوا اس کے بالوں

میں منہ چھپا کر وہ اسے اپنی بانہوں میں بھر چکا تھا۔

"کایان!" ارینا نے اس کے بالوں میں ہاتھ رکھ کر اس کا سر اوپر کرنا چاہا

" فار گاڈ سیک کایان! میں اتنی پریشان ہوں اور تم۔۔۔۔"

"شش!" کایان نے اس کے لبوں پر اپنی انگلی رکھی اور اس کا دوپٹہ اتار کر ایک سائیڈ پر

رکھا۔

"سب بھول جاؤ، یہ جو لمحے ہمیں ملے ہیں بس ان لمحوں میں مجھے جی لینے دو۔ پھر نہ

جانے یہ وقت، یہ لمحے ہمیں میسر ہوں یا نہ ہوں۔ کچھ دیر لیے سب بھول کر صرف

میری ہو جاؤ یور آنر!" اسے چپ کراتا وہ کھڑا ہوا۔ اپنی شرٹ اتار کر ایک سائیڈ پر

رکھی اور پلٹ کر کمرے کی لائٹس آف کر کے وہ اس کے پاس آیا اور کسی گھنیرے بادل کی طرح اس کے نازک سے وجود پر چھا گیا تھا۔

کمرے میں بھاری دبیز پردے تھے اس کے باوجود باہر سے ہلکی ہلکی دن کی روشنی کمرے میں چھن چھن کر آرہی تھی جس میں کایان سعدی کے چہرے پر موجود زخم کا لمبا نشان ارینا کو صاف نظر آرہا تھا۔ یہ نشان کایان سعدی کی پہچان تھا، اس لئیے بنا سوچے سمجھے اس نے آہستگی سے اپنی گردن اٹھا کر اپنے گلابی لب کایان کے زخم کے نشان پر رکھے اور اپنی مخروطی انگلیاں اس کے فوجی کٹ مگر گھنے بالوں میں پھنسا دی۔

"اوہ گاڈ!" وہ زور سے کراہا۔

"سو ڈیم گڈ! تم مجھے مار دو گی یور آنر!" کایان اس کے لمس پر پر سکون ہوتا اس کے وجود میں کھوتا ہوا اپنی آنکھیں بند کر گیا تھا.

چند خوبصورت لمحے ان دونوں کے درمیان آٹھہرے تھے جنہیں کایان سعدی بڑے

حق سے چرا رہا تھا۔

««««««««««««««««

رات کا نہ جانے کون سا پہر تھا جب ارینا علوی کی آنکھ کھلی۔ایک نامانوسیت کا سا احساس

تھا۔اس نے چاروں طرف دیکھا تو اندھیرا چھایا ہوا تھا۔اسے یاد آیا کہ کس طرح کایان

سعدی نے اسے اپنی شدتوں سے بے حال کر دیا تھا اور وہ کب سوئی پتہ ہی نہیں چلا۔

کہنی کے بل اٹھتے ہوئے تھوڑا اچک کر اس نے اپنے برابر لیٹے ہوئے کایان کو دیکھا

جس کا ایک ہاتھ ابھی بھی ارینا کے گرد سختی سے لپٹا ہوا تھا۔

وہ گہری نیند سو رہا تھا۔اس کے چہرے پر ایک سکون سا چھایا ہوا تھا اور منہ تھوڑا سا کھلا ہوا تھا۔ وہ بنا پلک جھپکے اس کے چہرے کو پڑھ رہی تھی،اسے غور سے دیکھ رہی تھی جب اسے احساس ہوا کہ ماحول شناسا نہیں ہے۔کچھ عجیب سا ہے۔اس نے بلینکٹ، تکیے اور چادر کو دیکھا۔یہ اس کا بیڈ تو نہیں تھا،نہ ہی یہ اس کا کمرہ تھان

"کایان !کایان اٹھو۔" ارینا نے آواز لگائی تو کایان نے اپنی آنکھیں کھول کر خود کو جگاتی ہوئی ارینا کو دیکھا اور پھر اس کی گردن میں ہاتھ ڈال کر اسے اپنی طرف کھینچ کر نرمی سے اس کے ماتھے پر اپنے لب رکھے۔

"ہم کہاں ہیں؟ یہ ہمارا کمرہ،ہمارا گھر تو نہیں ہے۔" وہ سوال کر رہی تھی۔

"تم بولتی بہت ہو یور آنر!اور مجھے اتنی بولنے والی لڑکیاں پسند نہیں ہیں۔" وہ ابھی بھی اس کی گردن میں اپنا بازو ڈالے اسے اپنے اوپر جھکائے سکون سے لیٹا ہوا تھا۔

"مجھے بہلانے کی کوشش نہ کرو۔ صاف صاف بتاؤ ہم کدھر ہیں؟ میرے خدایا!

کایان پہلے ہی ہمارے پاس وقت کم ہے۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے؟" اس کی بات سن کر

کایان اپنے اوپر سے کمبل ہٹاتا ہوا کھڑا ہوا۔ وہ اس وقت شرٹ لیس تھا۔ صرف جینز

پہنی ہوئی تھی۔ کایان نے سائیڈ پر رکھی کرسی پر سے اپنی شرٹ اٹھا کر پہنی اور کمرے

کی لائٹ جلائی۔ یہ مٹی کے لیپ سے بنا کمرہ تھا جس میں صرف ایک پیلا بلب جل رہا

تھا۔

ارینا خود بھی بستر سے نیچے اتر آئی۔ وہ اس وقت جینز کے اوپر لانگ کرتا پہنے ہوئی تھی

اور یہ کپڑے وہ تو نہیں تھے جو اس نے گھر میں پہنے ہوئے تھے۔ ان فیکٹ شام کو جب

کایان نے اسے بے بس کیا تھا تب تو ان لمحات میں اس کے پاس لباس ہی نہیں تھا تو؟

جواب صاف تھا کہ یہ سب کایان کی کارستانی تھی۔ وہ اسے پیار محبت کے جال میں الجھا

کر بعد میں بیہوش کر کے رات کے کسی پہر یہاں لے آیا تھا، مگر یہ کون سی جگہ تھی؟

ارینا نے اپنے سرخ لبوں کو سختی سے دانتوں کے بیچ بھینچتے ہوئے کمرے کو بغور دیکھا اور قدم اٹھاتی ہوئی کایان کے نزدیک آ کر کھڑی ہو گئی جو کھڑکی سے باہر جھانک رہا تھا۔

"ہم اس وقت چمن کے علاقے میں موجود ہیں۔ اگر میں تمہیں بتا کر یہاں لاتا تو تمہارے سوال وجواب، تمہاری انٹیروگیشن میں بہت وقت ضائع ہو جانا تھا اور میں وقت کی بربادی افورڈ نہیں کر سکتا۔" وہ آنکھوں پر دوربین لگائے باہر دیکھتا ہوا اپنے نزدیک کھڑی ارینا سے بات کر رہا تھا۔

"چمن؟" ارینا نے حیرت سے کہا۔

"یس چمنن" وہ سکون سے بولا۔

"مگر کیوں؟"

"کیونکہ پریسا کو باشودادانے یہیں پر چھپایا ہوا ہے۔" اس کی بات سن کر ارینا کا دماغ

بھک سے اڑا تھا۔

"تم اتنے یقین سے ایسا کیسے کہہ سکتے ہو؟ کیا تمہیں سو فیصد یقین ہے کہ پریسا یہاں پر

ہے؟ جانتے بھی ہو اگر وہ یہاں نہ ہوئی تو ہمارا کتنا وقت برباد ہو جائے گا؟ اور اگر ایسا تھا

تو مجھے بتایا کیوں نہیں کایان؟" ارینا حد درجہ سنجیدگی سے سوال پر سوال کر رہی تھی۔

"کیونکہ تم بولتی بہت ہو اور مجھے اپنے کام میں مداخلت پسند نہیں۔ وہ یہیں ہے اور آج

مجھے ہر قیمت پر اس کا ٹھکانہ ڈھونڈنا ہے۔" وہ دوربین آنکھوں سے ہٹاتا ہوا ایک ہاتھ

سے ارینا کو سائیڈ پر کر کے کرسی پر رکھے اپنے چمڑے کے چھوٹے سے بریف کیس نما

بیگ کے پاس گیا۔ اس کو کھول کر دھواں بم، تیز دھار چاقو، دو طرح کے پستول اپنی جینز

موزے اور جوتے میں اڑسنے لگا۔

"کیا پتہ وہ ادھر نہ ہو۔" ارینا کے لہجے میں خدشات تھے۔

"چمن پاکستان کا وہ علاقہ ہے جس میں کئی جگہوں کو "نو مین لینڈ" بھی کہا جاتا ہے۔

یہاں قانون کام نہیں کرتا اس سے اچھی جگہ بھلا کون سی ہو گی گمشدہ لوگوں کو

چھپانے کی؟ ویسے بھی تمہاری تسلی کے لیے بتا دوں کہ باشو دادا کا ایک خاص آدمی

شفقت کالیا اسی دن سے غائب ہے جس دن سے پریسا مسنگ ہوئی ہے، اور اسے اسی

علاقے میں ٹریس کیا گیا ہے۔" کایان نے مصروف انداز میں اسے مناسب حد تک

ڈیٹیلز دیں۔

"کیا؟ کیا تمہیں لگتا ہے کہ اس شفقت کالیا کا پریسا کی گمشدگی میں ہاتھ ہے؟" ارینا نے

کایان کو بازو سے تھام کر اس کا رخ اپنی طرف کیا۔

"دو رات پہلے باشو دادا اپنی رکھیل کے پاس تھا اور وہاں اس آدمی کالیا کا رات گئے فون

آیا تھا۔ باشو نے اس سے بات کرتے ہوئے کہا کہ بچی اگر زیادہ تنگ کر رہی ہے تو اسے

برداشت کرو، جب تک کیس کا فیصلہ نہیں ہو جاتا وہ ہمارے لیے باہر نکلنے کا ٹکٹ ہے۔

باشو کی اس بات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ پریسا کی بات کر رہا تھا۔ اس کی مسٹریس

نے خود یہ باتیں سنی تھیں۔"کایان نے نرمی سے اپنا بازو ارینا کی گرفت سے چھڑا کر

اس کا ہاتھ دھیرے سے تسلی دینے والے انداز میں دبایا۔

"تو پریسا۔۔۔ادھر چمن میں۔۔۔۔۔"ارینا کی آواز بھرا گئی۔

"ہاں مجھے پورا یقین ہے کہ پریسا اب ہم سے دور نہیں ہے۔"کایان نرمی سے بولا۔

"میں ساتھ چلوں گیم"وہ تیزی سے آنکھیں صاف کرتی ہوئی بولی۔

نووے! یہ میری جاب ہے۔اسے میں ہی سرانجام دوں گا۔"وہ صاف انکار کر گیا۔

"مگر۔۔۔۔"

"قلب کایان! بات کو سمجھو۔"اس نے اپنے لب دھیرے سے ارینا علوی کے لبوں

سے ٹکرائے۔

"تم میرے ساتھ ہوتی ہو تو میں اپنا کام، اپنے طریقے سے نہیں کر پاتا۔" وہ ٹھنڈے لہجے میں بات کر رہا تھا، اسے یاد دلا رہا تھا کہ کتنی بار صرف ارینا کی وجہ سے اس کا کام بگڑا تھا۔

"پرامس! میں اس بار تمہارے کسی کام میں مداخلت نہیں کروں گی۔ بس مجھے ساتھ لے چلو۔ میں اپنی بچی کو دیکھنا چاہتی ہوں، اسے سینے سے لگانا چاہتی ہوں، اسے پیار کرنا چاہتی ہوں۔" ارینا نے آس بھری نظروں سے اسے دیکھا۔

"نہیں یور آنر! تم یہیں رک کر میری واپسی کا انتظار کرو گی۔ آج ٹھکانہ پتہ چل جائے تو کل پلان کر کے ریڈ ڈالنی ہے۔ آج یا پھر کل تک پریسا کی واپسی کا انتظار کرو۔ وہ واپس آجائے تو جو دل چاہے کر لینا لیکن ابھی تم یہیں رکو گی اینڈ ڈیٹس فائنل!" کایان دو ٹوک انداز میں بولا۔

"اگر ساتھ نہیں لے جانا تو یہاں تک لائے کیوں؟" ارینا نے شکوہ کیا۔

"کیونکہ میں تمہیں تنہا شہر میں باشودادا کا نوالہ بننے کے لئیے نہیں چھوڑ سکتا تھا۔" وہ جانے کے لیے تیار تھا۔ دروازے تک گیا، پھر رک کر گردن موڑ کر ساکت کھڑی ارینا کو دیکھا۔

"رات کے لیے بہت شکریہ! اب میں اگر زندہ واپس نہ بھی آیا تو کوئی غم نہ ہو گا۔ مگر وعدہ ہے کہ پریسا کل تک کی تاریخ میں صحیح سلامت پہنچ جائے گی۔" وہ اپنی بات مکمل کر کے ارینا کا جواب سننے کے لیے رکا نہیں تھا۔ بس اپنی بات کہہ کر تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔

--------------*

وہ پورا دن کایان کا انتظار کرتی رہی تھی۔ اس چکر میں اس نے اس دو کمرے کے گھر کا بھی اچھی طرح سے جائزہ لے لیا تھا۔ سرخ اینٹوں سے بنے اس چھوٹے سے گھر میں دو کمرے تھے، ایک کچن اور ایک باتھروم تھا جس میں بڑی سی بالٹی رکھی ہوئی تھی۔

کچن میں کچھ بھی کھانے پینے کا سامان نہیں تھا۔ بس بند کھانے کے بند کین فوڈ موجود تھے جو یقیناً کایان ہی لایا ہوگا۔

وہ کچن سے نکل کر واپس کمرے میں آگئی تھی۔ پورے دن ایک انجان گھر میں اکیلے رہ کر وقت کاٹنا آسان نہیں تھا۔ ایک ایک پل پہاڑ کی طرح سے لگ رہا تھا۔

------------*

کایان آدھی رات کے بعد واپس آیا۔ اس کے بائیں گال پر گہری خراشیں پڑی ہوئی تھیں اور ان سے خون رس رہا تھا۔ دونوں ہاتھ بھی بری طرح سے سوجے ہوئے تھے۔

ارینا اسے یوں دیکھ کر پریشان ہوگئی پر وہ بنا کچھ کہے بیڈ پر بیٹھ کر اپنے بوٹس اتارنے لگا۔

"کیا تمہاری کسی سے فائٹ ہوئی ہے؟" وہ نرمی سے اس کے زخمی چہرے کو چھو رہی تھی۔

"ہمم ل۔" کایان نے بس اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ہنکارہ بھرا تھا۔

ارینا نے سائیڈ پر رکھا اپنا دوپٹہ اٹھایا اور تیزی سے باتھ روم میں جاکر اسے گیلا کر لائی اور اب وہ اس سے کایان کے چہرے کو اور ہاتھوں کو صاف کر رہی تھی۔

"کیا ہوا تھا؟" اس نے نرمی سے چہرہ صاف کرتے ہوئے سوال کیا۔

"ہمارا پیچھا کیا گیا ہے اور مجھے پتہ چل چکا ہے کہ پریسا کو کہاں چھپایا گیا ہے۔ جیسے ہی میں اس جگہ پہ پہنچ کر گاڑی سے نکلا سات مسلح آدمیوں نے مجھ پر حملہ کر دیا جیسے وہ میرا ہی انتظار کر رہے ہوں۔ ان سب سالوں کو اوپر ان کے ٹھکانے پر ٹپکا کے آیا ہوں۔" وہ اتنے سرد لہجے میں بولا کہ ارینا کو بے ساختہ جھرجھری سی آگئی۔

"اور پریسا؟" ارینا کے لبوں سے پھسلا۔

"وہ کل رات تمہارے پاس ہوگی یہ مارخور کا وعدہ ہے۔" وہ خون کا ذائقہ منہ میں محسوس کرتے ہوئے بولا۔

"تمہیں اس وقت آرام کی ضرورت ہے۔ تم لیٹ جاؤ میں کچھ کھانے کو لاتی ہوں۔"

وہ اس کے پاس سے اٹھی۔

"ٹھیک کہہ رہی ہو، مجھے آرام کی سخت ضرورت ہے۔" وہ گردن ہلاتا ہوا اسے اپنے پاس کھینچ گیا۔

" میرا آرام تو تم ہو یور آنر!" اس نے ارینا کو تھام کر اس کی گردن میں اپنا زخمی چہرہ چھپایا۔

"تم اس وقت درد میں ہو، تکلیف میں ہو۔ کچھ تو رحم کرو اپنے حال پر۔" ارینا علوی خفا ہوئی۔

"جب سے تم سے ملا ہوں ہمیشہ ہی درد میں رہتا ہوں۔ خاص کر جب تم پاس ہوتی ہو تو درد بڑھ جاتا ہے۔ مجھے لگتا ہے تم نے مجھ پر کوئی جادو کر دیا ہے کہ میں اس درد سے باہر نکل نہیں پاتا، جو برسوں پہلے تمہیں دیکھ کر میرے دل میں کو ہوا تھا کہ میں تمہیں پا

نہیں سکتا، میں تمہیں چھو نہیں سکتا۔ اور اب جب میں یہ سب کر چکا ہوں تو بھی مجھے یقین نہیں آتا کہ تم صرف میری ہو، تمہارا وقت صرف میرا ہے، یہ وجود صرف میرا ہے۔" وہ الجھا الجھا سا پہلی بار اس پر اپنی کیفیت عیاں کر رہا تھا۔

"کایان پلیز! میں یہاں اتنی پریشان ہوں۔ میری تو سمجھ میں نہیں آرہا کہ تم اپنا خیال کیوں نہیں رکھتے۔ دیکھو ذرا کتنی چوٹیں آئی ہیں۔" وہ پریشان تھی۔

"کیوں؟ کیوں رکھوں اپنا خیال؟" وہ ابرو اچکا کر سوال کر رہا تھا۔

"اگر تمہیں کچھ ہو گیا تو؟ تو میں کیا کروں گی؟ مجھے اب بیوہ نہیں ہونا کایان!" وہ اس کی لہولہان، ادھڑی ہوئی حالت دیکھ کر پہلی بار پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔ بھلے سے وہ کتنی بھی مضبوط اعصاب کی ہو پر اب وہ تھکنے لگی تھی۔ کایان سعدی جیسے گھنے سایہ دار شجر کے سائے میں اپنی بیٹی کے ساتھ ایک ہنستی بستی زندگی گزارنا چاہتی تھی نارمل انسانوں کی طرح۔

"ہے۔۔۔۔۔ہے یور آنر! میں ابھی مرا نہیں ہوں، زندہ ہوں۔ اور اتنی جلدی

مرنے والا بھی نہیں ہوں۔" کایان اس کے رونے پر آگے جھکا اور ارینا کے آنسو اپنی

ہتھیلی سے صاف کیئے، پھر کھڑا ہو گیا۔

"تم کچن میں جا کر کچھ کین فوڈ کھول کر کھانے کا انتظام کرو۔ میں شاور لے کر آتا

ہوں۔" وہ اسے ہدایات دیتا چھوٹے سے واش روم میں آگیا جہاں ایک اسٹیل کی بالٹی

، مگا اور نلکا لگا ہوا تھا۔

ٹھنڈا ٹھار پانی اپنے سر پر ڈالتے ہوئے وہ لب بھینچے ہوئے تھا۔ ماتھے کی رگیں تنی ہوئیں

تھیں۔ اس کے جسم پر پانی پڑنے سے سرخ ہو کر زمین پر گر رہا تھا۔

کھانے پینے کا سامان لے آتا تھا۔ باشوداداکے فنگر پرنٹ کے بنا اس چیمبر میں گھسنا ناممکن تھا کہ ایک چھوٹی سی غلطی اس چیمبر کو اڑا کر راکھ کر سکتی تھی۔

شاور لے کر وہ کمرے میں آیا جہاں بستر پر ارینا نے مچھلی کے کین کھول کر رکھے ہوئے تھے کہ میز تو ادھر تھی نہیں۔ بس ایک کرسی اور ایک بستر ہی تھا۔

وہ سیدھا کرسی پر رکھے اپنے بیگ کے پاس گیا، اسے کھولا اور سیل فون نکال کر اسے آن کرتا ارینا کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔

"یور آنر میں چاہتا ہوں کہ تم ابھی باشوداداکو کال کر کے میری صبح چھ بجے اس کے ساتھ میٹنگ فکس کرو۔" اس کی بات سن کر ارینا کو شاک لگا۔

"میٹنگ؟ کس قسم کی میٹنگ؟ اور ایسے تو اسے پتہ چل جائے گا کہ ہم یہاں ہیں۔" وہ چند لمحوں کے وقفے کے بعد بولی۔

"صرف میری اور اس کی میٹنگ اکیلے، بالکل اکیلے! میں اس کے ساتھ کچھ ڈیل کرنا چاہتا ہوں۔"

"کیسی ڈیل؟ تم کہیں پریسا کے بدلے خود کو تو اس کے حوالے کرنے کا نہیں سوچ رہے؟ نہیں کایان! اگر تم ایسا سوچ بھی رہے ہو تو میں ایسا کسی بھی قیمت پر نہیں کرنے دو نگی۔" وہ سختی سے بولی۔

"اسے پہلے ہی پتہ ہے اس لیئے دیر مت کرو۔ اسے کال کرو اور اگر وہ منع کرے تو صاف کہہ دو اگر فیصلہ اپنے حق میں چاہئیے تو اسے صبح کا سورج طلوع ہونے سے پہلے یہاں چمن پہنچنا ہو گا۔" کایان نے ارینا کا ہاتھ پکڑا اور فون اس کی ہتھیلی پر رکھا۔

"تم چیف کاظم پاشا کو کال کرو۔ اسے بتا دو پریسا کو کہاں چھپا کر رکھا گیا ہے۔ وہ اپنے کچھ آدمیوں کے ساتھ آکر ریڈ کر کے بازیاب کروالے گا۔" ارینا نے مشورہ دیا۔

"اگر ہم نے ایسا کچھ کیا تو پریسا زندہ نہیں بچے گی۔اس تک پہنچنے کا واحد راستہ صرف باشو دادا ہے۔"کایان سنجیدگی سے بولا۔

"پر وہ ایسا کیوں کرے گا؟جب اس نے پہلے ہی پریسا کو یرغمال بنایا ہوا ہے تو بھلا تمہیں لے کر اسے کیا ملنا ہے؟"ارینا الجھ گئی۔

"ٹرسٹ می یور آنر!تم صرف میٹنگ سیٹ کرو، باقی میں سنبھال لوں گا۔"

"مگر۔۔۔۔۔۔"

"ہاں یا ناں؟تم نے وعدہ کیا تھا کہ اب تم میرے کاموں میں مداخلت نہیں کرو گی۔" وہ تلخ ہوا۔

کایان کی بات سن کر وہ خاموش ہو کر اس کی اسٹیل گرے آنکھوں کو دیکھ رہی تھی جن میں صرف اور صرف ایک سرد مہری تھی۔وہ ان آنکھوں میں اپنا عکس دیکھنا چاہتی

تھی،اسے بتانا چاہتی تھی کہ وہ اس سے پیار کرنے لگی ہے،اس کے لیئے پریسا اور کایان

دونوں ضروری ہیں پر وہ سننے کو تیار تو ہوتا۔

"تمہیں جو کرنا ہے کرو۔" ارینا نے مدھم آواز میں بولتے ہوئے اپنی شہادت کی انگلی

سے کایان کی بھنوؤں کے بیچ پڑتی شکنیں دور کیں۔

"مگر۔۔۔" ارینا نے اس کی اسٹیل گرے آنکھوں میں اپنی سبز آنکھیں گاڑیں۔

' اگر تم مارے گئے یا تمہیں کچھ ہوا تو یاد رکھنا میں تمہیں کبھی بھی معاف نہیں کروں

گی۔" اپنی بات کے اختتام پر اس نے زبردستی مسکرانے کی کوشش کی پر اس کے لب

بس لرز کر رہ گئے۔

کایان نے ایک گہری سانس بھرتے ہوئے ارینا علوی کی لرزتی پلکوں اور کپکپاتے ہوئے

لبوں کو دیکھتے ہوئے اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر اس کی دونوں ہتھیلیوں کو

باری باری چوما۔

"تم ایک خوبصورت محبت بھری زندگی ڈیزرو کرتی ہو۔بہت سے پیار کے وعدوں اور آنے والی زندگی کے ہر پل کو ساتھ بتانے، خوابوں کو پورے کرنے کے وعدوں کے ساتھ۔پر میں تمہیں یہ سب نہیں دے سکتا۔کاش میں یہ سب تمہیں دے سکتا۔"

کایان کے لہجے میں اداسی تھی۔

"تم مجھے جو دے سکو بس وہ دے دینا کایان! میرے لئیے تمہیں واپس آنا ہو گا۔مجھے تمہاری ضرورت ہے کایان!" ارینا نے اس کے ہاتھوں میں دبے اپنے ہاتھوں کو دیکھتے ہوئے سرگوشی کی اور سیل فون اٹھا کر اٹھنے لگی تھی کہ جذبات کی شدت سے چور کایان نے اسے اپنی دسترس میں لیا اور اس کے لبوں پر پھول کھلاتا چلا گیا۔

"کایان۔۔۔" ارینا کے لبوں پر اس کا نام آیا۔

"باشو دادا کو کال کروا رینا۔" وہ دور ہٹا اور اس نے فون ارینا کو ایک بار پھر سے تھمایا اور اسے باشو سے کس طرح بات کرنی ہے، کیا کہنا ہے سب سمجھانے لگا۔ وہ اس کی تمام باتوں کو سمجھ رہی تھی۔

"اسے کہنا کہ میں اس سے صبح دس بجے یہاں چمن میں سرمئی پہاڑی کے پاس چائے خانے میں ملنا چاہتا ہوں۔ اور اگر وہ انکار کرے تو اسے صاف کہہ دینا کہ پھر تم پیر کو اس کیس سے اپنا نام واپس لے کر یہ کیس کسی اور جج کی عدالت میں بھیج دو گی۔" وہ اسے اچھی طرح سے باشو دادا سے بات کرنے کا طریقہ سمجھا رہا تھا۔

<<<<<<<<<<<<<

اریناباشودادا سے بات کر رہی تھی۔ شروع میں تو وہ اس کی بات سننے کو تیار ہی نہیں تھا مگر جب وہ ڈٹ گئی کہ اگر وہ نہیں آتا تو وہ یہ کیس چھوڑ دے گی، جج نہیں رہے گی تو اس بات پر باشودادا غصے سے پھنکارتا ہوا آنے کی حامی بھر گیا تھا۔ مگر اس نے ملنے کی جگہ اپنی بتائی تھی۔

"سو جاؤ یور آنر! کیا پتا یہ ہم دونوں کی ایک ساتھ اخری رات ہو۔ کل کس نے دیکھا ہے۔ آؤ!" وہ اسے ساتھ لیے آرام کرنے کے لیٹ گیا تھا.

ارینا کی ساری رات تو جیسے آنکھوں میں کٹی تھی۔ کچھ ہی گھنٹوں میں صبح ہونے والی تھی۔ اس رات کا ایک ایک منٹ، ایک ایک لمحہ ارینا کا دل ایک نادیدہ سے خوف سے دھڑ کتا رہا تھا اس کا سب سے بڑا خوف اس کی بیٹی تھی، پریسا! وہ کس حال میں ہو گی؟ کیا وہ انہیں زندہ مل سکے گی؟ یہ خوف اسے مار رہا تھا۔

صبح کا ملگجا سا اجالا پھیلتے ہی وہ دونوں تیار ہو کر نکل گئے تھے۔انہیں پہاڑیوں کے بیچ باشو دادا کی بتائی ہوئی جگہ پر پہنچنا تھا۔

پتھروں سے بنی الٹی سیدھی پہاڑی سڑکوں پر گاڑی چلاتے ہوئے ایک سائیڈ پر کایان نے گاڑی روکی۔یہ کھلا چٹیل میدانی علاقہ تھا جس کے چاروں طرف اونچے اونچے پہاڑ تھے۔

"اس نے جگہ بڑی چن کر پسند کی ہے کہ یہاں سے بھاگنا مشکل ہو گا۔جب تک میں نہ کہوں تم گاڑی سے نیچے مت اترنا۔"کایان نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے ارینا کو مخاطب کیا کہ اس جگہ ان دونوں کو باشو دادا کے آدمی بڑی آسانی سے نشانہ بنا سکتے تھے

۔

کچھ دیر کے بعد تین بھاری بھرکم گاڑیاں تیزی سے آئیں اور ان کی گاڑی سے کچھ فاصلے پر آ کر رک گئیں۔

دیکھتے ہی دیکھتے ان گاڑیوں کے دروازے کھلے اور گن مینز نیچے کود کر اترے۔

"میری بات یاد رکھنا یور آنر! جب تک میں نہ کہوں تم نیچے نہیں اترو گی۔"

کایان نے ارینا کو گاڑی میں بیٹھے رہنے کی ہدایت کی اور چابی اگنیشن میں لگی چھوڑ کر خود گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ اس کی اسٹیل گرے آنکھیں ایکس رے مشین کی طرح پوری سچویشن کا جائزہ لے رہیں تھیں۔

سامنے والی مرسڈیز کا دروازہ ایک گن مین نے ادب سے کھولا اور بلیو قیمتی ارمانی سوٹ میں ٹائی کی ناٹ درست کرتا باشو دادا اپنے قیمتی جوتوں کو کھردری زمین پر باری باری رکھتا ہوا نیچے اترا۔ اس نے اپنی آنکھوں پر گہرے سیاہ رنگ کے گاگلز لگائے ہوئے تھے۔

"جج کدھر ہے؟" کایان کو بے خوفی سے اپنے ساتھیوں کے نرغے میں کھڑا دیکھ کر اس نے سوال کیا۔

"مجھے تم سے ڈیل کرنی ہے۔ جج کو اس سے باہر رکھو۔" کایان نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"میں یہاں جج کے انویٹیشن پر آیا ہوں تو بات بھی اس کی موجودگی میں ہو گی۔" باشو دادا نے سرد لہجے میں کایان کو جواب دے کر اپنے بائیں طرف چوکنا کھڑے گن مین کو دیکھا۔

"جج کو گاڑی سے باہر نکالو" باشو دادا کی بات سن کر کایان نے سرد انداز میں ہاتھ اٹھا کر اس گن مین کو آگے آنے سے منع کیا اور خود الٹے قدم لیتا باشو دادا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے، بنا پلکیں جھپکے اپنی گاڑی کے پاس پہنچا اور دروازہ کھول کر ارینا کو ہاتھ بڑھا کر نیچے اترنے میں مدد کی۔

"میرے پیچھے رہنا جتنا ممکن ہو سکے۔" اس کے اڑتے بالوں کو کان کے پیچھے اڑسنے کے بہانے اس نے سرگوشی کی اور سیدھا ہو کر باشودادا کی طرف مڑا۔ ارینا اس کی پیٹھ کے عین پیچھے اپنے سر کو اٹھائے کھڑی تھی۔

"یور آنر! اب بولو مجھے کیوں بلایا ہے؟" کایان کے کندھے کے پیچھے کھڑی ارینا کو باشودادا نے مخاطب کیا۔

اس سے پہلے کہ ارینا کچھ جواب دیتی باشودادا کے مسلح آدمیوں نے انہیں چاروں جانب سے گھیر لیا تھا۔

"میں امید کرتا ہوں کہ تم بنا کسی ہتھیار کے آئے ہو گے جیسا کہ تمہیں ہدایت کی گئی تھی۔" باشودادا نے ارینا کے آگے کسی چٹان کی مانند کھڑے کایان سعدی کو ناپسندیدگی دیکھا۔

"اس کی تلاشی لو۔" باشوداداکے اشارے پر ایک گن مین آگے بڑھااور اس نے کایان کی تلاشی لی۔

"اس کے پاس کچھ نہیں ہے۔"اس آدمی کے جواب پر باشوادانے اثبات میں سرہلایا۔

"جج مجھے یقین ہے کہ تم بھی بنا کسی ہتھیار کے آئی ہو گی۔" باشوداداپنے کوٹ کی پاکٹس میں ہاتھ ڈالتا ہواگھوم کر ارینا کے پاس آیا۔

"مجھے اپنی بات رکھنی آتی ہے م" وہ روکھے لہجے میں بولی۔

"گڈ! ویری گڈ!" باشو نے اثبات میں سرہلایااور پھر آگے کایان کی اسٹیل گرے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کھڑا ہو گیا۔چند لمحے وہ دونوں دشمن بنا پلکیں جھپکے ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے دیکھتے رہے۔

"تو تم۔۔۔ ایکس سیکرٹ ایجنٹ کایان سعدی! مجھ سے ڈیل کرنا چاہتے ہو؟ مجھے یہ سن کر حیرانگی ہوئی۔ تم میرے کسی کام کے نہیں ہو۔ تمہیں تو اب تمہارا ڈپارٹمنٹ تک نہیں پوچھتا اور تم چاہتے ہو کہ باشو دادا تم سے ڈیل کرے؟ آخر تمہارے پاس ہے ہی کیا جس میں مجھے انٹرسٹ ہو گا؟ آئندہ میرا وقت اس طرح برباد مت کرنا۔" باشو دادا سرد لہجے میں بولتا ہوا واپس جانے کے لئیے پلٹا۔

"بارڈر کے پار جس دشمن ملک کے لئیے تم کام کرتے ہو، جہاں سے تم ہتھیار اسمگل کرتے ہو اگر تمہیں وہاں موجود تمام انڈر کور ایجنٹس کی آئیڈنٹٹی بتادوں، ان کا کور ایکسپوز کردوں تو کیا کہتے ہو؟" کایان کی بھاری آواز ابھری اور اس کی بات سن کر باشو دادا کے قدم رک گئے تھے۔ اس کی مکار آنکھوں میں چمک ابھری تھی تو دوسری طرف ارینا کو جیسے کرنٹ سا لگا تھا۔ اس نے کایان کی شرٹ کو پیچھے سے سختی سے دبوچ کر جیسے اسے اس حماقت سے باز رکھنے کی کوشش کی تھی۔

چاروں طرف سناٹا چھا گیا تھا، ہوا بھی جیسے رک سی گئی تھی۔ کایان کی آفر بہت بڑی تھی۔ اگر تمام انڈر کوور ایجنٹس تک ان دشمنوں کی رسائی ہو جاتی تو پھر انہیں اس ملک پر قبضہ کرنے سے کوئی نہیں روک سکتا تھا۔

باشوداد اپلٹا اور ایک بار پھر کایان کے سامنے آکر کھڑا ہوا۔

"تمہاری قیمت؟" اس نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"جج کی بیٹی کی رہائی اور ہم تینوں کے لیئے یہاں سے نکلنے کا سیف ایگزٹ، ساتھ میں دو کروڑ روپے۔" کایان نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں اپنی ڈیمانڈ سامنے رکھی۔

"اور اگر میں ایسا نہ کروں تو؟" باشوداد کے سوال پر وہ بپھر اٹھا۔

" یو باسٹرڈ! میں اچھی طرح سے جانتا ہوں کہ تمہاری تنظیم کی بقا کے لیئے اس ڈیل کی کتنی اہمیت ہے۔ اگر ڈیل کرنی ہے تو بولو ورنہ اگر میرا ارادہ بدل گیا تو کسی کا باپ بھی مجھ سے کچھ نہیں اگلوا سکتا۔" کایان دھاڑا۔

"اور اس ڈیل کے بعد مجھے دوبارہ اس بچی کو اغوا کرنے سے کون روک سکے گا؟" باشو دادا نے طنزیہ انداز میں اسے دیکھا۔

"تم ایسا کیوں کروں گے؟ ہم جب سے یہاں آئے ہیں سامنے گاڑی میں چھپا تمہارا آدمی جج اور تمہاری ایک ساتھ کھڑے کئی تصویریں کھینچ چکا ہے۔ان میں سے ایک تصویر بھی اگر تم میڈیا کو دے دو تو جج ختم، مکمل خلاص! تو اب اسے بلیک میل کرنے کے لیئے بچی کی کیا ضرورت؟" کایان کی بات سن کر ارینا کو اپنے رونگٹے کھڑے ہوتے محسوس ہوئے تھے۔

"تم ضرورت سے کچھ زیادہ ہی اسمارٹ ہو۔" باشو دادا نے اسے داد دیتے ہوئے اس کے پیچھے کھڑی ارینا کو دیکھا.

"جج! اب تمہاری ایک غلطی تمہارا سارا کیریئر برباد کر سکتی ہے، یہ جانتی ہو نا تم؟ اگر تمہاری بیٹی اس ڈیل کے بدلے رہا ہو گی تو میرے کیس میں تم اپنی نیک نامی بچانے کے

لئیے میری ساری سزائیں معطل کرواکر مجھے باعزت بری کروگی۔"اس کی بات سن کر اریبنانے بڑی مشکل سے خود کو کچھ بھی کہنے سے روکا تھا۔

"یہ بالکل ٹھیک کہہ رہاہے یور آنر!اب تمہیں اس بات کاخیال رکھناہوگا۔"کایان نے سرد لہجے میں بڑی مشکل سے باشودادا کے چہرے پر مکامارنے سے خود کو روکتے ہوئے اس کی حمایت کی۔وہ نہتاضرور تھالیکن ابھی بھی لمحوں میں ان سب غنڈوں کا حلیہ بگاڑنے کی قوت رکھتاتھا۔

اریبناکے پاس اس وقت کوئی چوائس نہیں تھی کہ وہ اس غنڈے باشودادا کی باتوں کو برداشت کرتی۔کیونکہ کایان سے مداخلت نہ کرنے کاوعدہ کئی بار توڑکراس نے صرف نقصان ہی اٹھایاتھا۔اسی لیے اب وہ سختی سے اپنے لب بھینچے ضبط کرتی کھڑی تھی۔

"اپنامائنڈجلدی میک اپ کروباشو!تمہیں یہ ڈیل کرنی ہے کہ نہیں کرنی؟"کایان نے سرد لہجے میں سوال کیا۔

"مجھے تمام ایجنٹس کے نام اور کوور نیم ابھی بتاؤ۔اور میں بدلے میں اس جج کی بیٹی کو آزاد کر دوں گا۔" باشوادا نے سنجیدگی سے کایان کو گھورتے ہوئے ڈیمانڈ رکھی۔

"نووے! مجھے بچہ سمجھ رہے ہو کیا؟لسٹ میرے دماغ میں ہے۔تم پہلے ہمیں بچی تک لیکر چلو اور جیسے ہی جج اپنی بیٹی کو ساتھ لے کر واپس اپنے گھر پہنچ جائیگی اور تم مجھے دو کروڑ ادا کر دو گے میں تمہیں لسٹ دے دوں گا۔"کایان کی بات سن کر باشوادا کے جبڑے غصے سے بھینچ گئے تھے۔

"ڈونٹ وری! لسٹ میں تمہاری ہاٹ سیکرٹری کو ڈکٹیٹ کروادوں گا۔پھر تم مجھے اپنی گاڑی میں بٹھا کر شہر چھڑوادینا دو کروڑ کے ساتھ۔"کایان نے آنکھ ماری۔

"تمہیں لگتا ہے کہ میں۔۔۔باشوادا کوئی احمق بیوقوف آدمی ہوں؟اب کوئی ڈیل نہیں ہوگی۔مجھے ان آدمیوں کے نام ابھی اسی وقت چاہیئے۔" باشوادا غرایا۔

"ناممکن!" کایان نے نفی میں سر ہلایا تو باشو دادا کچھ لمحے اس ضدی مار خور کو دیکھتا رہا کہ جانتا تھا وہ ایک نمبر کا خر دماغ انسان تھا۔ مر سکتا تھا پر جھک نہیں سکتا تھا۔

"تم اور جج میری گاڑی میں بیٹھو۔ میں تمہیں نچی تک لے چلتا ہوں سن" کچھ دیر بعد باشو دادا اپنا دماغ بنا چکا تھا۔

"اور میری گاڑی؟ میں اتنا امیر نہیں کہ گاڑی کا نقصان اٹھا سکوں۔" کایان کی بات سن کر باشو دادا نے اپنے دانت پیستے ہوئے اسے گھورا۔

"میرے آدمی تمہاری کھٹارا پیچھے پیچھے لے آئینگے۔ اب چلو۔" باشو دادا کی بات سن کر کایان نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ارینا کو کہنی سے پکڑا اور باشو دادا کے ساتھ اس کی گاڑی کی طرف بڑھا۔

ارینا کو اندر بٹھا کر وہ خود اس کے ساتھ بیٹھ کر اس کے گرد اپنا بازو پھیلا گیا تھا کہ اچھی طرح سے جانتا تھا کہ جج اس وقت اندر سے بے پناہ خوفزدہ تھی۔

ارینانے کایان کے ہاتھ کو سختی سے تھام لیا تھا جیسے اسے کہیں جانے نہ دینا چاہتی ہو۔

کایان اس کے جذبات سمجھ رہا تھا اس لئیے اس نے اپنی کھردری انگلیوں سے ارینا کی نرم ونازک انگلیوں پر دباؤ ڈال کر اسے تسلی دی تھی۔

آدھے گھنٹے تک اونچے نیچے راستوں سے گزرنے کے بعد گاڑی سرمئی پہاڑی کے پاس جاکر رک گئی تھی۔ شیشہ اترا اور باشودادا نے اپنا ہاتھ پہاڑی کی سائیڈ پر مخصوص انداز سے بنے پتھر پر رکھا جو ایک سکینر تھا۔ باشودادا کا ہاتھ سکین ہوتے ہی گڑگڑاہٹ کے ساتھ کچھ پتھر ہٹے تھے اور گاڑی اندر داخل ہو گئی تھی۔

"بہت اچھا انتظام کیا ہے تم نے۔ پہلی جنگ عظیم میں بمبارمنٹ سے بچنے کے لیے ایسے غار بنائے جاتے تھے۔" کایان نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے اس کی ذہانت کو سراہا۔

یہ ایک سرنگ نما سی تنگ راہداری تھی جو اندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھی۔ کچھ آگے جا کر گاڑی رک گئی اور باشو دادا کا ڈرائیور اور خود باشو دادا گاڑی سے نیچے اتر گئے۔ سامنے ہی ان کے استقبال کے لئیے گن اٹھائے شفقت کالیا کھڑا تھا۔

"یور آنر! یو آر ڈوئنگ گریٹ! اب آگے بھی کوئی غلطی مت کرنا، بس خاموش رہنا۔" کایان نے گاڑی سے اترتے ہوئے ارینا کے کان میں سرگوشی کی اور اس کا ہاتھ تھام کر اسے ساتھ لئیے گاڑی سے نیچے اتر آیا۔

ارینا کا ہاتھ سرد پڑا ہوا تھا۔ اس کا دل بہت زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ بس اب کچھ لمحوں کی بات تھی، اسے اپنی بیٹی مل جانی تھی۔ وہ کس حال میں ہو گی یہ سوچ کر اس کا دل بیٹھا جا رہا تھا۔

"ایزی ارینا!" کایان نے اس کے ہاتھ پر دباؤ بڑھا کر اسے ایک بار پھر تسلی دی۔

"مم۔۔۔مجھے ڈر لگ رہا ہے۔وہ اندر زندہ تو ہوگی نہ؟" ارینا نے کپکپاتے ہوئے لہجے میں سرگوشی کی۔

"سب ٹھیک ہوگا۔" کایان نے مضبوط لہجے میں کہا اور پھر اس کا ہاتھ پکڑے باشودادا کے اشارے پر سامنے نیم اندھیرے سیلن زدہ کمرے میں داخل ہو گیا۔

یہ اسٹوڈیو اپارٹمنٹ طرز پر بنا انڈر گراؤنڈ کمرہ تھا جس میں سائیڈ پر اوپن کچن، ایک چھوٹا سا فریج اور دوسری طرف شاید واش روم تھا۔

ایک دیوار کے پاس قالین بچھا ہوا تھا جس پر کچھ کھلونے بکھرے ہوئے تھے۔ارینا تیزی سے آگے بڑھی۔ان کھلونوں کے درمیان ساڑھے تین سال کی گڑیا سی بچی پنک اور بلیو کمبینیشن کی فراک میں آنکھیں موندے لیٹی ہوئی تھی۔

اسے یوں لیٹا دیکھ کر ارینا کو اپنا دل بند ہوتا محسوس ہوا تھا۔

"پریسا!" وہ کایان سے ہاتھ چھڑا کر بھاگتی ہوئی گئی اور اپنی بیٹی کو بانہوں میں بھر کر اسے پکارنے لگی۔

"اووم!" سوئی ہوئی پریسا نے منہ بسورا۔

"کایان! مم۔۔۔۔ میری بچی ۔۔۔۔ ہماری بیٹی زندہ ہے۔" وہ دیوانوں کی طرح اس کے چھوٹے چھوٹے ہاتھ پیروں کو، چہرے کو چوم رہی تھی۔

پریسا اتنا کچھ ہونے کے باوجود سوئی ہوئی تھی جو کہ غیر معمولی تھا۔

"یہ اٹھ کیوں نہیں رہی؟" ارینا نے کایان اور باشو دادا کو باری باری دیکھا۔

"پریسا! پریسا بیٹا اٹھو۔ دیکھو مما آگئی ہیں۔" اب کے اس نے پریسا کو جھنجھوڑنا شروع کیا۔

"یہ شور بہت کرتی ہے۔ میں نے اسے سلانے کے لیئے افیم دی تھی۔" باشو دادا کے گھورنے پر شفقت کالیانے کھسیاتے ہوئے کہا۔

"پریسا اٹھو!" ارینا اب اسے جھٹکے دے رہی تھی جب اچانک سے پریسا نے اپنی آنکھیں کھولیں۔

"ممی! ممی! یہ ممی ہے؟ پریسا کی ممی۔" وہ یوں ارینا کو اپنے سامنے دیکھ کر خوشی سے اس کے گلے سے چپک گئی۔

"ممی پریسا کو اس گندی جگہ پر نہیں رہنا۔ مجھے گھر جانا ہے۔"

پریسا کو گلے سے لگائے آنکھوں میں تشکر بھرے ارینا نے کایان کو دیکھا تھا۔

"تم نے اس بچی کو کوئی نقصان تو نہیں پہنچایا" کایان نے سرد لہجے میں سوال کیا۔

"یہ بچی بولتی بہت ہے، اتنے سوال کرتی ہے کہ دماغ کھا جاتی ہے۔ ہم نے اسے صرف ٹرنکولائزر زدی ہیں۔ اس کے علاوہ اور کوئی کچھ نہیں کیا۔" باشو دادا نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"دادا صحیح کہہ رہے ہیں۔ یہ بچی تو بہت ٹربل میکر ہے۔ شکر خدایا! آج میری اس کے پاس سے ڈیوٹی ختم ہو رہی ہے۔ اس نے تو میرا دماغ پکا دیا تھا کالو انکل، کالو انکل کہہ کہہ کر۔ ہزار تو اس کے سوال ہوتے ہیں۔ نہ جانے کہاں سے آتے ہیں اس کے دماغ میں اتنے سوال۔ جج تم نے کیا کھا کر اس چیٹر باکس کو پیدا کیا تھا؟" شفقت کالیا نے کھسیاتے ہوئے کہا۔

"اب انہیں روانہ کرو اور مجھے میری لسٹ دو۔" باشو دادا نے کایان کو ڈیل یاد دلائی۔

"ضرور! مگر پہلے میں اس بچی کو چیک کرنا چاہتا ہوں، دیکھنا چاہتا ہوں کہ تم لوگوں نے اس کو کوئی جسمانی نقصان تو نہیں پہنچایا۔" وہ سکون سے بولا۔

"جلدی سے چیک کرو۔ میرے پاس اس فیملی ڈرامہ کے لیے فضول وقت نہیں ہے۔ میں تم تینوں کا باہر انتظار کر رہا ہوں۔" باشو دادا کی بات سن کر کایان سر ہلاتے ہوئے آگے بڑھا اور اپنی پینٹ انگلیوں سے اچکا کر نیچے ان ماں بیٹی کے پاس بیٹھ گیا۔

"ہیلو پریسا!" وہ نرمی سے اس بچی کے گال چھوتے ہوئے بولا۔

"ہیلو! کیا آپ بھی بیڈ گائے ہو؟" پریسا نے الٹا سوال کیا۔

"کیا میں بیڈ گائے ہو سکتا ہوں؟" کایان نے نرمی سے ابرو اچکا کر سامنے موجود بچی سے سوال کیا۔

"نہیں تم کبھی بھی برے آدمی نہیں ہو سکتے۔ تم تو میری پریسا کے ڈیڈی ہو، اور میری پریسا کے ڈیڈی دنیا کے سب سے اچھے آدمی ہیں۔" ارینا نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے کایان کی اسٹیل گرے آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اس کے اس سوال کا جواب دیا جو اس نے پریسا سے کیا تھا۔ اور کایان تو ساکت سا اس لمحے ان ماں بیٹی کو دیکھتا رہ گیا تھا۔

"ممی! یہ۔۔۔ یہ میرے ڈیڈی ہیں؟" پریسا جس نے کبھی اپنے باپ کو دیکھا ہی نہیں تھا وہ خوشی سے چہک اٹھی۔ معصوم کو کیا پتہ تھا کہ اس وقت ان تینوں کی جان کس قدر خطرے میں تھی۔

"پریسا بیٹا یہ آپ کے ڈیڈی ہیں اور یہ آپ کو میرے ساتھ ہمارے گھر لے جانے آئے ہیں ناں" ارینا نے پیار سے کہا اور پریسا کو کایان کی گود میں دے دیا۔ سبز آنکھوں والی وہ معصوم سی بچی اپنی ماں کی کاپی تھی جو اس وقت کایان کے چوڑے سینے سے چپکی ہوئی تھی۔

"ڈیڈی گھر چلیں؟ میری فرینڈز کے ڈیڈی بہت سارے ٹوائز لاتے ہیں۔ آپ بھی میرے لیئے بہت سارے ٹوائز لائے ہوں گے نا؟" وہ کایان کا چہرہ اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں میں تھامے سوال کر رہی تھی۔

"سوئیٹ گرل! ابھی آپ نے اپنی ممی کے ساتھ گھر جانا ہے۔"

"اور ڈیڈی؟" پریسا نے منہ بسورا۔

"ڈیڈی کچھ دن بعد بہت سارے ٹوائز لے کر گھر آئیں گے۔" کایان نے اسے تسلی دی اور دونوں کو ساتھ لیے کمرے سے باہر نکل آیا جہاں باشوداد اپنے آدمی شفقت کا لیا کے ساتھ ان کا انتظار کر رہا تھا۔

"تم جس مقصد کے لیے آئے تھے وہ پورا ہو چکا ہے۔ اب مجھے میری لسٹ چاہیے۔" باشوداد نے سنجیدگی سے کہا۔

"ڈیل کے مطابق پہلے ان دونوں کو روانہ کرو۔ جج کو میری گاڑی منگوا کر دو۔ یہ خود گاڑی چلا کر شہر واپس جائے گی اور راستے میں تمہارا کوئی بھی آدمی جج کا پیچھا نہیں کرے گا۔ یہ جیسے ہی اس علاقے سے نکل کر مجھے فون کرے گی میں تمہیں لسٹ دے دوں گا۔ تب تک میں یہیں بیٹھا ہوں۔" کایان کی بات سن کر دانت پیستے ہوئے باشوداد نے

اپنے سیل فون سے کچھ ہدایات جاری کیں، دس منٹ کے اندر اندر کایان کی گاڑی اس غار کے باہر کھڑی تھی۔

"تم نے واپس آنا ہے کایان! ورنہ میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی۔" گاڑی میں بیٹھ کر اریبا نے اس کا ہاتھ پکڑ کر یاددہانی کروائی تو وہ سنجیدگی سے اس کا گال تھتپاتا ہوا پیچھے ہٹ گیا تھا۔

------------*

کایان کی گاڑی میں جی پی ایس اور ٹریکر لگا ہوا تھا مگر سب بےکار تھا کہ اس نو مین لینڈ ایریا میں کوئی جی پی ایس، کوئی ٹریکر کام نہیں کرتا۔

یہ پہاڑی علاقے تھے۔ کون سی سڑک کدھر جا رہی تھی کچھ نہیں پتا تھا۔ وہ اندازے سے گاڑی چلا رہی تھی۔ پریسا کو سیٹ بیلٹ باندھ کر اس نے اپنے ساتھ بٹھایا ہوا تھا اور اسے کہاں جانا تھا کون سا راستہ لینا تھا کچھ نہیں پتا تھا۔ سرمئی پہاڑی سے وہ بس پندرہ

منٹ ہی اگے بڑھی ہو گی کہ زوردار فائرنگ اور دھماکوں کی آوازیں آنا شروع ہو گئ تھیں۔ ارینا کی آنکھوں سے بے آواز انسو تیزی سے نکلنے لگے تھے۔

تواتر دھماکے ہو رہے تھے۔ زمین ہل رہی تھی۔ کچھ دیر میں اسے فاٹا کے جوانوں کی گاڑیاں آتی نظر آئیں۔

ایک جیپ اس کی گاڑی کے سامنے آ کر رکی۔ باقی گاڑیاں آگے چلی گئی تھیں۔ جیپ کا دروازہ کھول کر چیف کاظم پاشاہ باہر نکلا جسے دیکھ کر ارینا کی سانس میں سانس آئی۔

"یور اونر آپ اس جیپ میں بیٹھیں۔ میرے سپاہی آپ کو شہر تک پہنچا دیں گے۔"

چیف کاظم پاشا کی ہدایت پر وہ اثبات میں سر ہلاتی پریسا کو اپنے سینے سے لگا کر فاٹا فورس کی گاڑی میں بیٹھ گئی تھی۔

------------*

دس ماہ بعد۔۔۔

مقام آئی ایس آئی ہیڈ آفس۔

سفید قمیض شلوار سوٹ کے اوپر لمبا کالا کوٹ پہنے بالوں کا اونچا جوڑا بنائے سر پر دوپٹہ ٹکائے اپنے مخصوص انداز میں ارینا علوی گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑی تھی۔اس کے ساتھ ساڑھے چار سال کی گول مٹول سی کیوٹ سی پری یسا ہاتھ میں اپنا ٹیڈی بئیر لیئے سوال پر سوال کیئے جا رہی تھی۔

"ممی ڈیڈی کی چھٹی کب ہو گی؟"

"ممی یہ آئی ایس آئی کیا ہے؟"

"ممی میرے ڈیڈی کدھر ہیں؟"

اس کے سوالوں کا غائبانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے ارینا ابھی بھی اس وقت کو سوچ رہی تھی جب زخموں سے لہولہان کایان سعدی کو کاظم پاشا بچا کر ہاسپٹل لایا تھا۔

اس دن ارینا اور پریسا کو بھیج کر کایان نے دشمنوں کے اڈے کو اڑا دیا تھا۔ وہ بذات خود ایک چلتا پھرتا ٹائم بم تھا جس کا کسی کو اندازہ ہی نہیں ہوا تھا۔ وہ تو شکر ہے کہ فاٹا کی فورس کے ساتھ کاظم پاشا کایان کے بنائے پلان کے مطابق وقت پر پہنچ گیا تھا۔ باشوداداتو زندہ بچا ہی نہیں تھا۔ اس کی باڈی کے چیتھڑے اڑا دیے گئے تھے اور کایان کی کئی ہڈیاں ٹوٹ چکی تھیں۔ سات ماہ وہ ہاسپٹل میں رہا تھا اور اس کے بعد اس نے آئی ایس آئی کو دوبارہ جوائن کر لیا تھا۔ مگر اس بار وہ ایجنٹ نہیں تھا بلکہ اب وہ آفس ورک کر رہا تھا، وائٹ کالر جاب۔ اور آج تین ماہ کی آفس ٹریننگ کے بعد جاب پر اس کا پہلا دن تھا۔

شام کے پانچ بجے وہ آفس سے باہر نکلا تو سامنے ہی اس کی محبوب بیوی اور بیٹی اس کا انتظار کر رہے تھے۔ وہ اپنی ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتا ہوا آگے بڑھا۔ سفید شرٹ سیاہ ڈریس پینٹ کوٹ اور ٹائی میں ملبوس سلیقے سے بال بنائے وہ الگ ہی تھا۔ مگر اس کے چہرے پر زخم کا وہ پرانا نشان اسے آج بھی سب میں ممتاز بناتا تھا۔

"ممی وہ دیکھیں، ڈیڈی آ گئے۔" پریسا اسے دیکھتے ہی دوڑتی ہوئی اس کے پاس آئی۔

وہ گھٹنوں کے بل بیٹھا اور پریسا کو اپنے سینے سے لگاتا ہوا اسے ساتھ لئیے کھڑا ہو گیا۔

جب جب یہ بچی اس کے سینے سے لگتی تھی اسے اپنے اندر بھڑکتی تمام آگ، ساری تپش سرد پڑتی سی محسوس ہوتی تھی۔

"ڈیڈی اب کیا آپ ہر وقت سوٹ اور ٹائی پہنا کریں گے؟" اس کی گود میں چڑھی پریسا اس کی ٹائی کو پکڑتے ہوئے سوال کر رہی تھی کیونکہ اس نے ان گزرے ماہ میں جتنا بھی کایان کو دیکھا تھا رف ٹف ہی دیکھا تھا۔

"ائی تھنک سو! اب مجھے یہ کپڑے زیادہ پہننے پڑیں گے۔ تو کیا اب پریسا مجھے پیار نہیں کرے گی؟" کایان نے اس کے پھولے پھولے گالوں پر پیار کرتے ہوئے الٹا سوال کیا۔

"آف کورس میں آپ سے پیار کروں گی۔آپ میرے ڈیڈی ہیں۔"پریسا کی بات سن کر کایان نے بڑی محبت سے اپنی بیٹی کو پھر سے اپنے گلے سے لگایا تھا اور چلتا ہوا ارینا کے پاس آکر اسے اپنے دوسرے بازو کے حصار میں لے کر بڑی عقیدت سے اس کی پیشانی پر اپنے لب رکھے تھے۔

"کیا ہوا؟"پریسا کو پیچھے سیٹ پر بٹھا کر جب وہ سیدھا ہوا تو اس کی نم آنکھوں کو دیکھتے ہوئے ارینا نے سوال کیا۔

"جب جب یہ مجھے ڈیڈی کہتی ہے وہ سیدھا جا کر میرے دل کو لگتا ہے۔ایسا لگتا ہے میری زندگی کی ساری کمیاں، دشمنوں سے ملے سارے درد، ساری پریشانیاں سب دور ہو گئی ہوں۔"وہ آہستگی سے بولا تو ارینا اس کی ٹائی پکڑ کے دو قدم آگے بڑھی اور دھیرے سے اس کے لبوں کو چھوا۔

"ایزی وومین! اندر گاڑی میں میری بیٹی بیٹھی ہے، خیال کرو۔"کایان نے اسے ٹوکا تو اس کے بازو پر ہاتھ مارتی ہوئی ارینا پیچھے ہٹی اور گاڑی کی چابی کایان کی سمت اچھال کے خود آگے پسنجر سیٹ پر بیٹھ گئی۔

"گھر چلو تم تھک گئے ہو گے، تھوڑا سا آرام کر لو۔ ابھی میں نے اور پریسا نے تمہارے لئیے ایک سرپرائز تیار کیا ہے اور اس کے تمہارا فریش ہونا ضروری ہے۔"ارینا نے اس کے بال بگاڑے۔

"احتیاط کریں قلب کایان!"اس نے ٹوکا۔

"ڈیڈی!"پریسا نے اسے پکارا تو اس نے گردن موڑ کر اپنی ساڑھے چار سال کی بیٹی کو دیکھا جو منہ پھلائے بیٹھی تھی۔

"کیا ہوا ڈیڈی کی جان؟"کایان نے سوال کیا۔

"قلب کایان کون ہے؟"پریسا بالکل اسی کے انداز میں ابرو اچکا کر پوچھ رہی تھی۔

"پریسا کی ممی."کایان نے مسکراہٹ دباتے ہوئے جواب دیا۔

"نو! قلب کایان پریسا ہے اینڈ دیٹس فائنل!"پریسا نے اسے ٹوکا کہ وہ کایان سعدی کے منہ سے اپنے لیئے قلب کایان سننا پسند کرتی تھی۔

وہ ان دونوں ماں بیٹی کی باتیں سنتے ہوئے گاڑی چلا رہا تھا۔اس کے پہلو میں جج ارینا علوی، اس کی پہلی نظر کی محبت، اس کی عورت، اس کی بیوی اس کا قلب بیٹھی ہوئی تھی۔اسے آج بھی یقین نہیں ہوتا تھا کہ قسمت اس پر اتنی مہرباں بھی ہو سکتی ہے۔

گھر پہنچ کر کایان نے گاڑی پارک کی۔پریسا اور ارینا دونوں اس کے ساتھ ہی اندر آئی تھیں۔

"ڈیڈی آپ ریسٹ کریں۔ٹو آور ز بعد آپ کو سرپرائز ملے گا۔"پریسا اندر ارینا کے ساتھ اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔

پریسا کو سلا کر ارینا اپنے کمرے میں آئی۔ سامنے ہی کایان آرام دہ ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس ڈریسنگ ٹیبل کے آگے کھڑا اپنے گیلے بال برش کر رہا تھا۔

ارینا مسکراتی ہوئی آگے بڑھی اور پیچھے سے کایان کو جکڑ کر اس کے کندھے پر سر رکھ گئی۔

"میں نے تمہیں مس کیا۔اب تم اتنی دیر آفس میں لگایا کرو گے کیا؟" وہ محبت سے شکوہ کر رہی تھی کہ آج پہلا ہی دن تھا اور وہ تین کی بجائے پانچ بجے آفس سے نکلا تھا۔

"اب بیٹی کا باپ ہوں یور آنر! کام تو کرنا ہوگا۔" وہ ارینا کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے سامنے کر گیا۔

"چلو بیڈ پر چل کر آرام کرتے ہیں۔" کچھ دیر بعد ارینا اپنی سانسیں سنبھالتی ہوئی اس سے الگ ہوئی۔

"ابھی تو صرف چھ بجے ہیں۔اگر شام چھ سے صبح ہونے تک میرے ساتھ بیڈ پر رہنے کا سرپرائز دینے والی ہو تو جان لو مجھے یہ سرپرائز بہت پسند آیا ہے۔" وہ آنکھ مارتے ہوئے اسے اپنی بانہوں میں اٹھا گیا تھا۔

"نہیں نہیں ایسا۔۔۔۔۔" ارینا نے اسے روکنا چاہا۔

"شش! ابھی کوئی بات نہیں۔" کایان اس کے لبوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش کرا گیا
۔

خوبصورت وصل کے لمحات گزارنے کے بعد کایان سوچکا تھا۔ارینا کہنی کے بل نیم دراز اسے دیکھ رہی تھی جو آج بھی پہلے دن جیسا ہی تھا۔اس نے ایک خطرناک، خوفناک ترین زندگی گزاری تھی اور آج بھی راتوں کو وہ چونک کر اٹھ جاتا تھا۔نائٹ میئرز نے اس کا پیچھا نہیں چھوڑا تھا۔

ارینا کو پوری امید تھی کہ ایک دن ایسا ضرور آئے گا جب کایان کے سارے خوف دور ہو جائیں گے اور وہ اس کے ساتھ کھل کر جیئے گا۔

------------*

رات نو بجے ڈنر تیار کر کے ٹیبل سیٹ کرنے کے بعد ارینا کایان کو جگانے کمرے میں آئی تھی۔

"کایان اٹھو!" وہ دور سے اسے آواز دے رہی تھی کہ وہ اچھی طرح سے جانتی تھی کہ اگر اس نے نزدیک جا کر کایان کو نیند سے اٹھایا تو وہ اس پر حاوی ہو سکتا تھا۔ نیند میں بھی وہ حد درجہ چوکنا رہتا تھا۔

"کایان اٹھو! پریسا تمہارا بہت دیر سے انتظار کر رہی ہے۔ اس نے تمہارا سرپرائز ریڈی کر لیا ہے اور اب اسے اتنا انتظار کرانا ٹھیک نہیں." ارینا کی بات پر وہ آنکھیں مسلتا ہوا اٹھا اور واش روم کا رخ کیا۔

منہ پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے مار کر ارینا کے ساتھ کمرے سے باہر نکلا تو سامنے ہی پریسا اس کا انتظار کر رہی تھی۔

"کم ڈیڈی! اندر چلیں۔" پریسا نے جلدی سے نزدیک آ کر کایان کا ہاتھ تھاما اور اسے ساتھ لے کر ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی۔ پیچھے پیچھے ارینا بھی تھی۔

سامنے ہی ایک باریش بزرگ بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے ساتھ ایک کیوٹ سا پٹھان لڑکا تھا۔

"موسیٰ!" بے ساختہ ہی کایان کے منہ سے نکلا تھا۔

"ڈیڈی! یہ میرا بڑا بھائی ہے۔ اس کا نام موسیٰ ہے اور یہ میرے برابر والے کمرے میں رہے گا۔ ہم ساتھ اسکول جایا کریں گے اور ساتھ سکول سے واپس آیا کریں گے، اور ہم ساتھ ہی ہارس رائڈنگ بھی کریں گے اور ہم ساتھ ہی بہت سارے کھیل کھیلا کریں گے۔" کایان کا ہاتھ چھوڑ کر پریسا نے موسیٰ کا ہاتھ پکڑ کر اس کا بھرپور تعارف کروایا۔

"اور تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟" کایان آنکھوں میں نمی لیئے فرش پر گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا تھا۔ اس نے اپنے دونوں بازو پھیلا دیے تھے۔ موسٰی اور پریسا دونوں بھاگ کر اس کے سینے سے لگ چکے تھے۔ کایان کی آنکھوں سے ایک آنسو ٹوٹ کر موسٰی کے بالوں میں ضم ہوا تھا۔

کھانے کے بعد وہ بزرگ جا چکے تھے۔ یہ وہی بزرگ تھے جن کے حوالے کایان نے زخمی موسٰی کو کیا تھا۔

موسٰی کو اس نے اولاد کی طرح سے پالا تھا۔ وہ اس کے مرحوم شہید دوست کا بیٹا تھا اور اب اس کے پاس تھا۔

رات سب بچوں کے سونے کے بعد وہ اپنے کمرے میں آیا اور ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی بالوں کو برش کرتی ارینا کو اپنے بازوؤں میں بھرا۔

"تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں؟" وہ بھاری آواز میں پوچھ رہا تھا۔

"اپنے بیٹے کو گھر لانے کے لیے مجھے تمہاری پرمیشن تو نہیں چاہیے۔اور اگر بتا دیتی تو سرپرائز کیسے دیتی؟" ارینا پیار سے اس کے سینے پہ سر رکھ کے بولی۔

کایان نے سر جھکا کر اپنے سینے سے لگی اس خوبصورت عورت کو دیکھا جس نے اس کی زندگی کو ایک نئی امید دی تھی۔جس نے اس کے دل کو دھڑکنا سکھا دیا تھا۔جو اس کا قلب بن چکی تھی۔

کایان کی انکھوں میں نمی اتر آئی تھی۔یہ آنسو تشکر کے تھے۔جو اللہ نے نعمت اس کو عطا کی تھی اس کو وہ جھٹلا نہیں سکتا تھا۔

ایک گہرا سانس بھر کر اپنے لبوں پر مسکراہٹ سجا کر اس نے ارینا کا چہرہ اوپر کیا۔اس کے لبوں کو چھو کر وہ آہستگی سے اس کے کان پر جھکا۔

"آئی لو یو قلب کایان!"

زندگی تو اب شروع ہوئی تھی۔

------------*

ختم شد!